مفصّل و مدلّل فتویٰ

مع تصدیقات

ازھر ھند دارالافتاء دارالعلوم دیوبند وغیرہ

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سیّد نجم الحسن امروھوی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

ناشر: شعبۂ نشرواشاعت

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

کالا اسکول نارتھ کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور بر سر مجلس راگ باجے اور گانے بجانے کا مشغلہ کریں گے۔ حق تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مضمون شراب کے متعلق ارشاد فرمایا ہے آج امت نے اس کو صرف شراب ہی نہیں بلکہ اکثر دوسرے محرمات میں بھی استعمال کر رکھا ہے۔ شریعت میں جس نام سے کسی چیز کو حرام کیا گیا ہے اس پر نئی معاشرت کا رنگ و روغن چڑھا کر اور نام بدل کر بے خطر اس کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

اس وقت ہماری بحث کا موضوع ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے تصویر کشی کا مسئلہ ہے یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ شریعت نے تصویر کشی کو حرام اور اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیا اور جمہور علماء صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً بلا استثناء حرام ہے۔ لیکن کچھ عرصہ قبل بعض دینی حلقوں کی جانب سے یہ نکتہ اٹھایا گیا کہ ڈیجیٹل کیمرہ سے حاصل شدہ تصویر، حرام تصویر کے حکم میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ عکس یا مشابہ بالعکس یا اُشبہ بالعکس ہے۔

اس حوالے سے جہاں فنی باریکیوں اور ماہرین کی آراء اور ان کی کتابوں کا سہارا لیا گیا، وہاں پر حضراتِ اکابر رحمہم اللہ کی عبارتوں میں بعض اتفاقی قیود، احادیث میں استعمالِ

تصویر سے متعلق بعض رخصتوں اور بعض جزئی وشاذ اقوال کو بنیاد بنا کر حرمتِ تصویر کے اتفاقی واجماعی مسئلے کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ تصویر کا مسئلہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے اوراس میں بحث ومباحثہ کی گنجائش موجود ہے۔

اس صورت حال کی وجہ سے نہ صرف حضرات علماء کرام بلکہ عوام الناس بھی اضطراب وتشویش میں مبتلا تھے مختلف اصحاب افتاء سے بار بار استفتاء کیا جارہا تھا۔ اسی اثناء میں دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو مناظر ہوتے ہیں یا ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ ہوتے ہیں ان کے بارے میں کہ ''یہ چیزیں تصاویر محرمہ میں داخل نہیں ہیں'' ایک تفصیلی فتویٰ مختلف دارالافتاء میں رائے یا تصدیق کیلئے بھیجا گیا تھا ہمارے یہاں سے جو رائے دارالافتاء دارالعلوم کراچی بھیجی گئی اسے رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب امروہوی زید مجدہم نے دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے تفصیلی فتوے کو سامنے رکھ کر فتوے کی صورت میں تحریر فرمایا تھا۔ اسی عرصے میں ایک سائل کی جانب سے ڈیجیٹل کیمرے وغیرہ کے بارے میں ایک تفصیلی استفتاء ہمارے دارالافتاء میں آیا۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے اپنے تفصیلی فتویٰ میں مذکورہ استفتاء میں کیئے گئے سوالات کے جوابات کا بھی اضافہ کردیا۔

حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب مدظلہم نے اس تحقیقی وتفصیلی فتوے میں احادیث مبارکہ، حضرات صحابہ وتابعین، فقہاء امت وائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔ اس کے علاوہ اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ وتحریرات سے تصویر کی مطلقاً حرمت ٹی وی، سینما وغیرہ کی شناعت وقباحت اوران کے عدم جواز کو بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح مجوزین حضرات کے دلائل کے بالتفصیل الزامی وتحقیقی جوابات دے کر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عام سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے اپنے اس فتوے کو ملک وبیرون ملک کے مشہور ومعروف مختلف دارالافتاء واصحاب افتاء کے پاس رائے یا تصدیق کیلئے بھی بھیجا تھا۔ جس کے نتیجے میں بشمول از ہر ہند دارالافتاء دارالعلوم دیوبند اکثر دارالافتاء نے اس فتوے کی تصویب وتصدیق کی۔ بعض اہل علم نے کچھ اشکالات بھی کیے تھے جنہیں تحریری طور پر ان کے جوابات بھی دیئے گئے۔ اوراب الحمدللہ کتابی صورت میں وہ تمام تصدیقات شامل کردی گئی ہیں۔ اور وارد شدہ اشکالات کو ان کے مقامات پر مع جواب کے حاشیہ میں ذکر کردیا گیا ہے۔ نیز چونکہ یہ تحریر ایک استفتاء کا جواب ہے اور باقاعدہ فتویٰ کی صورت میں ہے اس لئے کتابی صورت میں عوام الناس کی سہولت کی خاطر عربی عبارات کا ترجمہ بھی کردیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی اس سعی کو قبول فرما کر امت کی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

دارالافتاء

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

نارتھ کراچی

تصدیقات

عکس تصدیق

المفتی بالجامعۃ الاسلامیۃ دار العلوم دیوبند (الهند)

HABIBUR-RAHMAN KHAIRABADI
(M.A. ALIG.)
MUFTI DARUL ULOOM, DEOBAND-247554(INDIA)

Ref No.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الی دار الافتاء جامعہ دار العلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دار الافتاء کا تفصیلی فتویٰ پڑھا کہ جو تصاویر بذریعہ کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو نظر آتے ہیں یہ تصاویر میں داخل ہیں یا نہیں۔ ایک ماہ قبل پاکستان کے بعض سارے علماء کرام اور مفتیان کرام کے فتوے ہمارے پاس آئے تھے اور یہ بنگلہ دیش کے مفتی عبدالرحمن صاحب نے بھیجے تھے اور اس سلسلہ میں دار العلوم کا موقف معلوم کیا تھا، تو ہم نے جو جواب دینی لکھا تھا اس کی الیکٹرونک کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ آپ کے دار الافتاء سے جو فتویٰ جاری ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ حیرت ہے کہ ان تصاویر کے عواقب کو جانتے ہوئے کیسے جواز کا فتویٰ [illegible] بعض حضرات نے دیدیا ہے۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند
۲۱/۵/۱۴۳۰ھ

تصدیق از حضرت مفتی حبیب الرحمن الخیرآبادی صاحب مدظلہم

رئیس دارالافتاء دارالعلوم دیوبند (الہند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دارالافتاء کا تفصیلی فتویٰ پڑھا، ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں یہ تصاویر میں داخل ہیں یا نہیں؟ ایک ماہ قبل پاکستان کے بہت سارے علماء کرام اور مفتیان کرام کے فتوے ہمارے پاس آئے تھے اور یہ بنگلہ دیش کے مفتی عبدالرحمٰن صاحب نے بھیجے تھے اور اس سلسلہ میں دارالعلوم کا موقف معلوم کیا تھا۔تو ہم نے جو جواب انہیں لکھا تھا اسی کی ایک فوٹو کاپی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔آپ کے دارالافتاء سے جو فتویٰ صادر ہوا ہے وہ صحیح ہے۔حیرت ہے کہ ان تصاویر کے عواقب کو جانتے ہوئے کیسے جواز کا فتویٰ مجوزین نے دیدیا ہے۔فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۰/۵/۲۱ھ

عکس تصدیق

DARUL IFTA DARUL-ULOOM, DEOBAND
Pin - 247554 U. P. India

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۲۷
۵۹۵

مخدوم و مکرمی محترمی و رتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معالیکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ نے فتاویٰ سے ... دارالعلوم دیوبند کا موقف معلوم کیا ہے اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ کمپیوٹر سسٹم کے تحت اسکرین پر جو متحرک نما تصویریں آتی ہیں وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں۔ یہ سینما کی تصویروں کے مثل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سینما میں پردہ سامنے ڈال دیا جاتا ہے، اور ٹی وی میں پیچھے سے۔ جو مفاسد سینما کی تصویروں سے پیدا ہوتے ہیں وہ سارے مفاسد ٹی وی کی تصویروں سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ دارالعلوم دیوبند کے ارباب افتاء کا فتویٰ اور موقف یہی ہے البتہ شرعی ضرورت اور اضطرار کی حالت کے احکام اور ہوں گے۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۸/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
الجواب صحیح
صحیح
محمود حسن غفرلہ
بلندشہری

المصدق
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۹/۵/۱۴۳۰ھ

تصدیق از دار الافتاء دار العلوم دیوبند (الهند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم ومکرم گرامی مرتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے فتاوے ارسال کر کے دار العلوم دیوبند کا موقف معلوم کیا ہے اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے تحت اسکرین پر جو مناظر یعنی تصویریں وغیرہ آتی ہیں، وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں۔ یہ سینما کی تصویروں کے مثل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سینما میں ریز سامنے سے ڈالی جاتی ہیں اور ٹی وی میں پیچھے سے، جو مفاسد سینما کی تصویروں سے پیدا ہوتے ہیں وہی سارے مفاسد ٹی وی کی تصویروں سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ان تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ دار العلوم دیوبند کے ارباب افتاء کا فتویٰ اور موقف یہی ہے البتہ شرعی ضرورت اور اضطرار کی حالت کے احکام اور ہونگے۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

۲۸/۴/۱۴۳۰ھ

صحیح محمود حسن غفرلہ بلند شہری

الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ

الجواب صحیح وقار علی غفرلہ

زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دار العلوم دیوبند

المصدق حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ مفتی دار العلوم دیوبند، ۲۱/۵/۱۴۳۰ھ

عکس تصدیق از حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہم

رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

المفتی حمید اللہ جان
رئیس دارالافتاء
الجامعۃ الاشرفیۃ
شارع فیروزپور لاہور پاکستان

Mufti Hameedullah Jan
Chairman Darul Ifta
AL JAMIATUL ASHRAFIA
Shahrah -e- Ferozpur, Lahore - Pakistan
Tel #: 042 - 7531581
Cell #: 0333 - 4241816

Date ____________ تاریخ ____________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جاندار کی تصویر کی تمام شکلوں پر جو مفصل فتوی حرمت کے بارہ میں حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن صاحب امروہوی لکھ چکے ہیں وہ حق ہے اللہ کریم اسکو قبولیت عطا کر کے امت کیلئے ہدایت کا ذریعہ بنا دے ۔ آمین

واللہ اعلم

حمید اللہ جان

خادم الحدیث والافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

تصدیق از حضرت مفتی محمد عبدالمجید دین پوری صاحب مدظلہم

نائب رئیس دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراتشی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

زمانے کی جدت نے فکری تجدید کا گھمبیر مسئلہ کھڑا کر دیا ہے، تجدد پسندی نے کئی مسلمہ احکام کومختلف فیہ بنانے کا چسکا ہمارے کئی روایت پسند علماء کرام کو بھی عطاء کر دیا ہے، زیر بحث مسئلے میں بحث ومباحثہ کیلئے جو دروازے کھولے گئے ہیں، اگر اکابر پر اعتماد کو کافی سمجھا جاتا تو یہ نوبت ہرگز نہ آتی۔

مزید افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے جن اکابر نے زیر بحث مسئلے میں جدت کی حامل فکر کے رد میں سب سے نمایاں کردار ادا فرمایا تھا، آج انہی بزرگوں کے قائم کردہ اداروں میں بیٹھ کر تجدد پسندانہ رائے کو پروان چڑھایا جارہا ہے، اور زیر بحث مسئلے کی متعلقہ نصوص کے بارے میں یا تو ان متروک ومرجوح اقوال کے ذریعے مغالطے دینے کی کوشش کی جارہی ہے جنہیں چودہ صدیوں کے محدثین اور فقہاء نے اپنے فتووں کیلئے قابل قبول نہیں جانا تھا، یا پھر ان نصوص کی ایسی تاویلات کی جاتی ہیں جو اس سے پہلے کے مجتہدینِ امت کو معلوم نہیں ہوسکیں، ہمارے ان مقتدر مجوزین کا اہم استدلال اور بڑا عذر یہ ہے کہ تصویر کی جدید شکلوں کو حرام قرار دینا زمانے کے حالات اور آلات کی وجہ سے مشکل ہے۔

واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب علم اپنی دیانت پر مبنی تحقیق کی بنیاد پر تصویر (بانواعہ) کو جائز قرار دے چکا ہو، اور وہ اپنی رائے کو حتمی فیصلہ سمجھنے پر بضد نہ ہو، واضح نصوص کے سامنے اپنے اجتہاد کو پس پشت ڈالنے کا قابل ستائش حوصلہ رکھتا ہو، اس قسم کے معاملات میں اپنے اکابر کے مسلک ومشرب سے ہم آغوش ہونے میں نجات سمجھتا ہو، اور دین میں شبہ، شبہات اور اغلوطات سے اپنا دامن بچا کر مصورِ کون ومکان کے دربار میں حاضری کے تصور سے آراستہ ہو کر اگر تصویر

(بنفصیلہ) کی حقیقت اوراس کا حکم جاننا چاہےتو اس کے لئے اب تک علماء کی طرف سے جو کچھ مواد سامنے آیا ہے، وہ کافی ہونا چاہئے کیونکہ اب حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب یا حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہما اللہ جیسے بزرگ واپس نہیں آئیں گے۔ مجوزین کے معاصر علماء جو کچھ کہہ رہے ہیں اسی میں غور وفکر کرنا ہوگا۔

زیر بحث مسئلے کے متعلق ممکنہ سوالوں کے کافی وافی جوابات حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب نے بہت عمدہ انداز میں دیدیئے، ہماری رائے یہ ہے کہ مفتی صاحب موصوف کی تحریر کے اندر تقریباً ان تمام مغالطوں کا ٹھوس علمی جواب دیدیا گیا جو عام طور پر ہمارے قابلِ احترام اہل علم کی طرف سے عام کئے جاتے ہیں، اور یہ کہ کسی روایت پسند عالم دین کیلئے عذر کی گنجائش بظاہر نہیں چھوڑی، فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔

اس ضروری گذارش پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ تصویر اور ٹی وی کو جس درجے میں بھی جائز قرار دیا جارہا ہے، یہ انتہائی خطرناک بات ہے، جو عوام وخواص تصویر اور ٹی وی کو مجوزین کے فتووں کی بنا پر جائز سمجھ کر کھلے عام تصویریں بناتے، بنواتے ہیں اور ٹی وی دیکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ کم از کم ناجائز سمجھتے ہوئے ایسا کریں، تا کہ کسی حرام کام کو حلال سمجھ کر کرنے کا شائبہ نہ رہے، کیونکہ یہ ایمانی لحاظ سے خطرناک بات ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت دونوں اچھی بنائے، آمین۔ فقط

والسلام

محمد عبد المجید دین پوری

عکس تصدیق از دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

DARUL-IFTA

دارالافتاء

Jamia Farooqia, Karachi

جامعہ فاروقیہ کراچی

الحمد للہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف المرسلین، سیدنا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین.

أما بعد!

کچھ عرصہ قبل بعض دینی حلقوں کی جانب سے "مسلمانوں کے عقائد ونظریات کی حفاظت وتبلیغ احکام اسلامیہ" کے عنوان سے دینی وملی ضرورت کے تحت فنی اور تکنیکی باریکیوں کی روشنی میں یہ فتویٰ منظر عام پر آیا کہ ڈیجیٹل کیمرہ سے حاصل شدہ تصویر، حرام تصویر کے حکم میں داخل نہیں، بلکہ یہ عکس ہے یا مشابہ بالعکس یا اشبہ بالعکس ہے، لہٰذا اس بنیاد پر علمائے کرام کا الیکٹرانک میڈیا کو مذکورہ بالا مقاصد کے لئے استعمال کرنا نہ صرف درست ہوگا بلکہ ضروری بھی ہے۔

اس حوالے سے جہاں فنی باریکیوں اور ماہرین کی آراء اور ان کی کتابوں کا سہارا لیا گیا، وہاں پر حضرات اکابر کی عبارتوں میں بعض اتفاقی قیود، احادیث میں وارد ـــ رخصت اور بعض جزئی وشاذ اقوال کو بنیاد بنا کر حرمت تصویر کے اتفاقی واجماعی مسئلے کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ تصویر کا مسئلہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے اور اس میں بحث ومباحثہ کی گنجائش موجود ہے۔

اس صورت حال کی وجہ سے نہ صرف حضرات علمائے کرام بلکہ عوام الناس بھی اضطراب وتشویش میں مبتلا تھے، مختلف دارالافتاؤں سے بار بار استفتاء کیا جا رہا تھا، اسی سلسلے میں جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی کے دارالافتاء میں بھی ایک تفصیلی استفتاء بھیجا گیا، جب کہ اس سے قبل جامعہ دارالعلوم کراچی کی طرف سے ڈیجیٹل کیمرہ کے مناظر کو حرام تصویر سے خارج قرار دے کر ایک تفصیلی فتویٰ برائے رائے وتصدیق کے لئے بھیجا گیا تھا، رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب امروہی زید مجدہم نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے تفصیلی فتویٰ اور اس حوالے سے استفتاء کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا ہے۔

زیر نظر تحقیق حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہم کا تحقیقی فتویٰ ہے، جس میں انہوں نے احادیث مبارکہ، حضرات صحابہ، تابعین، فقہاء وائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، اس کے علاوہ اکابر علمائے دیوبند کے فتاویٰ وتحریرات سے تصویر کی مطلقاً حرمت، ٹی وی، سینما وغیرہ کی شناعت، قباحت اور ان کے عدم جواز کو بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح مجوزین حضرات کے دلائل کے بالتفصیل الزامی وتحقیقی جوابات دے کر فنی طور سے بھی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عام سادہ کیمرہ اور ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی اس سعی کو قبول فرما کر امت کی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ہیئت افتاء
دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
۱/۷/۳۰ھ

Postal Address: Shah Faisal Colony-4, Karachi-75230, Tel:4571132,4573436,Fax:4571525 Website:www.farooqia.com , email: info@farooqia.com

تصدیق از دارالافتاء ختم نبوۃ کراچی

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی پاکستان

مولانا مفتی نجم الحسن صاحب زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مرسلہ مقالا ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر سے متعلق، پڑھا۔ بہت ہی اطمینان ہوا۔ ماشاء اللہ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر کی حرمت کو جس خوبصورت انداز اور مدلل طریقہ مدون کیا گیا ہے اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ نے جدید وقدیم مأخذ سے اس مسئلہ کو جس طرح مبرھن کیا ہے، میرے خیال میں اب کسی کو اس میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہیں رہنا چاہئے کہ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر کا قبل از پرنٹ بھی وہی حکم ہے جو بعد از پرنٹ ہے۔ لہٰذا جس طرح پرنٹ کے بعد وہ حرام ہے اسی طرح پرنٹ سے قبل بھی وہ حرام ہے۔ لہٰذا میری ذاتی رائے ہے کہ اس مقالا کی تصحیح، تسہیل اور عربی عبارات کے تراجم کے بعد اس کی طباعت عوام وخواص کے لئے بہت ہی مفید ہوگی۔ الغرض بہت ہی مناسب لکھا گیا ہے۔ لہٰذا الجواب صحیح

سعید احمد جلال پوری

۱۴۳۰/۴/۲۴ھ

حضرت کی تحریر بالا سے اتفاق کرتا ہوں۔

محمد عبدالقیوم دین پوری

دارالافتاء ختم نبوۃ کراچی

۱۴۳۰/۴/۲۴ھ

رفقاء دارالافتاء

محمد زکریا عفا اللہ عنہ

۱۴۳۰/۴/۲۴ھ

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ

۱۴۳۰/۴/۲۴ھ

عکس تصدیق از دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالافتاء
بالجامعۃ العربیۃ أحسن العلوم
منظقہ ۲ جلشن اقبال کراتشی ۷، باکستان

الرقم ——————
التاریخ ——————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق تصویر کی مروجہ شکل متفق علیہا مسئلہ ہے قرآن، حدیث اور اجماع امت کی رو سے تصویر مطلقاً حرام ہے (مواضع ضرورت جیسے شناختی کارڈ، ویزا، پاسپورٹ وغیرہ مستثنیٰ ہیں) چاہے تصویر ہاتھ سے بنائی جائے یا کیمرہ یا کسی آلے سے، زمانہ حال میں ٹی وی یا کمپیوٹر میں جو مناظر آتے ہیں وہ علی التحقیق تصویر ہیں کیونکہ ان پر بھی تصویر کی تعریف صادق آتی ہے جو جمہور علماء کا موقف ہے اسلئے حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہ کا جو تحقیقی، مدلل اور تفصیلی فتویٰ تصویر کے باب میں ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے یعنی قرآن، حدیث، اجماع امت اور جمہور علماء کرام کے موقف کے مطابق ہے چونکہ ہماری یہ تحریر ایک مستقل فتویٰ نہیں ہے بلکہ مذکورہ فتویٰ کی تصدیق ہے اسلئے مزید کتب کے حوالوں کی ضرورت نہیں ہے جو حوالجات ہمارے علم میں تھے وہ سب مذکورہ فتویٰ میں لکھے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: حضرت مفتی صاحب کا وہ تفصیلی فتویٰ ہمارے دارالافتاء میں موجود ہے

کتبہٗ [illegible] عفی اللہ عنہ
دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
۷/۸/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح
[illegible]
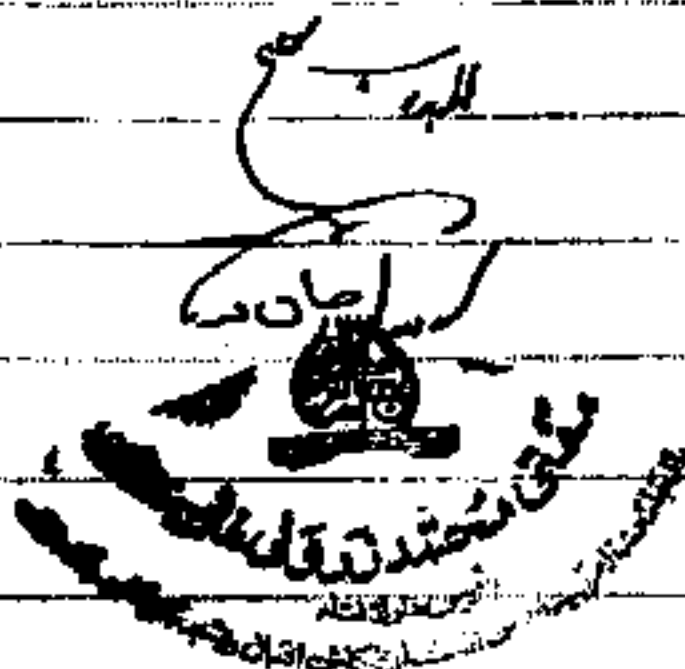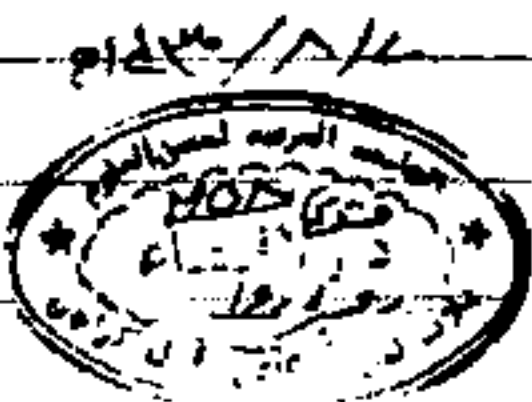
عکس تصدیق از دارالافتاء جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم گریس ماری پور کراچی

محترمی و مکرمی جناب حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام مسنون! طالب الخیر مع الخیر

آپ نے ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر سے متعلق ایک تفصیلی تحریر بھیجی تھی جس میں برادر محترم نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بھی تصویر محرم میں داخل اور حرام ہے۔ بندہ کی رائے بھی یہی ہے کہ یہ حرام ہے۔ بندہ نے چند سال قبل اس عنوان سے ایک مفصل مدلل تحریر لکھی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاندار کی شبیہ کی چار قسمیں ہیں ۱۔ ظل ۲۔ عکس ۳۔ تصویر ۴۔ مجسمہ

پہلی دو چونکہ غیر اختیاری ہیں اس لئے جائز ہیں اور دوسری دو میں انسان کا اختیار و عمل شامل ہے لہذا یہ دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ چونکہ اسکرین پر ظاہر ہونے والا منظر بھی اختیاری ہے لہذا یہ تصویر میں داخل اور حرام ہے۔

اس مختصر رائے کے ساتھ تفصیلی تحریر بھی آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ فقط

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ احمد ممتاز عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

گریکس ماری پور کراچی

۲۲ / ۵ / ۱۴۳۰ھ

عکس تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب منقبت وفضیلت گرامی قدر محترمی جناب حضرت مولانا.................................

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض اینکہ سود کی حرمت کا مسئلہ منصوص اور علماء کرام کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ مروجہ بینکیں اس لعنت سے خالی نہیں چونکہ سودی معیشت اور سرمایہ دارانہ نظام نے اپنے جبر کے پنجے مالیاتی اداروں اور اقتصادی نظام کے حلق میں گاڑ دیے ہیں اب اگر کسی ملک کو اپنا نظام چلانا ہو، بین الاقوامی تجارت یا درآمد برآمد کی معاشی سرگرمی میں حصہ لینا ہو تو اسکے لئے ان سودی اداروں کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اسلئے علماء کرام نے اسکا حل نکالنے کی کوشش کی ہے کہ بینکاری کا کوئی ایسا نظام ہو جو سود کی لعنت سے پاک ہو بعض علماء کرام نے شریعت کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسلامی بینکوں کی بنیاد ڈالی جبکہ علماء کرام ومفتیان عظام کی ایک کثیر جماعت نے مخالفت کی کہ دیگر مروجہ بینکوں کی طرح یہ بینکیں بھی سود کی لعنت سے خالی نہیں اور سب حضرات کا منشا بعلمہ تعالیٰ اپنی بساط کے مطابق حکم شرعی کا استخراج ہے جو لائق صد تحسین وسعی مشکور ہے جس پر حضرات علماء کرام ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں اس سلسلہ میں بندہ نے بھی بعنوان (المیزان للبنوك المنسوبة الی الاسلام) خامہ فرسائی کی ہے اور آنجناب کی خدمت میں بغرض تبصرہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اگر آپ متفق ہوں تو براہ کرم تصدیقی دستخط ثبت فرما کر عزت افزائی فرمائیں بصورت دیگر آپ کے قیمتی تبصرہ کا شدت سے متمنی ومنتظر ہے واجر کم علی اللہ الکریم امید ہے کہ اپنے اوقات کار میں سے اس کار خیر کیلئے بھی وقت صرف فرما کر ممنونیت کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

والسلام

مفتی عبدالغفار

رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر

چند دن پہلے آپ کی دارالافتاء کی جانب سے رسالہ متعلقہ ڈیجیٹل نظام بھیجا گیا تھا اور بندہ سے رائے معلوم کی گئی تھی اس کے بارے میں گذارش یہ ہے کہ بندہ کی وہی رائے ہے جو حضرت کی رائے ہے اور اس کے متعلق جو بندہ پہلے لکھ چکا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے

دعاگو و دعا جو العبد المستغفر عبد الغفور عفا اللہ لہٗ

۱۰-۴-۱۴۳۰ھ

دارالافتاء

تصدیق از
دارالافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب منقبت وفضیلت گرامی قدر محترمی جناب حضرت مولانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند دن پہلے آپ کی دارالافتاء کی جانب سے رسالہ متعلقہ ڈیجیٹل نظام بھیجا گیا تھا اور بندہ سے رائے معلوم کی گئی تھی اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ بندہ کی وہی رائے ہے جو حضرت کی رائے ہے اور اس کے متعلق جو بندہ پہلے لکھ چکا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔

دعا گو ودعا جو

العبد المستغفر عبدالغفار غفراللہ لہ

۱۴۳۰/۴/۱۰ھ

عکس تصدیق از دارالافتاء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم رحیمیہ نیلا گنبد سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض نے ٹی، وی، کی تعریف یوں کی ہیں

تلفزیون، هو آلة يلتقط التصاوير ويحفظها وينشرها بواسطة الكهرباء.

اس تعریف کی روشنی میں ٹی وی کے سکرین پر آنے والے مناظر تصویر ہی ہیں۔

پانی اور آئینہ میں سایہ پر قیاس مع الفارق ہے۔

(۱) پانی اور آئینہ میں بلاصنع وعمل مناظر ظاہر ہوتے ہیں اور ٹی۔ وی۔ اور سی ڈی میں صنع وعمل شامل ہوتا ہے۔ البتہ سرعت صنع وعمل سے شبہ پڑتا ہے کہ شاید یہ مناظر پانی اور آئینہ میں ظاہر ہونے والے مناظر کی طرح ہیں لیکن ہرگز نہیں۔

(۲) پانی اور آئینہ میں کسی آلہ کا آن کرنا نہیں ہوتا جبکہ ممنوعات محرمات (ٹی، وی اور سی، ڈی، وغیرہ) میں بغیر آن کے مناظر نظر نہیں آتے۔

انهما اكبر من نفعهما (الآية)

لہذا ڈیجیٹل نظام کے ذریعہ کمپیوٹر اسکرین۔ ٹی وی اسکرین پر جو مناظر ظاہر ہوتے ہیں یا ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ ہوتے ہیں ان میں ذی روح (جاندار) کے مناظر سب تصویر کہے جاتے ہیں ناجائز اور حرام ہیں۔

فقط والسلام (مفتی) گل حسن عفی عنہ۔ دارالعلوم رحیمیہ نیلا گنبد سرکی روڈ کوئٹہ

۱۵۔ ذوالقعدۃ ۱۴۲۹ھ ۔۔۔ ۱۶ نومبر ۲۰۰۸م

عکس تصدیق از دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
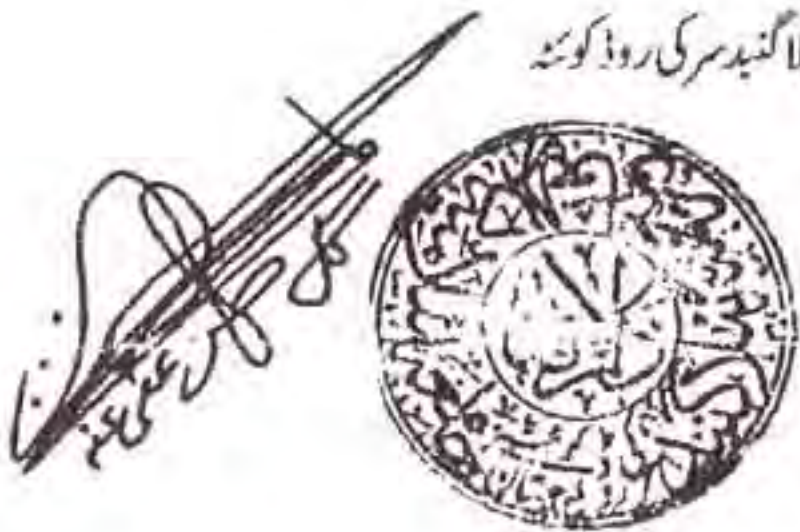
دار الافتاء

جامعہ قاسم العلوم ملتان پاکستان
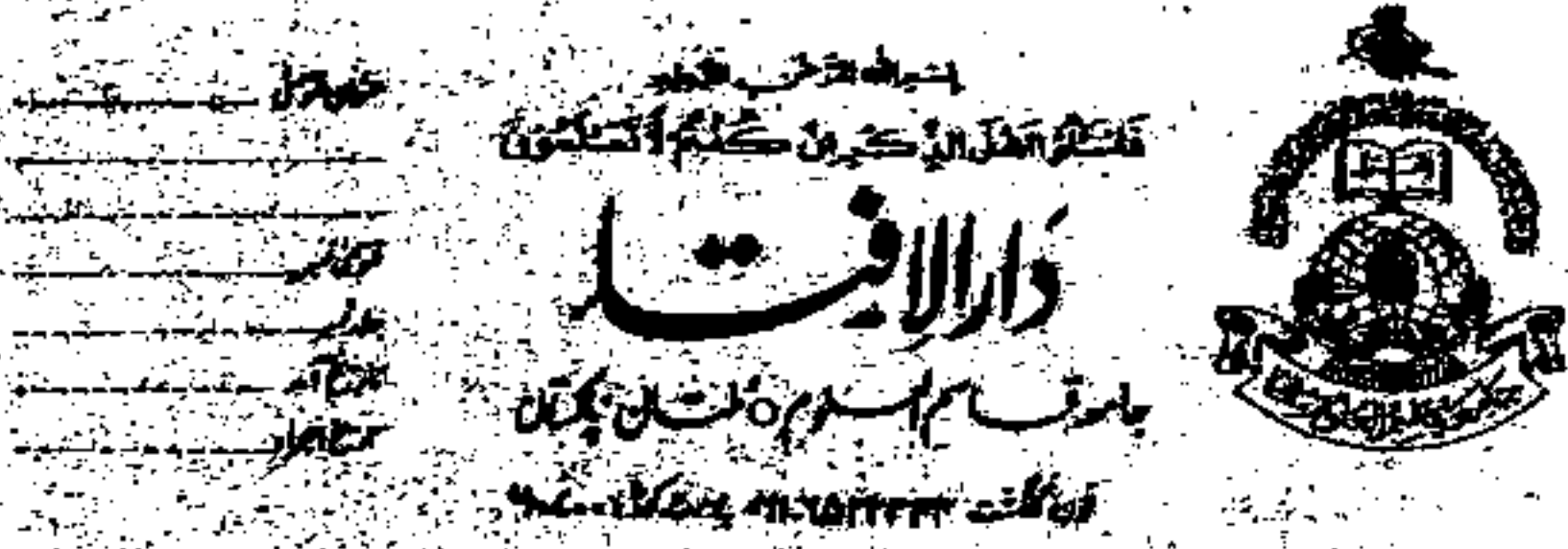
الجواب

ڈیجیٹل نظام کے ذریعے کمپیوٹر اسکرین یا ٹی وی اسکرین پر جو مناظر ہوتے ہیں یا ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ ہوتے ہیں تصاویر محرمہ میں داخل ہیں کیونکہ تصاویر کی حرمت کی وجوہ اربعہ میں سے کوئی نہ کوئی وجہ انمیں ضرور پائی جاتی ہے کما فی احکام القرآن للعلامۃ شفیع رحمہ اللہ

قلت: قد ورد فی الاحادیث النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام للنہی عن عمل التصویر واستعمالہا وجوہ وعلل متعددۃ منہا: کونہا ذریعۃ الی عبادۃ الاوثان والاصنام ومنہا التشبہ بخلق اللہ تعالیٰ ومنہا ان الملائکۃ الکرام تبغضہا فلا تدخل بیتا ہی فیہ قال علیہ الصلوۃ والسلام: لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ ومنہا انہا من زخارف الدنیا اللہویۃ من الافق وجانب المؤمن ارفع من ان یشتغل بمثالہا کما ورد فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعائشۃ رضی اللہ عنہا فی الثوب المصور اخریہ عنی فانی کلما رأیتہ ذکرت الدنیا وانت تعلم ان الاسباب لا تزاحم فیہا فکل ہذہ سبب للنہی عن التصاویر ص ۵/۱۸۳ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد عمر فاروق

دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

عکس تصدیق از دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا

محترم المکرّم ذی القدر جناب مفتی صاحب مدظلہ العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از تسلیم ڈیجیٹل نظام کے تحت کی جانے والی مناظر کشی بجمیع انواعہ حکمِ تصویر میں ہے، آلہ صنعت کے بدلنے سے چیز کا حکم نہیں بدلا کرتا، اسی موضوع پر دار الافتاء دار العلوم کبیر والا کی طرف سے ایک مضمون لکھا گیا تھا جس کی فوٹو کاپی آنجناب کی طرف بھی روانہ کی جا چکی تھی۔ تکمیلِ حکم میں دوبارہ چند سطور کے ساتھ فوٹو کاپی بھی روانہ خدمت ہے۔

والسلام

عمران طارق

دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا

عکس تصدیق از دار الافتاء ربانیہ، جی،او،آر، کالونی کوئٹہ

محترم جناب مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہم العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔

تصویر سے متعلق آپ کا تحقیقی، تفصیلی اور علمی فتویٰ چند دن پہلے موصول ہوا بعض ناگزیر مصروفیات کی وجہ سے فی الفور فتویٰ پڑھنے کا موقع نہیں ملا البتہ چند دن کی تاخیر سے فتویٰ کا بغور مطالعہ کیا تو انتہائی جامع اور مدلل پایا۔

جہاں تک مذکورہ مسئلہ میں متنازعہ تصویر سے متعلق ہماری رائے کا تعلق ہے تو ہم یقیناً پہلے ہی اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ تصویر محرم کے حکم میں ہے اور اس سے تصویرِ محرم کے تمام تقاضے ومقاصد بطریق احسن پورے ہورہے ہیں۔

چنانچہ تین چار سال پہلے ہمارے دار الافتاء ربانیہ کوئٹہ میں مقامی علماء کرام ومفتیان عظام کی سطح پر ایک فقہی مجلس کا انعقاد کیا گیا جس کے عنوانات میں سے خاص کر ایک عنوان "تصویر کی تعریف" رکھا گیا تھا، جس کے ذیل میں ڈیجیٹل تصویر سمیت ہر قسم کی تصویر پر خوب تفصیلی بحث ہوئی اور ہم نے اس وقت یہی رائے دی تھی کہ ڈیجیٹل تصویر تصویرِ محرم کے حکم میں ہو کرنا جائز ہے۔

دوسری طرف جن علماء کرام نے جب سے مذکورہ تصویر کو تصویرِ محرم سے خارج کرکے جن شرائط کے ساتھ اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس وقت سے لوگ ٹی وی اور سی ڈیز دیکھنے پر جس طرح جری ہوگئے، یہاں تک کہ مذہبی اور دیندار لوگ بھی مذکورہ علماء کے فتویٰ کے شرائط بھول کر اور ان کی رعایت کیے بغیر جس دلیری کے ساتھ حرام بینی میں مبتلا ہوگئے اسکا کوئی اندازہ نہیں۔

ایسے حالات میں مذکورہ تصویر کے جواز کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے لہٰذا بندہ آپ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے "ڈیجیٹل تصویر" کو ناجائز اور حرام سمجھتا ہے۔

فقط والسلام

(مفتی) محمد روزی خان صاحب

رئیس دار الافتاء ربانیہ جی۔او۔آر کالونی کوئٹہ

۲۵ / ۵ / ۱۴۳۰ھ

عکس تصدیق از دار الافتاء جامعہ رشیدیہ آسیاآباد، بلوچستان

بندہ کو حضرت مفتی سید نجم الحسن

امروہوی صاحب مدظلہم العالی کی لکھی ہوئی مفصل بحث سے مکمل اتفاق
کرتا ہے۔ نیز بندہ کا ابتداء سے ہی یہی فتویٰ رہا ہے اور اب بھی
یہی میرا فتویٰ ہے۔

اس بحث کے بارے میں ایک عامیانہ دلیل یہ بھی دی جاتی
ہے کہ اب اس قسم کی تصاویر کا بازار میں ابتلاء عام ہو چکا ہے،
اس سے بچنا مشکل ہے۔ اگرچہ اس پر بحث کی ضرورت نہیں
تاہم اس بارے استاذ محترم سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت
مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"کسی گناہ کا عام رواج پا جانا اس کو حلال نہیں کر دیتا بلکہ
اور زیادہ پر خطر عذاب الٰہی کا اس سے ہو جاتا ہے۔"

(تصویر کے شرعی احکام ص۵۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ لطف اللہ

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

۳/۶/۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ میں الحمدللہ ایک بڑی جامعہ کا فاضل ہوں، اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی دعاؤں کی بدولت جو کچھ اچھی بری صلاحتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں ان سے لوگوں میں اصلاح کا کام کرتا رہتا ہوں بعض باریک دینی مسائل میں جب کوئی الجھن آتی ہے تو اپنے بڑوں کی طرف رجوع کرتا ہوں کچھ عرصے سے دو چار مسائل ایسے ہیں جن کی بعض نئی اور جدید صورتوں میں علمائے کرام کی آراء میں شدید اختلاف چل رہا ہے۔ اور عوام الناس اس اختلاف کی بناپر دینی احکام کا مذاق بنا رہے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ تصویر اور ٹی وی سے متعلق ہے۔ دارالعلوم کراچی کے فتوے، جس میں ڈیجیٹل کیمرے اور اسکرین پر آنے والے مناظر کو تصویر محرمہ کے حکم سے خارج کہا ہے اس کو بنیاد بنا کر بعض لوگ اب خوب تصویریں بنوا رہے ہیں۔

میرے ایک عزیز فوٹو گرافی کا کام کرتے ہیں وہ بھی اس بارے میں مجھ سے کئی سوال پوچھ رہے تھے، اب تک تو میں انہیں تصویر کے حرام ہونے کا ہی بتارہا تھا اور تصویر بنانے والے پر جو وعیدات آئی ہیں وہ انہیں سناتا تھا لیکن اب وہ یہ اشکال کررہے تھے کہ ہم جو تصویر بناتے ہیں اور ڈیجیٹل کیمرے کے ذریعے جو تصاویر لی جاتی ہیں وہ نتیجے کے اعتبار سے برابر ہیں اور لوگ ڈیجیٹل کیمرے سے تصویریں کھینچ کر ہمارے پاس لاتے ہیں تاکہ ہم انہیں اس کا پرنٹ نکال دیں۔ کیا اس صورت میں بھی ہم ہی گناہگار ہوں گے؟ حالانکہ ہم تو صرف پرنٹ نکال کر دیتے ہیں تصویریں تو وہ خود ہی کھینچتے ہیں۔

نیز ایک دفعہ میں نکاح پڑھانے گیا تو لوگ اپنے موبائل وغیرہ کے ڈیجیٹل کیمروں سے تصویریں بنانے لگے اور جب منع کیا گیا تو دارالعلوم کے فتوے کا حوالہ دینے لگے کہ یہ حرام نہیں ہے۔ مجھے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ دارالعلوم کراچی کا ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر وغیرہ سے متعلق تفصیلی فتویٰ میں نے خود بھی پڑھا ہے اس کے مطالعے کے بعد مجھے یہ تاثر ملا کہ شاید تصویر سازی میں بھی امت کا اختلاف شروع سے ہی چلا آرہا ہے۔

بہر کیف میں نے مندرجہ ذیل کچھ سوالات مرتب کیے ہیں تاکہ تصویر کے اس مسئلے کی وجہ سے مجھے جو ذہنی کوفت پیدا ہوگئی ہے وہ دور ہو جائے۔ آنجناب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرے ان سوالات کے ایسے جوابات دیئے جائیں جو قرآن وسنت کے حوالہ جات اور صحابہ کرام وتابعین عظام کے ارشادات سے مزین ہوں، اور ائمہ احناف خصوصاً علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے فتاویٰ کے موافق ہوں۔

(۱)......تصویر کی حرمت آیا شروع سے اتفاقی ہے؟ یا اس میں کچھ اختلاف چلا آ رہا ہے۔

(۲)......تصویر کی حرمت کن نصوص سے ثابت ہے؟ برائے مہربانی ان نصوص کو نقل کرنے والے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی، کتب حدیث کے حوالوں کے ساتھ بتادیں۔

(۳)......کون سی تصاویر کا بنانا، دیکھنا، اور استعمال کرنا حرام ہے؟

(۴)......استعمالِ تصاویر سے کیا مراد ہے؟ نیز جب تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے تو اس کا استعمال کیوں جائز ہے؟

(۵)......ہاتھ اور فلم کیمرے کی تصویر ایک حکم میں کیوں ہے؟

(۶)......ڈیجیٹل کیمرے سے محفوظ کیا جانے والا منظر تصویر ہے یا نہیں؟ ظاہر از یرو ون (0-1) زید کا عکس نہیں ہے، پھر تصویر محرم کیوں ہے؟

(۷)......اسکرین پر ظاہر ہونے والے مناظر کا پائیدار نہ ہونے کے باوجود دیکھنا حرام کیوں ہے؟

(۸)...... برقی شعاعوں پر صورت کا اطلاق آیا قرآن وحدیث یا فقہ میں کہیں موجود ہے؟ یا یہ صورت پہلی بار سامنے آئی ہے؟

(۹)...... برقی شعاعوں کا (0-1) میں ہونا یا اسکرین پر مناظر کا ناپائیدار ہونا، آیا ہمارے اکابرین حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ سے اس کے تصویر ہونے کے بارے میں کچھ منقول ہے یا نہیں؟

(۱۰)......تصاویر کے مسئلے میں آیا استثنائی صورتیں (مثلاً شناختی کارڈ وغیرہ کی) وہ ہی ہوں گی جو سادے کیمرے میں تھیں یا ان میں اور ڈیجیٹل کیمرے سے حاصل کردہ تصاویر میں کچھ فرق ہوگا؟

آخر میں پھر درخواست ہے کہ تمام سوالات کے جوابات قرآن وحدیث، تفاسیر وشروحاتِ حدیث نیز کتب فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات کے ساتھ دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط

مولوی محمد اقبال شاکر، نارتھ ناظم آباد کراچی

الجواب باسمه تعالیٰ وسبحانہ

آپ کا طویل استفتاء ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر کے بارے میں موصول ہوا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈیجیٹل کیمرے سے حاصل کئے گئے مناظر کے بارے میں عصرِ حاضر کے علماء کرام کا اختلاف انتہائی پریشان کن ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے عام دیندار طبقہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ نیز جن پریشانیوں کا ذکر آپ نے کیا ہے اس سے کہیں زیادہ پریشانیاں دیگر علماء اور مفتیانِ کرام کو پیش آ رہی ہیں۔ جس کا کوئی شخص بھی تشفی بخش جواب نہیں دے پا رہا ہے۔ سوائے اس کے کہ حرمت کا فتویٰ فلاں کا ہے اور جواز کا فتویٰ فلاں کا ہے۔ نیز جامعہ دارالعلوم کراچی کے جس تفصیلی فتوے کا آپ نے ذکر کیا ہے، حضرات اکابرین دارالعلوم کراچی کے حکم پر ہم نے تفصیلی رائے انہیں ارسال کردی ہے۔ جس میں آپ کے بھی تقریباً تمام سوالات کے جوابات آ گئے ہیں۔ لہٰذا ہم تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ اس کو نقل کرنے کے بعد آپ کے تمام سوالات کے جوابات اپنے کلام کے آخر میں دیں گے۔

چند ضروری تمہیدات

(۱)...... کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا اور بنوانا بالاجماع حرام ہے

چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم وهو من الکبائر. لانه متوعدٌ علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث وسواء صنعه بما یمتهن او بغیره فصنعته حرامٌ بکل حال. (الصحیح لمسلم ۲/۱۹۹، قدیمی کتب خانہ)

(ترجمہ) ''ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جاندار کی صورت کی تصویر کشی کرنا حرمت کے اعتبار سے بہت ہی سخت ہے اور یہ تصویر کشی کبیرہ

گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ تصویر پر بہت ہی سخت وعیدوں کے ساتھ ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے جو کہ احادیث نبویہ میں ذکر کی گئی ہیں۔ چاہے اس کا بنانا اس طور پر ہو کہ اس تصویر کی توہین اور تحقیر کی جائے گی یا کچھ اور مقصد ہو (جیسا کہ تعظیم وغیرہ) بہرکیف تصویر کا بنانا ہر حال میں حرام ہے۔"

امام نوویؒ کا یہی قول بغیر کسی استثناء کے صاحب بحر نے البحر الرائق (۲/۴۸) (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) پر نقل کیا ہے۔ اسی طرح علامہ طحطاویؒ نے حاشیة الطحطاوی علی الدر (۱/۲۷۳) (المکتبة العربیہ کوئٹہ) پر، نیز علامہ شامیؒ نے فتاویٰ شامیة (۱/۶۴۷) (ایچ ایم سعید کمپنی) میں یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:

وظاهر كلام النووى فى شرح المسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان.

(ترجمہ) "امام نووی علیہ الرحمۃ کے کلام کا مقصد جو کہ مسلم کی شرح میں ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جاندار کی تصویر کی حرمت پر اجماع ہے۔"

نیز علامہ شامیؒ ایک دوسرے مقام پر فتاویٰ شامیة (۱/۶۵۰) میں فرماتے ہیں:

[تنبيه] هذا كله فى اقتناء الصورة اما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً لانه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ كمامر.

(ترجمہ) "علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ ساری تفصیل تصویر کے استعمال میں ہے جہاں تک تصویر بنانے کا تعلق ہے تو وہ مطلقاً ناجائز ہے اس لئے کہ وہ مشابہ ہے اللہ کی تخلیق کے ساتھ۔"

نیز مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ امداد المفتین (۲/۹۹۶) (مکتبہ دارالاشاعت) پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: تصویر کے متعلق دو (۲) امر قابل تذکرہ ہیں: تصویر کشی اور دوسرے استعمال تصویر۔ امر اوّل کا حکم جمہور علماء صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلق بلا استثناء

حرام ہے۔ ے ۱

ے۱ بعض حضرات اہل فتویٰ نے ناچیز کی عبارت کہ تصویر کی حرمت اتفاقی ہے پر چند اشکالات فرمائے ہیں جن کو سوال وجواب کے ساتھ بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد از سلام مسنون:

آپ کی مرسلہ تحریر ہم نے اول سے آخر تک پڑھی، ڈیجیٹل کیمرہ سے لی گئی تصویر کے بارے میں ہمارے دارالافتاء کی ابتداء سے یہ رائے ہے کہ یہ بھی اصطلاحی تصویر کے حکم میں ہے، ہمارے ہاں سے اس پر ایک تحریر بھی لکھی گئی تھی جو دارالعلوم کی ''مجلس تحقیق'' میں پیش بھی کی گئی تھی۔

البتہ ضرورت کے بعض مواقع میں (جن میں جہادی ضرورت سرفہرست ہے) ہم اس کے جواز لأجل الضرورۃ کی طرف رجحان رکھتے ہیں، جیسے کہ شناختی کارڈ کے لئے تصویر کو سب مفتیانِ کرام جائز کہتے ہیں، بلکہ نفل حج وعمرہ، تبلیغی وتجارتی اسفار کے لئے پرنٹ تصویر کی بھی سب اجازت دیتے ہیں جو بلا ضرورت جمہور کے نزدیک ناجائز ہے، جب ناجائز تصویر کی حاجات بلکہ بعض مباحات کے لئے بھی گنجائش ہوسکتی ہے تو جہاد یا دفاع عن الدین کے لئے ایسی تصویر کی جس کے بارے میں علماء عصر کی آراء مختلف ہوں، کیوں گنجائش نہیں ہوسکتی؟

الغرض آپ کی تحقیق (کہ ڈیجیٹل تصویر بھی تصویر محرم کے حکم میں ہے) کے ساتھ عام حالات کے متعلق ہمیں اتفاق ہے۔ اگرچہ آپ کے پیش کردہ بعض دلائل اور طریقۂ استدلال سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

نیز آپ نے جو فرمایا ہے کہ ''تصویر بنانا، بہرحال اور بالاجماع حرام ہے اگرچہ ذی ظل ہو، اور اگرچہ موضع امتہان میں ہو، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں''۔ اس بات سے بھی ہمیں اتفاق نہیں، جو غیر ممتہن تصاویر ہیں ان کے بارے میں مالکیہ کا قول حرمت کا نہیں بلکہ کراہت کا ہے اور ممتہن کے بارے میں خلاف الاولیٰ کی تصریح ہے، جبکہ سلف میں اور مالکیہ میں ایسے مجتہدین بھی گزرے ہیں جو غیر ذی الظل کی تصاویر بنانے اور استعمال کرنے دونوں کے جواز کے قائل تھے۔

شرح صغیر للدردیر میں فرماتے ہیں: ''واختلف فی تصویر مالا ظل لہ فکرھہ ابن شہاب فی أی شیء صفّد من حائط أو ثوب أو غیرھما، واجاز ابن القاسم تصویرہ =

(۲)......تصویر کی حرمت جن احادیث سے ثابت ہے وہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں

اس بابت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ ۴۴، مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی) پر ارشاد فرماتے ہیں: مجموعی طور پر تصویر کی حرمت متواتر المعنی احادیث سے ثابت ہے (انتہیٰ)۔

ہمارے پاس کتب حدیث کا جو ذخیرہ موجود ہے اس میں تلاش بسیار کے بعد تقریباً پچیس (۲۵) صحابہ کرامؓ سے حرمت تصویر کی روایات مختلف الفاظ میں مروی ہیں۔ان صحابہ کرامؓ کی احادیث مع ان کے اسماء گرامی درجہ ذیل ہیں:

(۱)۔

(الف)......ان عائشة حدثته ان النبی ﷺ لم یکن یترک فی بیته شیئاً فیه تصالیب الانقضه. (صحیح البخاری، ۲/۸۸۰، قدیمی کتب خانه)

=فی الثیاب، لقوله فی الحدیث الآتی، إلا رقما فی ثوب"(۲/۱۰۵)

شرح منح الجلیل میں فرماتے ہیں:"قال ابن العربی: حاصل مافی اتخاذ الصور انما إن کانت ذات أجسام فحرام إجماعا، وإن کانت رقما فأربعة أقوال: الجواز مطلقا لظاهر الحدیث، والمنع مطلقا حتی الرقم......(۲/۱۶۷)

یہ عبارات ظاہر ہے عملِ تصویر سے متعلق ہیں، نیز سلف میں سے جو حضرات غیر ذی الظل تصویر کے استعمال کو مطلقاً جائز فرماتے ہیں مثلاً حضرت قاسم بن محمد احد الفقہاء السبعۃ، عبید اللہ الخولانی ربیب میمونہ رضی اللہ عنہ، صحابی رسول زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ وغیرہ ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک جب استعمال علی الاطلاق جائز ہے تو بنانا بھی جائز ہوگا، کیونکہ شرع میں ایسی چیز نہیں کہ جس کا استعمال مطلقاً جائز اور بنانا مطلقاً ناجائز ہو، جیسا کہ آپ کی رائے سے لازم آتا ہے، چنانچہ تحفۃ الاحوذی (۳/۵۳) میں فرماتے ہیں:

"وقال آخرون: یجوز منها ما کان رقما فی ثوب، سواء امتهن أم لا، وسواء علق فی حائط أم لا، وکرهوا ما کان له ظل، أو کان مصورا فی الحیطان وشبهها =

(ترجمہ) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس میں تصویریں ہوں یا صلیب کا نشان ہو مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو توڑ دیا۔''

(ب)...... سمعت عائشة قالت قدم رسول الله ﷺ من سفر وقد سترت بقرام لي على سهوة لي فيه تماثيل، فلما راه رسول الله ﷺ هتكه، وقال: اشد الناس عذاباً يوم القيٰمة الذين يضاهون بخلق الله قالت فجعلناه وسادة او وسادتين. (صحيح البخاري، ٢/٨٨٠، قديمي كتب خانه)

(ترجمہ) ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے اور میں نے

⇐سواء كان رقما او غيره واحتجوا بقوله في بعض احاديث الباب الاما كان رقما في ثوب......،وهذا مذهب القاسم بن محمد.''

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں فرماتے ہیں:

''مذهب المالكية ومن ذكر معهم جواز صناعة الصور المسطحة مطلقا مع الكراهة،...... ومن الحجة لهذا المذهب مايلي......''(٢/٤٢٥٠)(١٠٧/١٢۔حقانيه)

پھر آگے ان کے دلائل تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں، اس کو ایک نظر ملاحظہ فرمالیا جائے۔

واللہ الموفق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ حضرت کے مزاج بخیر ہوں گے حضرت کی رائے گرامی ناچیز کی ارسال کردہ تحریر کی بابت موصول ہوئی۔ بندہ حضرت والا کا بے حد مشکور ہے کہ تحریر کو مکمل پڑھ کر جواب عنایت فرمایا۔ جزاکم اللہ خیراً

ناچیز نے اپنی گزارشات میں اصلاً اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر نیز ⇐⇐⇐

اپنے دروازے پر ایسا پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو اس پردے کو پھاڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو کہ اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پردے سے ایک یا دو تکیے بنائے۔"

(ج)...... عن عائشة قالت قدم النبی ﷺ من سفرٍ وعلقت درنوكاً فيه تماثيل فامرني ان انزعه فنزعته. (صحيح البخاري، ۲/۸۸۰)

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لائے اور میں نے ایک ایسا پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس

⇐ اسکرین پر ظاہر ہونے والے مناظر تصویر محرمہ میں داخل ہیں۔ ان کو تصویر نہ کہنا بغیر دلیل شرعی کے درست نہیں۔ ناچیز کے اس موقف کی جناب والا نے بھی تائید کی کہ یہ بھی اصطلاحی تصویر کے حکم میں ہے۔ البتہ آپ کے نزدیک ضرورت کے بعض مواقع مستثنیٰ ہیں۔

نیز بندہ ناچیز نے اپنی گزارشات میں حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ کوئی دعویٰ بھی بلا دلیل کے نہ ہو، بلکہ ہر دعوے کی دلیل معتمد فتاویٰ کے ساتھ مزین ہو۔ چنانچہ حضرت کا یہ فرمانا کہ "نیز آپ نے جو فرمایا ہے کہ (تصویر بنانا بہرحال اور بالاجماع حرام ہے) اس بات سے ہمیں اتفاق نہیں...... الخ" اس کے بعد آپ نے چند حوالے دے کر تصویر سازی میں اختلاف کو ثابت کیا ہے۔

جیسا کہ ناچیز نے عرض کیا کہ پوری تحریر میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی گئی ہے لہٰذا اس دعویٰ پر ناچیز نے اجماع نقل کیا ہے۔ اور یہ نقل کسی ایک کتاب کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ کتب متداولہ سے منقول ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے "**قال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لانه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الاحاديث وسواء صنعه بما يمتهن او بغيره فصنعته** ⇐

کے اتارنے کا حکم دیا پھر میں نے اس کو اتار دیا۔"

(د)...... عن عائشة انها اشترت نمرقةً فيها تصاوير فقام النبی ﷺ بالباب فلم يدخل فقلت اتوب الی الله، ممّا اذنبت، قال ما هذه النمرقة، قلت: لتجلس عليها، وتوسدها: قال ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيٰمة يقال لهم، احيوا ما خلقتم وان الملٰئكة لاتدخل بيتاً فيه الصّور. (صحيح البخاری، ۲/ ۸۸۱)

(ترجمہ) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا بچھونا (تکیہ) خریدا جس میں تصاویر تھیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تشریف فرما ہوئے تو گھر میں داخل نہیں ہوئے (بلکہ دروازے پر ہی کھڑے رہے)، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا میں اللہ رب العزت سے اپنے ہر گناہ سے توبہ کرتی ہوں (اور میں نے کونسا گناہ کیا

⇐حرام بکل حال" کے بعد جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع حرمت پر نقل کیا ہے:
ولافرق فی هذا كله بين ماله ظل ومالا ظل له هذا تلخيص مذهبنا فی المسئلة وبمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وهو مذهب الثوری ومالک وابی حنيفة وغيرهم، انتهی. (مسلم شريف ۲/ ۱۹۹) اور علامہ نووی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو تقریباً تمام شارحین حدیث وفقہ اور فتاویٰ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۰/ ۳۱۵، ۳۱۸)، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (۲۲/ ۷۰)، علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی (۳/ ۵۳)، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق (۲/ ۴۸)، علامہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ نے الطحطاوی علی الدر (۱/ ۲۷۳)، علامہ شامی رحمہ اللہ نے رد المحتار علی الدر المختار (۱/ ۶۴۷) میں اجماع کی صراحت کی ہے۔ نیز ہمارے اکابرین میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاویٰ (۴/ ۲۵۶) میں تصویر کی حرمت پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "**وقلت ايضا قد تقرر فی محله ان ترک الاجماع الائمة الاربعة لايجوز لاسيما وقد صح نص النهی عن الرقم فی**⇐

ہے جس کی بناء پر آپ اندر تشریف نہیں لا رہے ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نمرقہ [یعنی چھوٹے تکیہ اور بچھونے] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان صورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائیگا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے ان کو زندہ کرو اور بیشک فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔"

(ر)...... عن عائشة قالت دخل عليّ النبي ﷺ وفي البيت قرام فيه صور فتلون وجهه ثم تناول الستر فهتكه، وقالت، قال النبي ﷺ من اشد الناس عذاباً يوم القيٰمة الذين يصورون هذه الصور. (صحيح البخاری، ۲/۹۰۲)

⇐ الثوب كمامر فحديث استثناء الرقم اما مؤول كمامر واما منسوخ بقاعدة اذا تعارض المحرم والمبيح ترجح المحرم واما منسوخ بدلالة مخالفة الاجماع كما تحرر في موضعه واما محمول على الصغيرة جدا بحيث لاتستبين والله اعلم (انتهى)

اسی طرح حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ امداد المفتین (صفحہ ۱۰۰۵) پر سینما کے پردے کے بارے میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "احادیث اس بارے میں درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں تصاویر بنانے اور ان کے استعمال کرنے اور دیکھنے وغیرہ کی ممانعت وحرمت صریح مذکور ہے اس لئے ائمہ اربعہ اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔" (انتھیٰ)

نیز ایک دوسرے مقام پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (صفحہ ۹۹۶) پر ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "تصویر کے متعلق دو امر قابل تذکرہ ہیں ایک تصویر کشی اور دوسرے استعمال تصویر امر اول کا حکم جمہور علماء صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا مطلق بلا استثناء حرام ہے۔" ⇐ ⇐

(ترجمہ) ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور گھر میں ایک ایسا پردہ تھا جس میں صورتیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ پکڑ کے پھاڑ دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو ان صورتوں کو بناتے ہیں۔''

(س)...... عن عائشة قالت حشوتُ للنبی ﷺ وسادة فیها تماثیل کانها نمرقة، فجاء فقام بین البابین وجعل یتغیر وجهه، فقلت: مالنا یا رسول الله قال: ما بال هذه الوسادة:قلت: وسادة جعلتها لک لتضطجع علیها، قال: اما علمت ان الملٰئکة لا تدخل بیتاً فیه صورة، وان من صنع الصور یعذب یوم القیٰمة،

⇇ حضرت مفتی صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے ''ائمہ اربعہ اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے'' نیز ''مطلقاً بلا استثناء'' ارشاد فرما کر واضح کر دیا ہے کہ اجماع امت مطلقاً حرمتِ تصویر پر ہے۔ نیز حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ نے بھی احسن الفتاویٰ (۴۲۲/۸، ۴۴۲) پر اجماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے ''جاندار کی تصویر سازی باجماع امت حرام ہے۔'' (۴۲۲/۸)

''چھوٹی سے چھوٹی تصویر بنانا بھی بالاجماع حرام ہے۔'' (۴۴۲/۸)

ان حوالہ جات کے بعد بندہ کا یہ کہنا کہ ''تصویر بنانے کی حرمت دورِ نبوت سے لے کر آج تک اتفاقی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے'' (صفحہ ۴۴)

کوئی قابل اشکال بات نہیں ہے۔ کیونکہ مذکورہ حوالہ جات میں تصویر کی حرمت پر بلا استثناء اجماع نقل کیا گیا ہے اور یہ اصول ہے کہ اجماع کے مقابلہ میں کسی کا قول اختلاف نہیں بلکہ خلاف کہلاتا ہے اور اس کا کوئی اعتبار بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں فقہاء امت نے اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو اختلاف میں بھی داخل نہیں کیا۔ اور یہی فرمایا کہ ''**فهو خلاف لا اختلاف**''

چنانچہ **حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر للدردیر** (۵۷۰/۲) میں فرماتے ہیں:⇇

فيقول: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاری، ۱/۴۵۸)

(ترجمہ)''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک تکیے میں روئی بھری اور وہ تکیہ ایسا تھا کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں اور وہ صرف تکیہ نہیں تھا بلکہ وہ بچھونے کے مانند تھا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دروازے پر ہی کھڑے رہے اور آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس تکیہ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا یہ کیسا تکیہ ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ تکیہ میں نے آپ کیلئے بنایا ہے تاکہ آپ اس پر آرام کریں، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات کو نہیں جانتی ہو کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں صورت ہو، بیشک جو تصاویر بناتا ہے

⇐ ونقل ابن عبدالبر وغيره الاجماع على لزوم الثلاث فى حق من اوقعها وحكى فى الارتشاف عن بعض المبتدعة انه انما يلزمه واحدة، ونقل ابو الحسن عن ابن العربى انه قال ماذبحت بيدى ديكا قط ولو وجدت من يرد المطلقة ثلاثا لذبحته بيدى وهذا منه مبالغة فى الزجر عنه اهـ بن. وقد اشتهر هذا القول عن ابن تيمية قال بعض ائمة الشافعية: ابن تيمية ضال مضل لانه خرق الاجماع وسلك مسلك الابتداع وبعض الفسقة نسبه للامام اشهب لأجل ان يضل به الناس وقد كذب وافترى على هذا الامام لما علمت من ان ابن عبد البر وهو الامام المحيط قد نقل الاجماع على لزوم الثلاث وان صاحب الارتشاف نقل لزوم الواحدة عن بعض المبتدعة (انتهى).

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری (۹/۲۹۹) پر فرماتے ہیں: فالراجح فى الموضعين تحريم المتعة وايقاع الثلاث للاجماع الذى انعقد فى عهد عمر على ذلك ولا يحفظ ان احدا فى عهد عمر خالفه فى واحدة منهما وقد دل اجماعهم على ⇐

روز قیامت اللہ اس کو عذاب دیں گے پس فرمائیں گے زندہ کرو جس کو تم نے پیدا کیا ہے۔"

(ص)......عن عائشة ان رسول الله ﷺ صلّی فی خمیصة لها اعلام فنظر الی اعلامها فلما سلم قال: اذهبوا بخمیصتی هذه الی ابی جهم فانها الهتنی فی صلاتی وأتونی بانبجانیّته. (سنن ابی داؤد، ۲/۲۰۵، ایچ ایم سعید)

(ترجمہ)"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا یا چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک اس کی طرف پڑ رہی تھی جب آپ نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا کہ میری یہ چادر ابو جہم کو دیدو کیونکہ اس نے میری نماز میں مجھ کو پریشان کیے رکھا (یعنی اس چادر نے میری نماز میں خلل ڈالا کہ میری

=وجود ناسخ وان کان خفی عن بعضهم قبل ذلک حتی ظهر لجمیعهم فی عهد عمر فالمخالف بعد هذا الاجماع منابذله والجمهور علی عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق والله اعلم (انتهی). اسی طرح علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری (۲۰/۲۳۳) میں فرماتے ہیں: وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لا یلتفت الیه لشذوذه عن الجماعة التی لایجوز علیهم التواطؤ علی تحریف الکتاب والسنة ...... الخ.

نیز علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فتح القدیر (۳/۴۷۰) پر فرماتے ہیں: وقد اثبتنا النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم بأن الثلاث بفم واحد واحدة لم ینفذ حکمه لانه لا یسوغ الاجتهاد فیه فهو خلاف لا اختلاف (انتهی). علاوہ ازیں صاحب بحر رحمہ اللہ نے (۳/۲۱۸) اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے (۳/۲۳۳) پر بعینہ یہی مضمون نقل کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی کی حرمت پر جب جمہور صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے تو=

توجہ اس کی طرف جارہی تھی) اور میرے پاس اس کی وہ چادر لے آؤ جس میں نقش ونگار نہ ہوں۔"

(۲)۔

(الف)...... قال دخلت مع ابی هريرة دارا بالمدينة فراها اعلاها مصورا يصور، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ومن اظلم ممن ذهب يخلق كخلقي، فليخلقوا حبة وليخلقوا ذرة الخ.

(صحيح البخاری، ۸۸۰/۲، الصحيح لمسلم، ۲۰۲/۲)

(ترجمہ) "حضرت ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ میں کسی کے گھر گیا تو مکان کے بالائی حصہ پر دیکھا کہ ایک مصور تصویریں بنارہا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس سے

⇐ یہ قول تمام مذاہب کا اتفاقی قول ہے نہ کہ اس میں کوئی اختلاف ہے۔ کما حررته

نیز حضرت والا کا یہ فرمانا کہ "جب ان حضرات کے نزدیک استعمال مطلقاً جائز ہے تو بنانا بھی جائز ہوگا" یہ بھی محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس طرح جمہور کے نزدیک استعمال میں ممتہن وغیر ممتہن کی تفصیل ہے اسی طرح بعض اسلاف کے نزدیک سایہ دار اور غیر سایہ دار کی تفصیل ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ان کے نزدیک استعمال مطلقاً جائز ہے سمجھ میں نہیں آیا۔

نیز آگے حضرت والا کا یہ فرمانا کہ "کیونکہ شرع میں ایسی چیز نہیں کہ جس کا استعمال مطلقاً جائز ہے اور بنانا مطلقاً ناجائز۔ جیسا کہ آپ کی رائے سے لازم آتا ہے" یہ بات بھی بندہ ناچیز کی سمجھ میں نہ آسکی کہ آپ نے کس عبارت سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے۔ کیونکہ ناچیز نے (صفحہ۱۲) پر ان الفاظ میں صراحت کی ہے۔ (نیز یہ سوال کہ جب تصویر بنانا حرام ہے تو بعض صورتوں میں اس کا استعمال کیوں جائز ہے) اس کے بعد ناچیز نے اسکا تفصیلی جواب دیا ہے۔ ناچیز کی اس عبارت میں صراحت موجود ہے کہ تصویر بنانا تو مطلقاً حرام ہے البتہ بعض صورتوں میں استعمال جائز ہے اس میں کہیں بھی مطلقاً جواز استعمال کا ذکر نہیں ہے جبکہ آپ نے مطلقاً جواز کی نسبت ناچیز کی طرف کی ہے۔ ⇐⇐

بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو پیدا کرتا ہے میرے پیدا کرنے کی طرح (یعنی جاندار کی تصویریں بناتا ہے) پس ان کو چاہیے کہ ایک دانہ اور ایک ذرہ ہی پیدا کردیں......الخ۔"

(ب)...... عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ يخرج عنق من النار يوم القيٰمة له عينان تبصران، واذنان تسمعان، ولسان ينطق، يقول انی وكلت بثلاثة بكل جبار عنيد، وبكل من دعا مع الله الهاً اخر، وبالمصورين: هذا حديث حسن صحيح غريب. (جامع الترمذی، ۲/۸۵،قديمی كتب خانه، مسند احمد، ۲/۳۴۲، مكتبه دار الباز)

⇐ ⇐ یہ چند معروضات حضرت والا کی خدمت میں پیش کی ہیں، جس سے آپ کی بات کو رد کرنا یا اپنی بات کو منوانا قطعاً مقصود نہیں، بلکہ اپنی اصلاح اور علمی استفادہ مقصود ہے۔ امید ہے کہ جناب والا تشفی بخش جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ بندے کی تحریر سے اگر حضرت کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو بندہ معذرت خواہ ہے۔ انتھی جوابہ

نوٹ: کتب متداولہ میں تصویر سازی واستعمال تصویر سے متعلق بعض الفاظ جیسے صنعت، فعل، اتخاذ، اقتناء وغیرہ کا اکثر استعمال ہوا اور ان کے مابین بہت باریک فرق ہونے کی بناپر کبھی غلط فہمی پیدا ہوجاتی ہے اس لئے ہم فائدہ کے تحت کچھ اس پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

کتب متداولہ میں تصویر سازی واستعمال تصویر سے متعلق الفاظ کی تحقیق:...... تصویر کے مسئلے میں ایک امر تو صنعت تصویر کا ہے اور دوسرا استعمال تصویر کا، نیز شروحات حدیث وفقہ اور فتاویٰ میں اس مسئلے کی بابت جو الفاظ عموماً مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں: صنعت، فعل، عمل، اتخاذ، استعمال، امساک، اقتناء اور ابقاء۔ ان الفاظ میں صنعت، فعل اور عمل بالاتفاق تصویر بنانے پر محمول ہیں۔ اسی طرح لفظ استعمال، امساک، اقتناء اور ابقاء بالاتفاق استعمال تصویر پر محمول ہیں۔ البتہ لفظ اتخاذ سے مراد صنعتِ تصویر ہے یا استعمال، اس میں اکثر فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اتخاذ بھی استعمال ہی کے معنی میں ہے۔

جیسا کہ صاحب محیط البرہانی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اتخاذ کے معنی استعمال کے ہیں۔ فرماتے ہیں: وصورة الحيوان ان كانت صغيرة بحيث لايبدو للناظر من بعيد ⇐ ⇐

(ترجمہ) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک گردن ظاہر ہوگی آگ کی جس کی دو آنکھیں ہونگی جو دیکھ رہی ہونگی، دو کان ہونگے جو سن رہے ہوں گے اور زبان ہوگی جو بول رہی ہوگی اور وہ کہے گی کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو تین قسم کے لوگوں پر عذاب دینے کیلئے مقرر کیا ہے (۱) ہر ظالم و جابر سرکش پر (۲) ہر اس شخص پر جو اللہ کے سوا دوسرے معبود کو پکارتا ہے (۳) اور مصورین یعنی تصویر بنانے والوں پر۔''

(ج)۸۷۱۸ ...... عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ، ان اصحاب الصور الذين يعملونها يعذبون بها يوم القيمة يقال لهم احيوا ما خلقتم. (مسند احمد، ۳/۷۹)

(ترجمہ) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ

⇐ **لايكره اتخاذها والصلاة اليها. (انتهى)** (۵۰۶/۷) اگر لفظ اتخاذ سے یہاں صنعت مراد لی جائے، تو چھوٹی تصویر کا بنانا جائز ہوگا، جبکہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے تصویر کے شرعی احکام (صفحہ ۷۱، ۷۲) میں اس کی صراحت کی ہے کہ چھوٹی تصویر کا بنانا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایسی تصویر کو گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے احسن الفتاویٰ میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹی تصویر کا بنانا حرام ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''چھوٹی سے چھوٹی تصویر بنانا بھی بالاجماع حرام ہے'' (۴۴۲/۸)۔ اس سے معلوم ہوا کہ محیط البرہانی کی عبارت میں اتخاذ سے مراد استعمال تصویر ہے نہ کہ صنعت۔ اسی طرح شروحات حدیث وغیرہ میں اتخاذ کا لفظ جہاں بھی مستعمل ہوا ہے عموماً صنعت کے مقابلے میں آیا ہے چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں تصویر کی حرمت کے باب میں دو عنوان قائم کئے ہیں۔ فرماتے ہیں: **باب تحريم تصوير صورة الحيوان وتحريم اتخاذ ما فيه صور غير ممتهنة بالفرش ونحوه**۔ اس کے بعد صنعت تصویر کے بارے میں فرماتے ہیں: **فصنعته حرام بكل حال** اور اتخاذ کے بارے میں یہ تفصیل کرتے ہیں: **واما اتخاذ** ⇐ ⇐

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائیگا کہ جو کچھ تم نے تخلیق کیا ہے اس کو زندہ کرو۔"

(د)...... عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ، من صور صورة كلف يوم القيمة ان ينفخ فيها الروح وليس بنافخ. (سنن نسائی، ۲/۲۵۶، ایچ ایم سعید کمپنی)

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھی کسی جاندار کی تصویر بنائی تو قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے یعنی جان ڈالے مگر وہ ایسا نہیں کر پائے گا۔"

(ر)...... عن ابی هريرة قال: استاذن جبرئيل عليه السلام على النبي ﷺ، فقال أدخل، فقال كيف ادخل وفي بيتك ستر فيه

⇐ المصور فيه صورة حيوان فان كان معلقا على حائط الخ ۔(صحیح مسلم ۲/۱۹۹)۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ تصویر کے شرعی احکام میں امام نووی رحمہ اللہ کی عبارت فصنعته حرام بكل حال کا ترجمہ کرتے ہیں "بہر حال بنانا اس کا حرام ہے" نیز واما اتخاذ المصور فيه کا ترجمہ فرماتے ہیں "لیکن ان چیزوں کا استعمال جن میں ذی روح کی تصویر بنی ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے" (صفحہ ۴۱)۔ امام نووی رحمہ اللہ کی یہ عبارت اکثر فقہاء و محدثین نے اپنی کتب میں نقل کی ہے۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے اتخاذ المصور یعنی استعمال تصویر پر جو تفصیلی بحث کی ہے اس میں سایہ دار اور غیر سایہ دار تصاویر کے استعمال کے اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وقال بعض السلف انما ينهى عما كان له ظل ولا باس بالصور التي ليس لها ظل، اس سے پہلی سطر پر استعمال تصویر میں مقام عظمت میں حرمت کا قول نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں جماہیر صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا مذہب سایہ دار اور غیر سایہ دار کے استثنٰی کے بغیر حرمت کا نقل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له هذا تلخيص مذهبنا في المسئلة وبمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم ⇐

تصاویر فاما ان تقطع رؤسها او تجعل بساطاً یؤطا فانا معشر الملٰئکة لاتدخل بیتاً فیه تصاویر. (سنن نسائی، ۲/۲۵۷)

(ترجمہ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اندر آجایئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اندر کیسے داخل ہوسکتا ہوں حالانکہ آپ کے گھر میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں یا تو آپ ان کے سروں کو کاٹ دیجئے یا اس پردے کو ایسا بچھونا بنالیں جس کو روندا جاتا ہو کیونکہ ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتیں جس میں تصاویر موجود ہوں۔''

(ص)......عن مجاهد قال نا ابو هريرة قال: قال رسول الله ﷺ اتانی جبرائیل فقال لی اتیتک البارحة فلم یمنعنی ان اکون

⇐ **وهو مذهب الثوری ومالک وابی حنیفة وغیرهم ...... الخ (مسلم ۲/۱۹۹)**۔ چونکہ بعض سلف کا مذہب سایہ دار اور غیر سایہ دار میں فرق کا ہے جو جمہور صحابہ اور مجتہدین کے اجماع کے خلاف تھا اس لئے اس کو مذہب باطل کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نووی رحمہ اللہ کے کلام میں اتخاذ استعمال کے معنی میں ہے نہ کہ صنعت (تصویر بنانے) کے۔ نیز اس سے زیادہ واضح حضرت حافظ صاحب کا کلام ہے جس میں اتخاذ سے استعمال ہی مراد ہے چنانچہ (۱۰/۳۱۸) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: **قالت فجعلناه وسادة او وسادتین** کے تحت فرماتے ہیں: **واستدل بهذا الحدیث علی جواز اتخاذ الصور اذا کانت لاظل لها وهی مع ذلک مما یوطا ویداس أو یمتهن بالاستعمال کالمخاد والوسائد** اس کے بعد امام نووی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: **قال النووی وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعین وهو قول الثوری ومالک وأبی حنیفة والشافعی ولا فرق فی ذلک بین ماله ظل ومالا ظل له فان کان معلقا علی حائط أو ملبوسا أو عمامة أو نحو ذلک مما لا یعد ممتهنا فهو حرام.** اگر یہاں اتخاذ سے صنعت مراد لی جائے تو جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک ⇐

دخلت الا انه كان على الباب تماثيل وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل وكان في البيت كلب فمر برأس التمثال الذى في البيت يقطع فيصير كهيأة الشجرة ومر بالستر فليقطع فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطئان ومر بالكلب فليخرج ففعل رسول الله ﷺ واذا الكلب لحسن او حسين كان تحت نضد لهم فامر به فاخرج. (سنن ابی داؤد، ۲/۵۷۳)

(ترجمہ) ''حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم کو یہ حدیث بیان کی اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس گزشتہ رات آیا تھا مجھ کو اندر آنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا مگر یہ کہ آپ کے دروازے اور گھر میں پردے پر تصاویر تھیں اور گھر میں کتا

= غیر سایہ دار ممتہن تصاویر کا بنانا جائز ہوگا حالانکہ یہ خلافِ اجماع ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اتخاذ سے مراد استعمال ہے نہ کہ صنعت۔

مذکورہ کلام سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلاف کا اختلاف استعمال صورت میں ہے نہ کہ تصویر سازی میں۔ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات نے بھی امام نووی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو ذکر کیا ہے۔ جن میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۰/۳۱۸)، علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (۲۲/۷۰) علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی (۳/۵۳)، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق (۲/۴۸)، علامہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ نے الطحطاوی علی الدر (۱/۲۷۳)، علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار علی الدر المختار (۱/۶۴۷)، سب نے اس اختلاف کو اتخاذ ہی کی بحث میں ذکر کیا ہے چنانچہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے بھی تصویر کے باب میں دو عنوان قائم کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

المراد بيان حكمها من جهة مباشرة صنعتها ثم من جهة استعمالها واتخاذها (۳/۵۳) صاحب تحفۃ الاحوذی نے لفظ اتخاذ کو صنعت کے مقابلے میں لفظ استعمال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ پوری بحث انہوں نے امام نووی رحمہ اللہ ہی کی نقل کی ہے جو اتخاذ کے بارے میں ہے نہ =

بھی تھا، پس آپ حکم دیں ان تصویروں کے بارے میں جو کہ گھر میں ہیں کہ ان کے سروں کو کاٹ دیا جائے تا کہ وہ درخت کی صورت کے مانند ہو جائیں اور آپ پردے کو کاٹنے کا حکم دیں تا کہ اس سے دو ایسے تکیے بنائے جائیں جن کو روندا جائے یعنی اس پر بیٹھا جائے اور کتے کے بارے میں آپ حکم دیں کہ اس کو گھر سے نکال دیا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا تھا اور یہ کتا حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا اس کو چارپائی کے نیچے چھوڑ دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پھر اس کو نکال دیا گیا۔"

(۳)۔

(الف)......عن سالم عن ابن عمر انه كره ان تعلم الصورة وقال ابن عمر نهى النبي ﷺ ان تضرب. (صحيح البخاري، ۸۳۱/۲)

= کہ صنعت کے بارے میں اس کے بعد اگلے صفحہ پر صاحب تحفۃ نے دو نظریں قائم فرما کر بعض سلف کے مذہب کو رد کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وقال اخرون يجوز منها ما كان رقما في ثوب سواء امتهن ام لا. وسواء علق في حائط ام لا وكرهوا ما كان له ظل او كان مصورا في الحيطان وشبهها سواء كان رقما او غيره واحتجوا بقوله في بعض احاديث الباب الاما كان رقما في ثوب وهذا مذهب القاسم بن محمد وأجمعوا على منع ما كان له ظل ووجوب تغييره انتهى كلام النووى انتهى (۵۳/۳) آگے فرماتے ہیں: قلت في الاستدلال بهذا الحديث على هذا المطلوب نظر من وجهين الاول ان المراد بقوله الا ما كان رقما في ثوب تصوير غير الحيوان جمعا بين الاحاديث كما صرح به النووى والثاني انه لو كان المراد مطلق التصاوير سواء كانت للحيوان او لغيره لزم ان يكون اتخاذ التصاوير كلها جائزا سواء كانت في الستر او في ماينصب نصبا او في البساط والوسادة لانه مطلق ليس فيه تقييد بكونها في البساط او غيره وهو كما ترى انتهى (۵۴/۳، ۵۳)، اسی طرح موسوعہ فقہیہ میں بھی اتخاذ کو استعمال ہی کے معنی =

(ترجمہ) ''حضرت سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تصویر سازی کے سیکھنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے سے منع فرمایا ہے۔''

(ب)...... عن سالم عن ابیه قال: وعد النبی ﷺ جبرئیل فراث علیه حتی اشتد علی النبی ﷺ فخرج النبی ﷺ فلقیه فشکا الیه ماوجد فقال له انا لا ندخل بیتا فیه صورة ولا کلب.

(صحیح البخاری، ۲/ ۸۸۱)

(ترجمہ) ''حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی پھر آپ صلی

⇐ میں لیا گیا ہے چنانچہ (۱۲/ ۹۵) پر فرماتے ہیں ثالثا احکام اقتناء الصور ای اتخاذها و استعمالها نیز بعض حضرات نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ یہ اختلاف استعمال تصویر میں ہے نہ کہ صنعت میں چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ استعمال کی بعض صورتوں میں جہاں عدم کراہت کا قول کیا گیا ہے جیسے چھوٹی تصویر وغیرہ، کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: وقد صرح فی الفتح وغیره بان الصورة الصغیرة لاتکره فی البیت قال ونقل انه کان علی خاتم ابی هریرة ذبابتان اهـ ...... (الی قوله) تنبیه هذا کله فی اقتناء الصورة واما فعل التصویر فهو غیر جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ کمامر (۱/ ۶۵۰)، نیز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ امداد الفتاوی (۴/ ۲۵۶) میں امام نووی رحمہ اللہ کا طویل کلام ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: وقلت ایضا قد تقرر فی محله ان ترک اجماع الائمة الاربعة لایجوز لاسیما وقد صح نص النهی عن الرقم فی الثوب کمامر فحدیث استثناء الرقم اما مؤول کمامر واما منسوخ بقاعدة اذا تعارض المحرم والمبیح ترجح المحرم واما منسوخ بدلالة مخالفة الاجماع کما تحرر فی موضعه واما محمول ⇐

اللہ علیہ وسلم نے شکایت کی اس گرانی کی جو آپ کو ان کے نہ آنے کی وجہ سے پہنچی تھی، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر ہو، اور نہ اس گھر میں جس میں کتا ہو۔"

(ج)...... عن نافع ان عبداللہ بن عمر اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ قال: ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم. (صحیح البخاری، ۲/۸۸۰)

(ترجمہ) "حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو روزِ قیامت عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے یعنی تصویریں بنائی ہیں ان کو زندہ کرو۔"

⇐ علی الصغیرۃ جدا بحیث لاتستبین واللہ اعلم.

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے آخری احتمال کہ اس کو چھوٹی غیر مستبین تصویر پر محمول کیا جائے گا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف استعمال تصویر میں ہے نہ کہ صنعت میں کیونکہ چھوٹی تصویر کا استعمال تو جائز ہے لیکن بنانا حرام ہے جیسا کہ فتاویٰ شامیہ کی مذکورہ عبارت اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ نیز حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ سے معلوم ہو چکا ہے۔ نیز بعض حضرات نے تصویر سازی کے جواز کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ جب ان اسلاف کے نزدیک استعمال علی الاطلاق جائز ہے تو بنانا بھی جائز ہوگا الخ، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو اسلاف کی نسبت جوازِ استعمال میں تو یقین ہے لیکن صنعت میں شک ہے جب ہی صنعت کو استعمال پر قیاس کر رہے ہیں از راقم۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اسلاف سے اس اختلاف کے صنعت پر ہونے کے بارے میں کوئی نص منقول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کے قول وھو باطل پر نظر قائم کرنے کے بعد بعض اسلاف کا مذہب ان الفاظ میں نقل کیا ہے المذھب المذکور نقلہ ابن ابی شیبۃ عن القاسم بن محمد بسند صحیح ⇐

(د)...... عن نافع عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اصحاب الصور یعذبون یوم القیامة ویقال لھم: احیوا ما خلقتم. (مسند احمد،۲/۲۸۰)

(ترجمہ)''حضرت نافع حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اوران سے کہا جائے گا کہ جوتم نے تصویریں بنائی ہیں ان کو زندہ کرو۔''

(۴)۔

(الف)...... قال کنت عند ابن عباس وھم یسئلونہ ولا یذکر النبی ﷺ حتی سئل فقال: سمعت محمدا ﷺ یقول من صور صورة فی الدنیا کلف یوم القیامة ان ینفخ فیھا الرّوح

⇐ولفظہ عن ابن عون قال دخلت علی القاسم وھو باعلی مکة فی بیتہ فرایت فی بیتہ حجلة فیھا تصاویر القندس والعنقاء فتح الباری (۱۰/۳۱۹) ومصنف ابن ابی شیبة (۵/۲۰۹)(حدیث الرقم: ۲۵۲۹۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے نقل کرنے میں سوائے اس کے کوئی دلیل موجود نہیں کہ ابن عون نے حضرت قاسم رحمہ اللہ کے حجرہ میں پرندوں کی تصاویر لگی ہوئی دیکھیں بظاہر یہ بھی استعمال سے متعلق معلوم ہوتا ہے نہ کہ صنعت سے، اگر ان اسلاف کے نزدیک صنعت (تصویر سازی) میں اختلاف ہوتا تو کوئی نہ کوئی تو اس کا صراحتاً ذکر کرتا۔ جو انتہائی تلاش بسیار کے باوجود سامنے نہ آسکا۔

مذکورہ بحث اس صورت میں ہے کہ اس اختلاف کو استعمال تصویر پر محمول کیا جاوے اگر بالفرض یہ اختلاف صنعت تصویر میں ہے اور اتخاذ کے معنی بھی صنعت مراد لئے جائیں جو اگرچہ خلاف ظاہر ہیں تب بھی بعض اسلاف کے قول شاذ کا جو اجماع امت کے خلاف ہے کوئی اعتبار نہ ہوگا کما مر۔ جہاںتک بعض حضرات کا یہ کہنا کہ مذہب مالکیہ میں غیر ممتہن تصاویر مکروہ ہیں اور ممتہن خلاف اولیٰ ہیں اگر اس سے مقام اہانت میں تصویر سازی کا جواز معلوم ہوتا ہے تو سوال یہ ہوگا کہ اس میں تصویر بنانے کی ⇐

ولیس بنافخ. (صحیح البخاری، ۲/ ۸۸۱)

(ترجمہ) ''حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر تھا لوگ آپ سے سوالات پوچھ رہے تھے اور آپ ان کے جوابات دے رہے تھے مگر آپ یہ نہیں فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے ایک سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں تصویر سازی کرتا ہے قیامت کے دن اس کو اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔''

(ب)...... عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال من تحلم بحلم...... (الی قولہ علیہ السلام) ومن صور صورۃ عذب وکلف ان ینفخ فیھا ولیس بنافخ...... الخ. (صحیح البخاری، ۲/ ۱۰۴۲)

= شکل کیا ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شخص کی تصویر چادر پر بنانی ہے تو اصل تصویر بنانے کی کیا صورت ہوگی آیا اس کو لٹا کر ذلیل کر کے تصویر بنائی جائے گی۔ یا تصویر سازی کا جو مروج طریقہ ہے کہ کیمرے کے سامنے بٹھا کر لی جاتی ہے اس طرح لی جائے گی۔ اگر پہلی صورت مراد ہے تو یہ خلاف معمول ہوگا اور اگر دوسری صورت مراد ہے تو یہ مقام تعظیم ہے نیز اگر یہ کہا جائے کہ نیت کا اعتبار ہوگا کہ اگر کوئی شخص مقام اہانت میں استعمال کیلئے تصویر بناتا ہے تو جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ تو آیا اس نیت کا اعتبار ہوگا؟ نیز تصویر اتارتے وقت جب یہ مقام تعظیم میں ہوگی تو مالکیہ کے نزدیک یہ کیسے جائز ہوگی۔ لہٰذا مالکیہ کے قول کو استعمال تصویر ہی پر محمول کیا جائے گا۔ اور یا پھر اس کو مالکیہ کا مذہب نہیں بلکہ قول شاذ کہا جائے گا، کیونکہ جب تصویر کی مطلقاً حرمت پر اہل فتاویٰ نے جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے تو امام مالک کی طرف اس اختلاف کی نسبت اجماع کے خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقام اہانت وتعظیم کا اعتبار تصویر بننے کے بعد استعمال تصویر میں تو ہوسکتا ہے تصویر بناتے وقت ناممکن اگرچہ نہ بھی ہو متعذر وغیر معروف ضرور ہے۔

مذکورہ کلام سے اتنی بات واضح ہوگئی کہ بعض حضرات کا یہ اختلاف اتخاذ میں ہے اور اتخاذ =

(ترجمہ) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹا خواب بنائے...... (پھر آگے آپ نے فرمایا) اور جس شخص نے کوئی صورت بنائی تو اس کو عذاب دیا جائے گا. اور اس کو مکلّف بنایا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔''

(ج)......جاء رجل إلى ابن عباس فقال إني رجل أصور هذه الصور فأفتني فيها فقال له ادن مني فدنا منه ثم قال ادن مني فدنا حتى وضع يده على رأسه وقال انبئک بما سمعت من رسول الله ﷺ سمعت رسول الله ﷺ يقول كل مصور في النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا فتعذبه في جهنم وقال

= سے مراد استعمال ہے نہ کہ صنعت۔ اور اگر بالفرض اختلاف صنعت ہی میں مراد لیا جائے تب بھی خلاف اجماع ہونے کی بنا پر منسوخ یا مرجوح ہی کہا جائے گا اور جمہور کے قول کو متفق علیہ ہی کہا جائے گا۔
بعض حضرات نے کتب مالکیہ وحنابلہ میں جہاں بھی لفظ تصویر آیا ہے اس سے مراد تصویر سازی لی ہے اگر اس سے ہر جگہ مراد صنعت ہے تو اس کی صراحت کسی ایک معتمد کتاب سے تو ثابت کی جائے۔ اسی طرح دیگر ائمہ کے نزدیک بھی تصویر کا اطلاق استعمال کی بحث میں شائع ہے جیسا کہ احناف کے متون میں لبث فیہ تصاویر وغیرہ عبارات سے اگر کوئی تصاویر والے کپڑے میں نماز کے مکروہ ہونے سے تصویر سازی کے جواز پر استدلال کرے تو ایسے استدلال کو باطل ہی کہا جائے گا۔ جبکہ قائلین جواز کے نزدیک یہ تصویر کے جواز پر دلیل ہوگی۔ حالانکہ جیسا کہ احناف کے ہاں تصویر والے کپڑے میں کراہت استعمال کی ہے ایسے ہی مالکیہ کے نزدیک بھی ہے اگر مالکیہ کے نزدیک لفظ تصویر کے استعمال سے تصویر سازی کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔ تو پھر احناف کے نزدیک بھی ہونا چاہیے جو ظاہر البطلان ہے لہٰذا قائلین جواز کے پاس کوئی ایسی صریح دلیل موجود نہیں ہے جس میں ائمہ متقدمین و متاخرین سے صراحتاً یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اختلاف صنعت تصویر میں ہے نہ کہ استعمال میں۔ لہٰذا مالکیہ کے جن نصوص سے قائلین جواز تصویر سازی میں اختلاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس کوئی صریح نص صنعت تصویر میں اختلاف پر موجود نہیں ہے۔

إن كنت لا بدفاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس له......(الصحيح لمسلم: ۲/ ۲۰۲).

(ترجمہ) ''ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں تصویریں بناتا ہوں آپ مجھ کو اس بارے میں فتویٰ دیں (کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟) آپ نے اس شخص کو کہا تم میرے قریب ہو جاؤ تو وہ قریب ہو گیا آپ نے پھر کہا اور قریب ہو جاؤ تو وہ شخص اور قریب ہو گیا یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور آپ نے فرمایا میں تم کو وہ چیز بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر مصور (تصویر بنانے والا) جہنم میں ہوگا اور ہر اس تصویر کے بدلہ جو اس نے بنائی ہوگی ایک نفس بنادیا جائیگا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا۔ اور آپ نے اس شخص کو (جو مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا) فرمایا اگر تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں (یعنی اگر تجھ کو تصویریں ہی بنانی ہیں) تو درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔''

(۵)۔

(الف)...... عن عمر بن الخطابؓ ان رسول الله ﷺ قال وعدني جبرئيل موعداً وانه ابطأ علي ثم قال انما منعني من ذالک من صوت جرس او صورة في بيت. (المعجم الاوسط للطبراني، ۸/ ۸۹، رقم الحديث: ۷۷۱۷، مكتبة المعارف الرياض)

(ترجمہ) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ملاقات کا وعدہ کیا اور تاخیر سے آئے پھر تاخیر سے آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھ کو گھنٹے کی آواز یا گھر میں تصویروں نے اندر آنے سے روکے رکھا۔''

(ب)...... وقال عمر رضی الله عنه انا لا ندخل كنائسكم من اجل التماثيل التی فیها الصور وكان ابن عباس يصلی فی البیعة الا بیعة فيها تماثيل. (صحيح البخاری، ۱/ ۶۲)

(ترجمہ) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم تمہارے گرجا گھروں میں تصویروں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ گرجا گھروں میں نماز پڑھا کرتے تھے مگر جن میں تصویریں ہوں ان گرجا گھروں میں نہیں پڑھتے تھے۔''

(۶)۔

عن ابی طلحة قال، قال النبی ﷺ: لا تدخل الملٰئكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاری، ۲/ ۸۸۰)

(ترجمہ) ''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس گھر میں تصاویر ہوں۔''

(۷)۔

(الف). فقال سمعت عبدالله (هو ابن مسعود) قال سمعت النبی ﷺ يقول ان اشد الناس عذاباً عند الله المصورون. (صحيح البخاری، ۲/ ۸۸۰، الصحيح لمسلم، ۲/ ۲۰۱)

(ترجمہ) ''حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کیلئے ہے۔''

(ب) ۳۵۴۸...... اما انی سمعت عبدالله بن مسعود يقول: قال

رسول الله ﷺ ان اشد الناس عذاباً یوم القیامة المصورون.
(مسند احمد، ۱/ ۴۲۰)
(ترجمہ) ''حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔''

(۸)۔

عن انس قال کان قرام لعائشة سترت به جانب بیتها، فقال لها النبی ﷺ امیطی عنی فانه لایزال تصاویره تعرض لی فی صلاتی. (صحیح البخاری، ۲/ ۸۸۱، ومسند احمد، ۴/۱۹۹)
(ترجمہ) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جس سے وہ اپنے گھر کے اطراف کو ڈھانپتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اس پردے کو مجھ سے دور کردو کیونکہ اس پردے کی تصاویر ہمیشہ میری نماز میں خلل ڈالتی ہیں۔''

(۹)۔

عن عون بن ابی جحیفة عن ابیه ان النبی ﷺ، نهی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب البغی ولعن اکل الربی وموکله والواشمة والمستوشمة والمصور. (صحیح البخاری، ۲/ ۸۸۱)
(ترجمہ) ''حضرت عون بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون، کتے اور بدکار عورت کی کمائی اور ان کے پیسوں سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے

والے اور کھلانے والے پر اور جسم کے گودنے گودوانے والی پر اور مصور (یعنی تصویر بنانے والے پر) پر لعنت فرمائی ہے۔"

(۱۰)۔

فقال ابو سعید اخبرنا رسول اللہ ﷺ ان الملٰئکة لا تدخل بیتاً فیہ تماثیل او صورة، شک اسحاق لا یدری ایھما قال، ھذا حدیث حسن صحیح. (جامع الترمذی، ۱۰۸/۲)

(ترجمہ) "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بات بتلائی کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصاویر ہوں یا صورت ہو۔ حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو اس بارے میں شک ہے کہ آپ نے تماثیل کا لفظ کہا یا صورة کا"۔

(۱۱)۔

عن جابر قال نھی رسول اللہ ﷺ عن الصورة فی البیت ونھی ان یصنع ذالک. (جامع الترمذی، ۳۰۵/۱)

(ترجمہ) "حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کو گھر میں رکھنے اور اس کے بنانے سے منع فرمایا ہے۔"

(۱۲)۔

عبیداللہ بن عتبة انہ دخل علی ابی طلحة الانصاری یعودہ فوجد عندہ سھل بن حنیف قال فدعا ابو طلحة انساناً ینزع نمطاً تحتہ فقال لہ سھل لم تنزعہ قال لان فیھا تصاویر وقال فیہ النبی ﷺ ماقدعلمت قال سھل او لم یقل الا ما کان رقما فی ثوب قال بلٰی ولکنہ اطیب لنفسی ھذا حدیث حسن صحیح. (جامع الترمذی، ۳۰۵/۱)

(ترجمہ) ''حضرت عبیداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کی عیادت کرنے کیلئے تو وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا (یعنی خادم وغیرہ کو، اور اس سے کہا) کہ جو چادر کا ٹکڑا ان کے نیچے بچھا ہوا ہے اس کو ہٹادیں، تو حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس ٹکڑے کو کیوں نکلوا رہے ہیں؟ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ اس میں تصویریں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے آپ (بخوبی) جانتے ہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کی اجازت نہیں دی جس میں نقش ونگار ہوں؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں! لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس کو بھی نہ رکھا جائے۔''

(۱۳)۔

عن علی عن النبی ﷺ قال لا تدخل الملٰئکة بیتاً فیه صورة و لا کلب ولا جنب. (سنن ابی داؤد، صـ۵۷۲، مسند احمد، ۱/۱۳۴)

(ترجمہ) ''حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔''

(۱۴)۔

عن ابی امامة ان امرأة اتت النبی ﷺ فاخبرته ان زوجها فی بعض المغازی فاستأذنته ان تصور فی بیتها نخلة فمنعها اونهاها. (سنن ابن ماجه، صـ۲۶۰ ،قدیمی کتب خانه)

(ترجمہ) ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو بتایا کہ اس کا شوہر جہاد میں حصہ لیتا رہتا ہے پھر اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں کھجور کے درخت کی تصویر بنانے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس سے روک دیا یا منع کر دیا۔''

(۱۵)۔

قال اخبرتني ميمونة زوج النبي ﷺ ان النبي ﷺ قال ان جبرائيل عليه السلام كان وعدني ان يلقاني الليلة فلم يلقني، ثم وقع في نفسه جرو كلب تحت بساط لنا، فامر به فاخرج، ثم اخذ بيده ماءً، فنضح به مكانه فلما لقيه جبرئيل عليه السلام قال انا لاندخل بيتا فيه كلب ولاصورة......الخ. (سنن ابی داؤد، ۲/۵۷۳)

(ترجمہ) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے رات کو ملاقات کا وعدہ کیا مگر مجھ سے ملاقات نہیں کی پھر آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے بستر یعنی چارپائی وغیرہ کے نیچے کتے کا پلہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکالنے کا حکم دیا پھر اس کو نکال دیا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں پانی لے کر اس جگہ چھڑکا پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔''

(۱۶)۔

۲۱۲۶۵۔عن اسامة بن زيد قال دخلت على رسول الله ﷺ وعليه الكابة فسألته ماله؟ فقال لم يأتنى جبرئيل منذ ثلاث، قال فاذا جرو كلب بين بيوته فامربه فقتل فبدا له جبرئيل عليه السلام، فبهش اليه رسول الله ﷺ حين رأه فقال لم تأتنى؟ فقال انالاندخل بيتا فيه كلب ولا تصاوير. (مسند احمد، ۶/۲۶۴)

(ترجمہ) ''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین تھے میں نے آپ سے وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے فرمایا تین دن سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے ہیں راوی فرماتے ہیں کہ آپ کے گھر میں ایک کتے کا پلّہ تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کے بارے میں تو اس کو قتل کر دیا گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہو گئے پس جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ کی طرف یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف خوشی سے متوجہ ہو گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ اس پر تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس گھر میں کتا یا تصاویر ہوں۔''

(۱۷)۔

ان عثمان بن عفان كان يصلي الى تابوت فيه تماثيل فامر به فحك. (مصنف ابن ابى شيبه، ۱/۳۹۹، دار الكتب العلميه)

(ترجمہ) ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس تابوت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جس پر تصویریں ہوتی تھیں پھر بعد میں آپ نے ان کو مٹانے کا حکم دیا تو ان تصاویر کو مٹا دیا گیا۔''

(۱۸)۔

عن ابی مسعود ان رجلاً صنع له طعاماً فدعاه فقال افی البیت صورة قال نعم فابی ان یدخل حتی کسر الصورة ثم دخل.

(اخرجه البیهقی فی سننه، ۲۶۸/۷، ادارہ تالیفات اشرفیه)

(ترجمہ) ''حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کیلئے کھانا تیار کیا اور پھر آپ کو دعوت میں مدعو کیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے گھر میں تصویر ہے؟ اس شخص نے جواب دیا جی ہاں! اس پر آپ نے اس کے گھر جانے سے انکار فرمادیا یہاں تک کہ اس شخص نے تصویر کو توڑ دیا پھر آپ اس کے گھر تشریف لائے۔''

(۱۹)۔

عن سفینة عن ام سلمة رضی الله عنها قالت، قال: رسول الله ﷺ، لا ینبغی لنبی ان یدخل بیتا مزوقاً کذا قال، عن ام سلمةؓ.

(البیهقی، ۲۶۸/۷)

(ترجمہ) ''حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی نبی کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ منقش گھر میں داخل ہو۔''

(۲۰)۔

عن مسافع بن شیبة عن ابیه شیبة قال: دخل رسول الله ﷺ الکعبة فصلی رکعتین فرای فیها تصاویر، فقال: "یاشیبة اکفنی هذه" فاشتد ذالک علی شیبة فقال له رجل من اهل فارس: ان شئت طلیتها ولطختها بزعفران ففعل. (رواه الطبرانی، ۲۹۹/۷، داراحیاء التراث العربی)

(ترجمہ) ''حضرت مسافع بن شیبہ اپنے والد شیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پس جب آپ نے اس میں تصویروں کو دیکھا تو فرمایا اے شیبہ! ان تصاویر کو مجھ سے دور کردو پس یہ بات حضرت شیبہ پر بہت سخت گذری تو ایک شخص جس کا تعلق فارس سے تھا اس نے ان کو کہا اگر تم چاہو تو ان تصویروں کو زعفران کے ساتھ لیپ دو اور آلودہ کردو پھر حضرت شیبہ نے ایسا ہی کیا (یعنی ان کو زعفران سے مٹادیا)۔''

(۲۱)۔

عن ابی حریز مولی معاویة قال: "خطب الناس معاویة بحمص فذکر فی خطبته ان رسول اللہ ﷺ حرم سبعة اشیاء، وانی ابلغکم ذالک وانها کم عنه، منهن، النوح والشعر والتصاویر، والتبرج وجلود السباع، والذهب، والحریر" (مسند احمد، ۵/۷۰)

(ترجمہ) ''حضرت ابوحریز جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقام حمص میں خطبہ دیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے میں تم کو وہ چیزیں بتاتا ہوں اور میں تم کو ان سے روکتا ہوں، وہ سات چیزیں یہ ہیں (۱) نوحہ کرنا (۲) شعر گوئی (۳) تصاویر (۴) عورت کا آراستہ ہوکر اجنبیوں کے سامنے نکلنا (۵) درندوں کی کھالوں سے (۶) مردوں کیلئے سونے اور (۷) ریشم کو منع فرمایا۔''

(۲۲)۔

عن ابی ایوب الانصاری عن رسول اللہ ﷺ قال: لا تدخل الملٰئکة بیتاً فیه کلب ولا صورة. (المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۲۲/۴)

(ترجمہ) ''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔''

(۲۳)۔

عن موسیٰ بن عبیدة باسناده قال: استأذن جبرئیل علی رسول اللہ ﷺ فأذن فقال: انا لا ندخل بیتاً فیه کلب او صورة...... الخ. (جامع المسانید والسنن، ۱۴/۳۷، رقم الحدیث: ۱۶۲۵۱، مکتبہ دارالفکر، طبرانی، ۱/۳۲۶، رقم الحدیث: ۹۷۲)

(ترجمہ) ''حضرت موسیٰ بن عبیدہ اپنی سند کے ساتھ روایت کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم (ملائکہ) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔''

(۲۴)۔

عن منصور بن صفیة بنت شیبة عن امّه قالت رایت رسول اللہ ﷺ بلّ ثوباً وهو فی الکعبة ثم جعل یضرب التصاویر التی فیها. (جامع المسانید والسنن، ۱۵/۵۸۱ (۱۳۲۲۴)، المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۴/۳۲۳، (۸۱۱))

(ترجمہ) ''حضرت منصور بن صفیہ اپنی والدہ سے روایت کر کے فرماتے ہیں

کہ ان کی والدہ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے کپڑے کو تر کیا جبکہ آپ کعبہ میں تھے پھر آپ نے ان تصاویر کو مٹا دیا جو کہ کعبہ میں تھیں۔"

(۲۵)۔

ان ام حبیبة وام سلمة، ذکرتا کنیسةً رأینها بالحبشة فیها تصاویر فذکرتا ذالک للنبی ﷺ فقال إنّ اولٓئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجدا وصوّروا فیه تیک الصور، واولٓئک شرار الخلق عند الله یوم القیامة.

(صحیح البخاری، ۱/ ۶۱)

(ترجمہ) "حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں اس کنیسہ کا تذکرہ کررہی تھیں جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، تو حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہی ہیں وہ لوگ جب ان میں کوئی نیک وصالح آدمی مرجاتا تھا تو یہ لوگ ان کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس میں ان کی صورتیں بناتے تھے اور یہی لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے۔"

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ حرمتِ تصویر کی احادیث میں تواتر ہے۔ چنانچہ علامہ صابونی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

ومن جهة ثانیة فان النصوص الواردة فی تحریم التصویر بلغت حدّ التواتر (انتهی) تفسیر آیات الاحکام (۲/ ۴۱۹، مکتبه موئسسة الوفا).

(ترجمہ) "اور دوسری جہت سے یہ نصوص جو کہ تصویر کی حرمت کے بارے

میں آئی ہیں حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔"

(۳)......تصویر بننے کے بعد اس کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ (مثلاً گھر میں رکھنا یا اس کے سامنے نماز پڑھنا وغیرہ)

اس مسئلے میں بعض علماء کا اختلاف ہے، جیسا کہ دارالعلوم کراچی کے زیر نظر فتوی میں (صفحہ:۱) پر اس کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے "لیکن اگر تصویر مجسموں کی شکل میں نہ ہو، بلکہ وہ کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر اس طرح بنی ہوئی ہو کہ اس کا سایہ نہ پڑتا ہو تو اس کے بارے میں ائمہ کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء کرام رحمہ اللہ کا موقف اس میں بھی یہی ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایسی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دونوں روایتیں منقول ہیں۔ اس لئے علماء مالکیہ کے ہاں اس مسئلے میں اختلاف ہے" (انتھی)، زیرِ نظر فتویٰ میں لیکن کے استدراک سے یہ تأثر ابھرتا ہے کہ شاید یہ اختلاف تصویر سازی میں ہے اس لئے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ اختلاف تصویر بننے کے بعد اس کے استعمال میں ہے نہ کہ تصویر بنانے میں، جس کی حرمت اجماعی ہے کما تقدم۔ نیز استعمالِ تصویر کے اختلاف میں بھی کتب مالکیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف بھی جوازِ استعمال میں اتفاقی نہیں۔ بلکہ بعض مالکیہ کا مرجوح قول ہے چنانچہ امام مالکؒ کا قول مدوّنہ (۱۸۲/۱، دارالکتب العلمیہ) میں اس طرح مروی ہے:

قال ابن القاسم وسالت مالكاً عن التماثيل وتكون فى الاسرة والقباب والمنار وما اشبهها؟ قال: هذا مكروه وقال هذه لان خلقت خلقاً.

(ترجمہ) "حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تصاویر کے متعلق سوال کیا جو کہ زرہ، تلوار، منار یا ان جیسی مشابہہ چیزوں میں ہوتی ہیں تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس

کومکروہ فرمایا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کو بنایا گیا ہے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کراہت کی علت خلقت خلقاً بیان کی ہے۔ جو سایہ دار اور غیر سایہ دار دونوں کو شامل ہے۔ نیز حضرت ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن کا قول عدم حرمت میں اس تصویر کا بیان کیا ہے جو مقام اہانت میں ہو چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال ابو سلمة بن عبد الرحمٰن ما كان يمتهن فلا باس به وارجوا ان يكون خفيفاً. (منح الجليل، ۳/ ۳۴۱)

(ترجمہ) "حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو تصویر مقام اہانت میں ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اور میں امید رکھتا ہوں اس کے ہلکے ہونے کی، (یعنی گناہ وغیرہ نہیں ہوگا)"۔

اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کا استعمال تصویر میں جو قول ہے کہ مقام اہانت میں اس کا استعمال جائز ہے حضرت ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہب مالکیہ کی مشہور کتاب منح الجلیل (۳/۳۴۱، دار الکتب العلمیہ) میں تصریح موجود ہے:

وغير ذى ظل يكره انكان فى غير ممتهن كحائط وورق، فان كان فى ممتهن كحصير وبساط فخلاف الاولى.

(ترجمہ) "اور غیر سایہ دار تصویر اگر مقام تعظیم میں ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ دیوار اور کاغذ پر پس اگر مقام اہانت میں ہے جیسا کہ چٹائی اور بستر پر تو وہ خلاف اولیٰ ہے"۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ مذہب مالکیہ میں اگر تصویر غیر سایہ دار ہے تو اس کا استعمال مقام اہانت میں جائز ہے، مقام تعظیم میں حرام ہے، نیز خود زیر نظر فتوے کے (صفحہ:۲) پر یہ صراحت موجود ہے (مالکیہ کے اکثر علماء ان تصاویر کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ امام نوویؒ نے غیر سایہ دار تصویر کے جواز کو مذہب باطل کہا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال بعض السلف انما ينهى عما كان له ظل ولا بأس بالصور

التی لیس لھا ظل وھذا مذھب باطل(الصحیح لمسلم، ۲/۱۹۹)
(ترجمہ)''بعض سلف فرماتے ہیں کہ اس تصویر سے منع کیا گیا ہے جو سایہ دار ہو، اوران صورتوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جو غیر سایہ دار ہوں اور یہ مذہب باطل ہے۔''
اگر چہ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر تنظر قائم کی ہے لیکن آگے چل کر اس کو مذہب باطل تو نہیں کہا، البتہ مذہب مرجوح قرار دیا ہے۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں:
لکن الجمع بین الاحادیث الواردة فی ذالک یدل علی انه مذھب مرجوح وان الذی رخص فیه من ذالک ما یمتھن لا ماکان منصوبا۔(فتح الباری، ۱۰/۳۱۹، داراحیاء التراث العربی)
(ترجمہ)''لیکن مجموع احادیث جو کہ تصویر کے بارے میں آئی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ مرجوح مذہب ہے اور جن تصویروں کے متعلق رخصت دی گئی ہے وہ وہ ہیں جو مقام اہانت میں ہوں نہ کہ وہ جن کو نصب کیا گیا ہو(یعنی مقام تعظیم میں)۔''
نیز قول مرجوح پر فتوی دینے کے بارے میں صاحب درمختار فرماتے ہیں:
وان الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع (۱/۷۴)
(ترجمہ)''مرجوح قول پر فیصلہ کرنا اور فتوئی دینا یہ جہالت اور اجماع کو توڑنا ہے۔''
اسی طرح شرح عقود رسم المفتی (صفحہ:۴۱، قدیمی کتب خانہ) پر بھی صراحت موجود ہے:
ان الحکم و الفتیا بما ھو مرجوح خلاف الاجماع.
(ترجمہ)''مرجوح قول پر فیصلہ کرنا اور فتوئی دینا اجماع کے خلاف ہے۔''
اس سے معلوم ہوا کہ غیر سایہ دار کی تصویر کے جواز استعمال پر فتوی دینا، چاہے اس کو

مذہب باطل کہا جائے کما صرح به النوویؒ (ترجمہ) ''جیسا کہ امام نووی نے تصریح کی ہے'' یا مذہب مرجوح کہا جاوے کما صرح به الحافظ (ترجمہ) ''جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے'' ہر دو صورت میں خلاف اجماع ہے کماصرح به الحصکفی فی الدر (ترجمہ) ''جیسا کہ اس بات کی صراحت علامہ حصکفی نے درمختار میں کی ہے''۔ چنانچہ علامہ زحیلی نے الفقہ الاسلامی وادلتہ (۲۶۷۳/۴، مکتبہ دارالفکر) میں جمہور صحابہ تابعین اور ائمہ کا مذہب ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

واما اتخاذ المصور فيه صورة حيوان اى تعليقه ونصبه في المنازل وغيرها فان كان معلقا علي حائط او ثوبا ملبوسا او عمامة ونحو ذالک مما لا يعد ممتهنا فهو حرام وان كان في بساط يداس ومخدة ووسادة ونحوها ممايمتهن فليس بحرام ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له وهذا رأى الشافعية وجماهير العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم وهو مذهب الثورى و مالک وابى حنيفة وغيرهم (انتهى)

(ترجمہ) ''اور جہاں تک جاندار کی تصویر کے استعمال کا تعلق ہے یعنی اس کو گھروں میں لٹکانا اور لگانا، پس اگر وہ لٹکی ہوئی ہے دیوار پر، یا بنی ہوئی ہے پہنے ہوئے کپڑے یا عمامہ پر اور ہر اس چیز پر جن کو مقام اہانت میں شمار نہیں کیا جاتا، تو اس کا استعمال حرام ہے اور اگر ایسے بستر پر ہو جس کو روندا جاتا ہے اور تکیہ وغیرہ پر ہے تو ان تمام صورتوں میں اس کا استعمال حرام نہیں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ان تمام صورتوں میں چاہے وہ تصویر سایہ دار ہو، اور غیر سایہ دار، یہ شوافع اور جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے علماء کا مذہب ہے اور یہ ہی مذہب امام ثوری، امام مالک، امام ابوحنیفہ رحمھم اللہ وغیرہ کا بھی ہے۔''

نیز شیخ علامہ ابن قدامہ حنبلی المغنی شرح کبیر (۱۱۳/۸، دارالکتب العلمیہ) میں فرماتے ہیں: **وهو محمول على ماذكرناه من ان المباح ماكان مبسوطا والمكروه منه ما كان معلقا بدليل حديث عائشه رضى الله عنها (انتهى)** اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے ہاں بھی جو تصاویر بچھی ہوئی (مقام اہانت) ہیں وہ مباح ہیں اور جو لٹکی ہوئی ہیں (مقام تعظیم) وہ مکروہ ہیں۔

مذکورہ بحث وکلام کا خلاصہ یہ نکلا کہ تصویر کے استعمال میں وہ تصاویر جائز ہیں جو مقام اہانت میں ہوں۔ جیسے پاؤں کے نیچے، یا فرش پر یا اتنی چھوٹی کہ کھڑے ہونے والے کو صحیح طرح دکھائی نہ دے اسی طرح ان تکیوں پر جن پر ٹیک لگائی جاتی ہے اس کے علاوہ جو تصاویر مقام عظمت میں ہوں گی جیسے نمازی کے سامنے دیوار پر یا پردے پر ان کا استعمال حرام ہے، چنانچہ ان تمام جواز وعدم جواز کی صورتوں کے بارے میں علامہ حصکفی رحمہ اللہ الدر المختار (۶۴۷/۱) میں فرماتے ہیں:

> **(ولبس ثوب فيه تماثيل) ذى روح وان يكون فوق رأسه او بين يديه او (بحذائه) يمنة او يسرة او محل سجوده (تمثال) ولو فى وسادة منصوبة لا مفروشة (واختلف فيما اذا كان) التمثال (خلفه، والاظهر الكراهة و) لايكره (لو كانت تحت قدميه) او محل جلوسه لانها مهانة (او فى يده عبارة الشمنى بدنه لانها مستورة بثيابه (او على خاتمه) بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر واقره المصنف (او كانت صغيرة) لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائما وهى على الارض ذكره الحلبى (انتهى)**
>
> (ترجمہ) ''اور کپڑے کا پہننا جس میں تصویریں ہوں یعنی جاندار کی تصویر ہو، اب چاہے وہ اس کے سر کے اوپر چھت پر ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے

محاذات یعنی دائیں یا بائیں جانب ہو، یا سجدے کی جگہ میں ہو، تصویر اگرچہ
ایسے تکیہ میں ہو جو کہ کھڑا ہوا ہو، یعنی اس تکیہ سے ٹیک نہ لگائی جاتی ہو، اور نہ ہی
اس کو روندا جاتا ہو، اور اختلاف کیا گیا ہے اس صورت میں جبکہ تصویر نمازی
کے پیچھے ہو، اور اظہر بات یہ ہے کہ یہ بھی مکروہ ہے اور مکروہ نہیں اگر تصویر
قدموں کے نیچے ہو، یا بیٹھنے کی جگہ پر ہو، یعنی اس پر بیٹھا جاتا ہو، اس لئے کہ وہ
اس وقت مقامِ اہانت میں ہے یا اس کے ہاتھ میں ہو، شمنی کی عبارت ہاتھ
کے بجائے بدن کی ہے، اس لئے کہ وہ چھپائی گئی ہے کپڑوں کے ساتھ یا اس
کی انگوٹھی پر ایسے نقش کے ساتھ جو ظاہر نہ ہو، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی کتاب بحر میں فرمایا ہے کہ اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ اگر وہ تصویر واضح ہو تو
مکروہ ہے نہ کہ وہ تصویر جو تھیلی یا دوسرے کپڑے میں چھپائی گئی ہو، اور
مصنف نے اس کو برقرار رکھا ہے یا اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر پڑے ہونے کی
صورت میں کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو اس کے اعضاء دکھائی نہ دیں۔"

یہ یاد رہے کہ جن تصاویر کا مقامِ اہانت میں استعمال جائز ہے ان کا بنانا پھر بھی حرام
ہے جیسا کہ تمہید نمبر (۱) میں گزر چکا ہے۔

نیز یہ سوال کہ جب تصویر بنانا حرام ہے تو بعض صورتوں میں اس کا استعمال کیوں جائز
ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب مطلقاً بنانا حرام ہے تو استعمال بھی حرام ہونا چاہئے تھا جیسا
کہ شراب، کہ اس کا بنانا بھی حرام ہے اور اس کا استعمال بھی حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ تصویر کا بعض صورتوں میں استعمال کا جواز کیونکہ منصوص ہے اس لئے نص کی بنا پر ائمہ
کرام رحمہم اللہ نے مقامِ اہانت میں استعمال کی اجازت دی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ معلوم
ہوتی ہے کہ مقامِ اہانت میں تصویر کی حرمت کی دونوں علل معدوم ہیں۔ یعنی اللہ کی صفتِ
خالقیت کے ساتھ مشابہت جو بناتے وقت ہوتی ہے لیکن استعمال کے وقت نہیں۔ دوسرا
سبب شرک جو مقامِ اہانت میں ہونے کی بنا پر معدوم ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے معبود کو روندتا

نہیں اور نہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جب دونوں عللِ حرمت معدوم ہیں تو تصویر کا استعمال جائز ہوگا۔ بخلاف تصویر بنانے کے کہ دونوں علل کی موجودگی کی بنا پر مطلقاً حرام ہوگی۔ نیز اس کو شراب پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے اور وہ استعمال کے وقت (پیتے وقت) ہی پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا نفسِ شراب بنانا بھی حرام اور اس کا استعمال (پینا) بھی حرام ہوگا۔

(۴)...... "ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کا حکم"

جاندار کی ہر وہ تصویر جو ہاتھ سے بنائی گئی ہو چاہے آلۂ تصویر قلم ہو برش ہو یا پنسل ہو، اور چاہے اسے تراش کر بنایا گیا ہو، اگر وہ تصویر سر اور چہرے کے ساتھ ہے تو اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے (کما تقدم) البتہ اگر کوئی سر کٹی تصویر بناتا ہے تو آیا یہ تصویر محرم میں داخل ہوگی یا نہیں، حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ "تصویر کے شرعی احکام (صفحہ:۷۶) میں اس بابت فرماتے ہیں کہ عبارات مرقومہ میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں کی کہ سر کٹی ہوئی تصویروں کا بنانا بھی جائز ہے لیکن جس علت کی بناء پر اس کے استعمال کی اجازت دیدی گئی ہے اور وہ علت خود احادیث میں موجود ہے اس کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی تصویر کا بنانا بھی جائز ہو۔ (انتھی)

اس کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے امام مالکؒ کے مذہب کو جن کے ہاں صراحت ہے کہ بغیر سر کے تصویر بنانا بھی جائز ہے اختیار فرمایا ہے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ ناقص تصویر جس میں سر نہ ہو اس کا بنانا جائز ہے خواہ ہاتھ پاؤں یا تنہا آنکھ ناک وغیرہ اعضاء کی تصویر ہو یا علاوہ سر کے باقی سب بدن کی تصویر ہو (صفحہ:۷۸)۔

اس سے معلوم ہوا کہ بغیر سر کی تصویر کے علاوہ جاندار کی تمام تصاویر کا بنانا حرام ہے۔

(۵)...... "فلم کیمرے کی تصویر کا حکم"

فلم کیمرہ جس میں پلاسٹک کے نیگیٹو پر خاص کیمیکل لگا کر کسی بھی جسم کے عکس کو محفوظ

کیا جاتا ہےفلم کیمرے سے لی گئی تصویر کا طریقہ کار یہ ہے کہ کیمرے میں اولاً کسی جسم کا عکس نیگیٹو پر محفوظ کیا جاتا ہےنیگیٹو کے ایک طرف پیلا رنگ ہوتا ہےاور دوسری طرف مکمل سیاہ رنگ دراصل یہ سیاہ رنگ کیمیکل کی تہیں (Layers) ہوتی ہیں اس وقت اس نیگیٹو پر تصویر کا وجود صرف اس کے اندر ہوتا ہے،نیگیٹو سے باہر اس حالت میں تصویر کا دیکھنا ممکن نہیں ہوتا چاہےخوردبین سے یا کسی اور طریقے سے نیز نیگیٹو کی اس حالت میں کوئی شخص اس کے اندر کی تصویر کی نشاندہی کر ہی نہیں سکتا اور نہ پہچان سکتا ہے کہ اس میں کس قسم کی تصویر موجود ہے۔

اس کے بعد دوسرے مرحلے میں اس نیگیٹو کو ایک خاص طریقہ سے صاف (Wash) کیا جاتا ہے جس میں بلیچ اور دوسرے کیمیکل سے (wash) کرنے کے بعد پانی سے صاف کیا جاتا ہےاس حالت میں اگر چہ عکس کچھ ظاہر تو ہوتا ہےلیکن غیر مستبین ہوتا ہے اگر لائٹ یا سورج کی روشنی کے سامنے رکھ کر دیکھا جائےتو مشکل سے پہچانا جاسکتا ہے کہ فلاں کی تصویر ہےاور اگر کم روشنی میں دیکھا جائےتو وہ بھی تقریباً سیاہ ہی ہوتا ہے۔

تیسرے مرحلے میں دھلائی کے بعد نیگیٹو کو ایک خاص طریقہ سے سکرین پر لاکر اس میں جو خامیاں رہ جاتی ہیں ان کو دور کیا جاتا ہےاور پھر کسی کاغذ پر اس کا پرنٹ لے لیا جاتا ہے جس کے بعد مروجہ تصویر کا وجود عمل میں آتا ہے یاد رہے کہ نیگیٹو میں تصویر پہلی حالت میں بالکل ظاہر نہیں ہوتی اور نہ کسی طریقہ سے اس کو دیکھا جاسکتا ہے یہ بالکل ایسی ہے کہ جیسے کسی تصویر پر مکمل کالک مل دی گئی ہو۔ نیز دوسرے مرحلے میں بھی یہ تصویر غیر مستبین سے کم درجہ کی ہے کیونکہ غیر مستبین میں بھی تصویر چھوٹی اگرچہ ہوتی ہے کہ دور سے صاف دکھائی نہیں دیتی ہے مگر قریب سے واضح طور پر پہچانی جاتی ہے جبکہ نیگیٹو کی دھلائی کے بعد کی جو حالت ہے اس میں قریب سے پہچاننا بھی مشکل ہوتا ہے۔

البتہ تیسری حالت میں جبکہ نیگیٹو کو دھو کر اس کا عکس کسی کاغذ وغیرہ پر اتار لیا جاتا ہے تو

وہ بالکل واضح تصویر ہوتا ہے اور شریعت میں حقیقتاً وہی تصویر کہلاتا ہے۔

اس فلم کیمرے کی ایجاد آج سے تقریباً ایک صدی قبل ہوئی ہے جس وقت کیمرے کی تصویر کا مسئلہ علماء کرام کے سامنے بالخصوص ہمارے اکابرین علماء دیوبند رحمہم اللہ کے سامنے آیا تو انہوں نے بالاتفاق فلم کیمرے سے حاصل شدہ تصویر کو ویسے ہی حرام قرار دیا جیسا کہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر کا حکم ہے۔ اس کے برخلاف بعض عرب علماء کے علاوہ برصغیر کے اکثر دانشور اور بعض جید علماء بھی اس مغالطے میں مبتلا ہوئے کہ کیمرے سے بنائی گئی تصویر تصویر محرم نہیں ہے بلکہ وہ ایسا ہی عکس ہے جیسا کہ آئینہ کے سامنے کھڑے ہونے سے حاصل ہوتا ہے ان حضرات میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیات شامل ہیں۔ حضرت ندوی رحمہ اللہ نے اس کے جواز پر طویل مضمون لکھا اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے رسالے الہلال کے ٹائیٹل پر اپنی تصویر کو ہمیشہ آویزاں کیا حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ "تصویر کے شرعی احکام" اصل میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے اسی طویل مضمون کا جواب ہے جو کیمرے کی تصویر کے جواز پر تھا۔ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ نے بڑے مدلل انداز میں حضرت ندوی رحمہ اللہ کے دلائل کا رد فرمایا اور اس بات کو ثابت کیا کہ ہاتھ سے بنائی گئی تصویر اور کیمرے سے لی گئی تصویر میں کوئی فرق نہیں ہے، چنانچہ جب حضرت کا یہ رد حضرت ندویؒ نے دیکھا تو چند سال کے بعد حضرت نے اپنے جواز کے قول سے رجوع فرما لیا جیسا کہ حضرت مفتی اعظمؒ نے اپنے رسالہ "تصویر کے شرعی احکام" میں (صفحہ:۸) پر اس کی صراحت فرمائی ہے:

مسئلہ تصویر کے متعلق میں نے ۱۹۱۹ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں (۱) ذی روح کے فوٹو لینے یعنی عکس تصویر کشی اور خصوصاً (۲) نصف حصہ جسم کے فوٹو کا جواز ظاہر کیا تھا اس سلسلہ میں بعد کو ہندوستان اور مصر کے بعض علماء نے بھی مضامین لکھے جن میں سے بعض میرے موافق تھے اور بعض میرے مخالف۔ لیکن بہرحال اس بحث کے سارے پہلو سامنے

آ گئے ہیں، اس لئے سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ امر اوّل دستی تصویر کی طرح ناجائز ہے اور امر ثانی کا کھینچنا ناجائز......الخ (انتھی)۔

اور جہاں تک مولانا ابوالکلام آزاد کا تعلق ہے انہوں نے بھی آخری عمر میں اپنے قول جواز سے توبہ کر لی تھی جیسا کہ حضرت مفتی اعظمؒ نے اپنے رسالہ ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ:۹) میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا رجوع ان الفاظ میں نقل کیا ہے: تصویر کا کھنچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا اب میں اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے نہ کہ از سرنو ان کی تشہیر کرنا چاہئے۔ (انتھی)

ان دو بڑی ہستیوں کے علاوہ برصغیر کے جمہور علماء ومفتیان کرام کا اب تک اس بات پر اتفاق ہے کہ فلم کیمرے سے لی گئی تصویر حرام ہے اور جو حضرات آج بھی ڈیجیٹل کیمرے سے لی گئی تصویر کو تصویر محرم نہیں کہتے، ان کے نزدیک بھی نیگیٹو پر لی گئی تصویر تصویر محرم ہے جیسا کہ زیر نظر فتوے (صفحہ:۴) پر صراحت موجود ہے۔

(۶)......''فلم کیمرے پر لی گئی تصویر کی وجہ حرمت''

سوال یہ ہے کہ آج سے ایک صدی قبل ایجاد ہونے والے فلم کیمرے کی تصاویر کو جمہور علماء اور مفتیان کرام نے حرام کیوں قرار دیا تھا حالانکہ ظاہری طور پر ہاتھ سے بنائی ہوئی اور کیمرے کی تصویر میں کوئی مناسبت ہی نہ تھی کیونکہ

(۱)۔ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر قلم، برش، پنسل، یا تراش کر بنائی جاتی ہے۔

(۲)۔ اسی طرح ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر میں مصوَّر یا تو سامنے ہوتا ہے یا اس کے تصور و تخیل کو مصوِّر اپنے دماغ میں اکٹھا کر کے اس کا خاکہ بناتا ہے۔

(۳)۔ نیز ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کا جلد یا بدیر مکمل ہونا مصوِّر کی مہارت پر ہوتا ہے بعض مصورین جلد بنا لیتے ہیں، اور بعض کئی کئی دن جبکہ بعض ایک تصویر بنانے میں

مہینے لگا دیتے ہیں۔

(۴)۔ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر اس وقت تصویر محرم کے حکم میں ہوتی ہے جبکہ وہ کسی جاندار جسم کے بیرونی خاکے کو ظاہر اور واضح کردے اس کے برخلاف کیمرے میں نہ قلم برش کا استعمال ہوتا ہے نہ ہی دیر لگتی ہے بلکہ چند لمحوں میں تصویر اتار لی جاتی ہے، نیز کیمرے کی تصویر جس وقت نیگیٹو میں منتقل ہوتی ہے اس وقت وہ بالکل واضح نہیں ہوتی ہے بلکہ سیاہ پلاسٹک میں اس کا عکس محفوظ ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقوں میں کوئی مناسبت نہیں۔یہی وجہ ہے کہ کیمرے کی ابتدائی ایجاد کے وقت بعض علماء کو بھی یہی شبہات ہوئے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے کیمرے کی فلم کو تصویر سازی سے خارج کردیا، جیسا کہ جامعہ دارالعلوم کے زیرِ نظر فتوے میں بعض حوالے نقل کئے گئے ہیں۔حتیٰ کہ بعض حضرات نے تو فلم کیمرے کی تصویر کے مباح ہونے کو شریعت کی روح کے زیادہ قریب تر قرار دیدیا، جیسا کہ (صفحہ:۳) پر اس کا ذکر ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر کا مباح ہونا ہی روح شریعت کے زیادہ قریب ہے یا زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ ہے۔(انتھیٰ)

لیکن ہمارے اکابرین (اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو انوارات سے منور رکھے، آمین) نے انتہائی باریک بینی سے فلم کیمرے کی تصاویر کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکالا کہ کیونکہ دونوں طرح سے بنائی گئی تصاویر اپنے مقاصد اور علل میں ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر سے یکساں ہیں اس لئے دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

”تصویر سازی کا مقصد اور حرمت کی وجہ“

تصویر کا مقصد کسی جاندار کے جسم کی شبیہ کو محفوظ کرنا ہے کہ کسی وقت بھی حسب ضرورت اس کو استعمال کیا جاسکے اور یہ مقصد ہاتھ سے بنانے کے مقابلے میں کیمرے کی تصویر میں بآسانی حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ کیمرے کی تصویر میں نہ محنت کرنی پڑتی ہے نہ دیر لگتی ہے اور ہاتھ سے بناتے وقت تصویر کے مصوّر کے موافق نہ ہونے کا جو خدشہ ہے وہ

بھی نہیں رہتا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہے اسی طرح حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے تصویر کا ایک اور مقصد تلذذ ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت امداد الفتاویٰ (۳۸۵/۴، مکتبہ دار العلوم کراچی) پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں تصویروں کا استعمال اور ان سے تلذذ ہوتا ہے اور اس کے قبح میں کسی کو کلام نہیں۔ (انتھی)

تصویر سے تلذذ دو طرح سے ہوسکتا ہے روحانی جیسے بزرگوں کی تصویر دیکھ کر روحانی سکون حاصل ہوتا ہے، دوسرا شیطانی جیسا کہ نسوانی اور فحش تصاویر کو دیکھ کر حاصل ہوتا ہے تصویر چاہے ہاتھ کی بنی ہوئی ہو یا کیمرے کی تلذذ میں دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا اس مقصود میں بھی دونوں کا حکم ایک ہی ہے بلکہ کیمرے کی تصویر میں مقصود اسہل طور پر حاصل ہوجاتا ہے چنانچہ علامہ عبدالکریم زیدان **المفصل فی احکام المرأة والبیت المسلم** (۴۶۹/۳، مکتبہ موئسسۃ الرسالہ) میں فرماتے ہیں:

فهي اولى بالمنع والحظر من الصورة باليد. انتهى

(ترجمہ) ”اور کیمرے کی یہ تصویر بطریق اولیٰ حرام ہوگی اُس تصویر کے مقابلے میں جو کہ ہاتھ سے بنائی جاتی ہے۔“

”تصویر کی وجہ حرمت“

جاندار کی تصویر حرام ہونے کی دو علل منصوص ہیں۔

(۱)۔ سبب شرک

(۲)۔ مضاهاة لخلق الله (ترجمہ) ”اللہ کی صفت خالقیت کے مشابہہ ہونا“

۱)..... سبب شرک: یعنی پہلی امتوں میں تصویر سازی شرک کا سبب بنی جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں تصویر کی وجہ حرمت بیان کرتے ہوئے (۱۴۳/۱۵۔۱۴۴، دار الفکر) پر تحریر فرمایا ہے:

الـوجـه الـخـامـس انه ربما مات ملک عظيم او شخص عظيم فـكـانوا يتخذون تمثالا على صورته وينظرون اليه فالذين جاؤا بـعـد ذالک ظنوا ان آباء هم كانوا يعبدونها فاشتغلوا بعبادتها لتقليد الآباء، او لعل هذه الاسماء الخمسة وهي: ودٌّ وسواع، ويغوث ويعوق ونسرٌ، اسماء خمسة من اولاد آدم، فلما ماتوا قال ابليس لمن بعدهم لو صوّرتم صورهم فكنتم تنظرون اليهم فـفعلوا فلما مات اولٰئک قال لمن بعدهم انهم كانوا يعبدونهم فـعبـدوهـم، ولهـذا السبب نهى الرسول عليه السلام عن زيارة الـقبـور اوّلا ...... الـخ. (انتهـى)، وهـكـذا فـى روح المعـانـى (١٠/٩٥-٩٦، دار الفكر).

(ترجمہ) ''پانچویں وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات کوئی بڑا بادشاہ یا کوئی بڑی شخصیت کا جب انتقال ہوتا تھا تو وہ لوگ ان کی صورت کے مشابہہ صورت بنا لیا کرتے تھے اور اس کو دیکھتے تھے اور اپنے غم کو دور کرلیا کرتے تھے، پھر وہ لوگ جو کہ ان کے بعد آئے یعنی ان کی نسل میں سے وہ لوگ یہ گمان کر بیٹھے کہ ان کے آباؤ اجداد ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ بھی ان کی عبادت میں مشغول ہوگئے اپنے باپ دادا کی تقلید میں یا یہ کہ یہ پانچ نام یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد کے پانچ نام ہیں جب یہ پانچوں مرگئے تو ابلیس ملعون نے ان کی اولاد کو کہا کہ تم ان حضرات کی تصویریں کیوں نہیں بنالیتے تاکہ تم ان کی طرف دیکھ کر اپنے غم کا ازالہ کرسکو اور ان کو یاد کرتے رہو تو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر جب ان کے بعد کے لوگ بھی مرگئے تو شیطان نے ان کے بعد کے لوگوں کو کہا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کی عبادت شروع کردی، اسی وجہ

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً زیارت قبور سے منع کیا تھا۔"

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری (۱/ ۴۱۷) پر رقم طراز ہیں:

وانما فعل ذالک اوائلهم ليتأنسوا برؤية تلک الصور ويتذكروا احوالهم الصالحة فيجتهدون كاجتهادهم ثم خلف من بعدهم خلوف جهلوا مرادهم ووسوس لهم الشيطان ان اسلافكم كانوا يعبدون هذه الصور ويعظمونها فاعبدوها فحذر النبی ﷺ عن مثل ذالک سداً للذريعة المؤدية الى ذالک وفي الحديث دليل على تحريم التصوير. (انتهى)

(ترجمہ) "ان کے پہلے لوگوں نے اسی طرح کیا تھا تاکہ وہ ان صورتوں کو دیکھ کر مانوس ہو جائیں اور اپنے غم کا مداوی کر سکیں اور ان کے اچھے اور نیک احوال کو یاد کریں اور جس طرح ان لوگوں نے نیک کاموں میں سعی کی تھی یہ بھی کریں لیکن ان کے بعد کی جو نسل آئی وہ اپنے آباؤ اجداد کے مقاصد سے غافل تھی تو شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اسلاف اور آباؤ اجداد تو ان صورتوں کی عبادت اور تعظیم کرتے تھے پس تم بھی ان کی عبادت کرو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا تاکہ شرک تک پہنچنے والے ذرائع کا سد باب ہو سکے اور حدیث میں تصویر کی حرمت پر دلیل ہے۔"

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ تصویر سبب شرک ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبب شرک وہ تصاویر ہیں جو صالحین اور بزرگوں کی ہوں۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تصویر سبب شرک ہے اور اس میں وہی تصاویر سبب شرک ہیں جو بزرگوں اور انبیاء کی تصاویر تھیں، نہ کہ فحش تصاویر کیونکہ فحش تصاویر سبب زنا ہوتی ہیں عموماً سبب شرک نہیں بنتی، سبب شرک انبیاء اور صالحین کی وہ تصاویر بنتی ہیں کہ جن کی عظمت لوگوں کے دل میں ہوتی ہے اسی لئے علامہ

عینی رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کرنے کے بعد یہ استدلال کیا ہے:

وفیہ دلیل علی تحریم تصویر الحیوان خصوصا الآدمی الصالح. (عمدۃ القاری، ۱۷۴/۴، داراحیاء التراث العربی)

(ترجمہ) ''اور اس میں جاندار کی تصویر کی حرمت پر دلیل ہے خصوصاً نیک آدمی کی تصویر''۔

لہٰذا امت مسلمہ میں جس طرح شرک حرام ہے ایسے ہی سبب شرک کو بھی حرام کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ احکام القرآن (۴۷۹/۳، مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ) میں ارشاد فرماتے ہیں:

وکذالک لما کان الشرک ظلما عظیما واثما غیر مغفور حرمت الشریعۃ ما کان ذریعۃ الی الشرک منھا التصویر صنعتہ و استعمالہ (انتھی)۔

(ترجمہ) ''اسی وجہ سے کہ جب شرک اتنا بڑا ظلم اور گناہ ہے کہ اس کو معاف نہیں کیا جائے گا تو شریعت نے اس تک یعنی شرک تک پہنچنے والے تمام ذرائع کو حرام قرار دیا، ان ذرائع میں سے تصویر سازی اور اس کا استعمال بھی ہے''

اور کیونکہ شرک کسی کی تعظیم کی بنا پر ہوتا ہے تو تصویر بھی مصوَّر کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے لہٰذا اس علت کی بنا پر جاندار کی تصویر کو شریعت نے حرام کیا ہے۔

(۲)۔ ''مضاھاۃ لخلق اللہ'' (یعنی اللہ کی صفتِ خالقیت کے مشابہ ہونا)......

دوسری علت تصویر کی حرمت کی مضاھاۃ لخلق اللہ ہے چنانچہ حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف (۸۸۰/۲) میں یہ حدیث مروی ہے:

وقال اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ. (انتھی) (ترجمہ)

''فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو کہ اللہ کے وصفِ تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ اللہ کی صفت خالقیت میں تصویر سازی سے مشابہت لازم آتی ہے جبکہ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا کسی مخلوق کیلئے جائز نہیں کہ اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمسری کرے۔ یہ دونوں حرمت کی وجہیں جس طرح ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر میں موجود ہیں، ایسے ہی کیمرے سے بنائی گئی تصویر میں بھی پائی جاتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ سے بنائی گئی تصاویر اور کیمرے سے لی گئی تصاویر دونوں کے مقاصد بھی ایک ہیں، اور عللِ حرمت بھی۔ فرق صرف طریقے کا ہے کہ ایک ہاتھ سے بنائی جارہی ہے جبکہ دوسری مشین سے۔ چنانچہ حضرت اقدس مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ فتاویٰ محمودیہ (۵/۱۱۱، کتب خانہ مظہری) پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ لکڑی، مٹی، لوہا، سونا وغیرہ کسی مادے سے بنائی جائے یا قلم سے کسی کاغذ پر یا تختی پر بنائی جائے یا مشین سے عکس حاصل کیا جائے کسی طرح اجازت نہیں۔

اسی طرح حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ:۶۰) میں فرماتے ہیں کہ تصویر سازی کیلئے رنگ وروغن قلم سے لگایا جائے یا کسی مشین سے اس سے مسئلہ کی صورت نہیں بدلتی۔

اسی طرح حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ (۸/۴۳۷، ایچ ایم سعید کمپنی) پر فرماتے ہیں کہ کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے خواہ تصویر کسی بھی قسم کی ہو بڑی ہو یا چھوٹی، کپڑے کاغذ پر بنائی جائے یا کیمرے سے، اسی طرح تصویر کا پریس میں چھاپنا مشین یا سانچے میں ڈھالنا بھی ناجائز ہے۔

(۷)...... ''ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کا حکم''

جہاں تک ڈیجیٹل کیمرے سے لی گئی تصویر کا تعلق ہے جس میں ڈیجیٹل مناظر جب

سی ڈی یا چپ میں محفوظ ہوتے ہیں۔ تو چند شعاعی اعداد وشمار کی شکل میں اس طرح محفوظ ہوتے ہیں کہ نہ کھلی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی خوردبین وغیرہ کے ذریعے ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں۔ چونکہ وہ تصویر کی شکل میں وہاں موجود ہی نہیں پھر جب سی ڈی وغیرہ سے سکرین یا پردے وغیرہ پر ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ بھی روشنی کی ناپائیدار شعاعی ذرات (پکسلز Pixels) ناپائیدار شکل میں سکرین پر ظاہر ہو کر فوراً ہی فناء ہو جاتے ہیں۔ ایک لمحے کیلئے بھی یہ ذرات سکرین وغیرہ پر قائم وثابت نہیں رہتے۔ (زیرِ نظر فتویٰ، صفحہ:۵)

ڈیجیٹل کیمرے کے طریقے کار میں جو بنیادی عنصر ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ سی ڈی یا چپ میں کسی عکس کو محفوظ کرتا ہے اس کی صورت اعداد وشمار کی ہوتی ہے، مثلاً (1-0) زیرو، ون۔ نیز جب وہ شعاعیں سکرین یا پردے پر ظاہر ہوتی ہیں تو برقی شعاعیں ناپائیدار شکل میں اسکرین پر ظاہر ہو کر فوراً فناء ہو جاتی ہیں ایک لمحے کیلئے بھی قائم وثابت نہیں رہتی۔ لہٰذا زیرِ نظر فتوے میں اس رائے کو ترجیح دی گئی ہے کہ یہ تمام مناظر چاہے کیمرے کی چپ وغیرہ میں ہوں یا اسکرین پر ظاہر ہوں تصویر محرم کے حکم میں نہیں ہیں۔ البتہ اگر سی ڈی یا چپ میں محفوظ اعداد وشمار کو کسی کاغذ (پرنٹ) پر لیا جائے تو وہ تصویر محرم کے حکم میں ہوں گے۔ اس مسئلے کے استدلال میں زیرِ نظر فتوے کی بنیاد دو (۲) دلیلیں ہیں۔

(۱)۔ پہلی دلیل ڈیجیٹل کیمرے میں سی ڈی یا چپ میں جو برقی شعاعیں محفوظ ہیں وہ اعداد کی شکل میں ہیں، نہ کہ مصوَّر کا عکس اس پر اس فن کے ماہرین خاص طور پر مارشل برین اور بعض دیگر محققین کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۲)۔ دوسری دلیل جس پر مسئلے کی بنیاد ہے وہ بعض اکابرین کی وہ تعریفات ہیں جو انہوں نے فلم کیمرے کی لی گئی تصویر کی تعریف میں کی ہیں۔ اور اس میں پائیدار ہونے سے مراد رنگ وروغن اور مسالے کے ذریعے تصویر کو محفوظ کرنا لیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ:۶۰) پر ارشاد فرماتے ہیں:

فوٹو کے آئینہ پر جب کسی انسان کا عکس آئے اس کو عکس اسی وقت تک کہا جاسکتا ہے کہ

جب اس کو کسی رنگ وروغن اور مسالے کے ذریعے قائم اور پائیدار نہ بنایا جائے۔(انتھی)

ان دو دلائل پر زیرِ نظر فتوے کی بنیاد رکھی گئی ہے کیونکہ تصویر محرم جب وہی تصویر ہے جو پلاسٹک کی ریل پر پائیدار بنائی جاتی ہے تو سی ڈی میں محفوظ اعداد جو برقی شعاعیں ہیں اور اسکرین یا پردے پر ظاہر ہونے والے مناظر جن میں استقرار اور پائیداری نہیں ہے وہ تصویر محرم نہ ہوں گی البتہ جب ان کو پرنٹ پر منتقل کیا جائے گا، اس وقت وہ اکابرین کی کی گئی تعریفِ تصویر میں داخل ہوں گی اور حرام ہوں گی۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے علاوہ پائیداری میں مسالے کی قید حضرت مولانا ظفر احمد عثانی صاحب رحمہ اللہ نے امداد الاحکام (۳۸۴/۴، مکتبہ دارالعلوم کراچی) میں لگائی ہے۔ نیز زیرِ نظر فتوے میں مکمل بحث کے بعد اسکرین پر آنے والے مناظر کو اشباہ بالعکس کہا گیا ہے (صفحہ:۳۳)۔ اسی طرح ایک مقام پر مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی کے مختلف اجلاسوں کی کارروائی کا خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اوّلاً تو یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے نیز الیکٹرانک میڈیا پر آنے والی شکل کے بارے میں علماء کی تین آراء کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مطلق ممانعت

(۲) مطلق جواز

(۳) جنگی و جہادی ضروریات میں اس کے استعمال کی اجازت۔

اس کے بعد دوسری رائے کو اصحاب دارالعلوم نے ترجیح دی۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک دوسری رائے راجح ہے (صفحہ:۱۱) اس کے بعد (صفحہ:۳۳) پر ارشاد فرماتے ہیں (یعنی ان مناظر کی مشابہت عکس کے ساتھ زیادہ ہے) ہمارے نزدیک یہی رائے راجح ہے اور ہمارے نزدیک اسی رائے کو اختیار کرنے میں احتیاط ہے کہ اسکرین کا منظر شرعاً تصویر نہیں ہے تاہم ہمیں ایک اعتبار سے احتیاط اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینے والے حضرات کی رائے میں ہے اور دوسرے لحاظ سے بوقت ضرورت ان مناظر کو استعمال کرنے کی شرعاً گنجائش سمجھنے والے حضرات کی رائے میں معلوم ہوتی ہے پھر فرماتے ہیں اس لئے

جو حضرات ان آراء میں سے کسی بھی رائے کے ساتھ متفق ہوں اور عمل کریں تو اس کی گنجائش ہے کوئی بھی ہمارے نزدیک مستحق ملامت نہیں، اس کے علاوہ کسی بھی مستند فقہ یا فتاویٰ کی کتاب کا کوئی صریح حوالہ موجود نہیں، ڈیجیٹل کیمرے میں تصویر کے تصویر نہ ہونے پر جن مفتیان کرام کے حوالے ہیں ان میں صراحت ہے کہ یہ ان کی رائے ہے فتویٰ نہیں۔ باقی حوالوں کی بنیاد یا تو ذاتی مقالے ہیں یا سیمینار۔ فتوے کا اختتام ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید (نور اللہ مرقدہ) موجودہ حالات میں الیکٹرانک میڈیا (مثلاً ٹی وی وغیرہ) سے شریعت واخلاق کے دائرے میں رہ کر استفادہ کو جائز اور مباح سمجھتے تھے۔ لیکن اس اباحت اور گنجائش کو فتوے کی صورت میں بیان کرنے کو مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے۔ جبکہ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ سمیت بہت سے دوسرے اکابر اس اباحت کو فتوے کی صورت میں بیان کرنے کو بھی نہ صرف گنجائش بلکہ اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے تھے۔ اور عملی طور پر اس موقف کی اشاعت بھی فرمائی۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ فلم کیمرے کی تصویر کی حرمت ہمارے اکابرین کے نزدیک دو (۲) بنیادوں پر معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) ایک مقاصد کی یکسانیت

(۲) اور دوسرے علل کا اشتراک

نیز یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی شے کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے ذرائع اور آلات کا کوئی اعتبار نہیں، اگر شے محرم ہے تو چاہے اس کا وجود ہاتھوں سے ہوا ہو، یا سانچوں کے ذریعے یا مشین کے سبب اگر وہ حرام ہے تو اختلاف آلات کی بنا پر اس میں کوئی فرق نہیں آتا، مثلاً شراب چاہے دیسی مٹکوں میں بنائی جائے یا جدید مشینوں میں اس کو کشید کیا جائے ہر صورت میں اگر اس میں نشہ موجود ہے تو اس کو حرام کہا جائے گا اسی طرح کوئی شخص کسی کو آلہ جارحہ سے قتل کرے، گولی مار کر ختم کرے، پھانسی پر لٹکا کر جان لے، زہر کھلا کر

مارے یا کرنٹ لگا کر قتل کرے یا انجکشن لگا کر مارے۔ان سب صورتوں کو قتل ہی کہیں گے
اسی طرح چاہے آپریشن عمل جراحی کے ذریعے کیا جائے یا بغیر چیرے پھاڑے لیزر
شعاعوں کے ذریعے کیا جائے وہ آپریشن ہی ہوگا۔اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کنواری لڑکی
سے زنا کرے یا اپنا مادہ منویہ بذریعہ ٹیوب کے رحم میں داخل کرے ہر دو صورت میں پیدا
ہونے والا بچہ ولد الزنا ہوگا۔ان تمام صورتوں میں آلات کے مختلف ہونے کے باوجود
حرمت کی وجہ صرف مقاصد کا ایک ہونا ہے،لہٰذا زیر بحث مسئلہ میں بھی ڈیجیٹل کیمرے سے
لی گئی تصویر سے تصویر کے مقاصد بھی حاصل ہو رہے ہیں۔ بلکہ پہلی دو صورتوں کے مقابلے
میں علی وجہ الکمال حاصل ہو رہے ہیں۔ کیونکہ قلم و برش سے بنائی جانے والی تصویر میں جو
مشقتیں تھیں فلم کیمرے نے ان مشکلات کو ختم کر دیا کہ صرف بٹن دبانے سے تصویر حاصل
ہونے لگی لیکن نیگیٹیو تصویر میں ایک مشکل ریل کو چڑھانا پھر تصویر لینے کے بعد ایک خاص
انداز میں اس کی دھلائی وغیرہ کرنا یہ بھی ایک دردسر تھا،جس کو ڈیجیٹل کیمرے نے ختم کر دیا
کہ ایک لمحے میں تصویر محفوظ ہوئی اور دوسرے لمحے میں پوری دنیا کی اسکرینوں پر نمودار
ہوئی اور لمحوں ہی میں جتنے چاہے اس کے پرنٹ نکال لئے تو جو مقصد ہاتھ سے بنائی ہوئی
تصویر میں دنوں میں حاصل ہوتا تھا نیگیٹیو میں گھنٹوں میں حاصل ہوتا تھا ڈیجیٹل کیمرے میں
لمحوں میں حاصل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈیجیٹل کیمرے کا فائدہ سب سے زیادہ
صحافیوں کو ہوا ہے۔ چونکہ پہلے انہیں کسی بھی جائے وقوعہ کی خبر دینے میں تو کوئی مشکل پیش
نہیں آتی تھی لیکن عین وقوعہ کے مناظر کو چینلوں تک پہنچانے میں کافی ٹائم لگتا تھا کیونکہ فلم
کیمرے کی ریل کو دھونے دھلانے کے بعد ہی وہ حضرات وقوعہ کے مناظر کو پیش کر سکتے
تھے اس میں کافی وقت درکا ہوتا تھا جبکہ ڈیجیٹل کیمرے نے ان کی یہ بڑی مشکل آسان
کر دی کہ لمحوں میں جائے وقوعہ کی تصاویر چیپ میں محفوظ کر کے لمحے بھر میں پوری دنیا میں خبر
مع التصویر پیش کر دیتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو جو حضرات علماء کرام آج بھی ڈیجیٹل
کیمرے کی تصویر کو تصویر نہیں کہتے ان کے ہاں بھی اصل وجہ میڈیا وار ہے،لہٰذا زیر نظر فتوے

میں بھی اس کا بار ہا ذکر موجود ہے جیسا کہ حضرت مفتی شاہ محمد تفضّل علی جلال آبادی دامت برکاتہم نے تفصیلی فتوے کے ساتھ منسلک اپنے خیالات میں ذکر کیا ہے (اسی طرح زیر نظر فتوے میں بھی کئی حضرات نے میڈیا وار ہی کی ضرورت کو اصل دلیل بنایا ہے) معلوم ہوا کہ ڈیجیٹل کیمرے نے فن تصویر سازی میں ایک انقلاب بپا کر دیا جس کا مقصد بغیر کسی مشقت کے تصویر کا حصول ہے۔ اس لئے یہ کہا جائیگا کہ ڈیجیٹل کیمرے کے مناظر پرنٹ پر آنے سے پہلے حصول مقصد کی بنا پر حرام ہوں گے جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ تصویر کو تصویر اس وقت کہا جائیگا جبکہ وہ تصویر ہو، حالانکہ ڈیجیٹل کیمرے کی چپ وغیرہ میں تصویر ہے ہی نہیں بلکہ وہ تو برقی شعاعیں ہیں۔ جو (0-1) زیرو ون کی شکل میں محفوظ ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ زیرو ون کو کوئی زید نہیں کہتا نیز جب یہ ذرات اسکرین یا پردے پر نمودار ہوتے ہیں، اس وقت بھی ان میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا بلکہ وہ متحرک ہوتے ہیں۔ جبکہ ہمارے بعض اکابرین نے تصویر محرم کی تعریف میں پائیداری کی قید لگائی ہے اور پائیداری میں رنگ وروغن اور مسالہ لگانے کی قید کا اضافہ کیا ہے حالانکہ چاہے برقی ذرات سی ڈی میں ہوں یا اسکرین پر، دونوں پر یہ تعریف صادق نہیں آتی۔ لہٰذا ان کو تصویر محرم میں داخل کرنا اکابرین اہل فتاویٰ کی تعریفات کے خلاف ہے اس سوال کے جواب دینے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ صرف ڈیجیٹل کیمرہ ہی نہیں بلکہ فلم کیمرے کی ایجاد بھی ایک صدی قبل ہوئی ہے اس لئے کتب متقدمین ومتاخرین میں کہیں بھی کیمرے کی تصویر کے حکم کا کوئی صریح جزیہ موجود نہیں۔ البتہ حضرات مفسرین اور اہل لغت نے تصویر کی جو تعریف بیان کی ہیں وہ عام ہے، تینوں اقسام کی تصاویر کو شامل ہے اور اس عموم پر قرآن وسنت کی دلالت پائی جاتی ہے۔

''تصویر کی تعریف'' ؎۲

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ معجم مفردات القران (صفحہ: ۲۹۷، مکتبہ دارالکاتب

؎ ۲ بعض حضرات اہل فتویٰ نے ناچیز کی اس عبارت پر یہ اشکال کیا کہ بندہ نے عنوان تصویر کی تعریف کا باندھا اور دلیل میں مفردات کے حوالہ سے صورت کی تعریف بیان کی اس اشکال کو مع جواب کے نقل کیا جا رہا ہے۔ ؎

العربی) میں صورت کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

الصورة ما ينتقش به الاعيان ويتميز بها غيرها وذالک ضربان احدهما محسوس يدركه الخاصة والعامة بل يدركه الانسان وكثير من الحيوان كصورة الانسان والفرس والحمار بالمعاينة.

(ترجمہ) ''صورت وہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے اعیان منقش ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتی ہے اور یہ دو قسم پر ہے ان میں سے ایک محسوس ہے کہ ہر خاص و عام اس کا ادراک کرلیتا ہے بلکہ انسان کے ساتھ ساتھ اکثر حیوان بھی اس کا ادراک کر لیتے ہیں جیسا کہ انسان، گھوڑے اور گدھے وغیرہ کی صورتیں دیکھنے کے ذریعے سے اس کا ادراک ہو جاتا ہے۔''

☆ اشکال:......صورت کی تعریف جو آپ نے امام راغب رحمہ اللہ کی مفردات سے نقل کی ہے وہ تصویر یا مورتی کی معلوم نہیں ہوتی بلکہ حقیقی صورت کی معلوم ہوتی ہے جیسے میری اور آپ کی صورت۔

جواب:......حضرت والا نے بندے کی تعریفِ صورت پر اشکال کیا ہے کہ یہ صورت کی تعریف ہے نہ کہ تصویر کی۔ اگر اس اشکال کا منشاء عنوان (تصویر کی تعریف) ہے تو حضرت کا اشکال درست معلوم ہوتا ہے کہ عنوان (تصویر کی تعریف) کا باندھا اور تعریف صورت کی کردی۔ لہٰذا بندہ اس عنوان کی تعبیر میں سہو کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اگر اشکال کا منشا یہ ہے کہ ناچیز نے صورت کی تعریفِ مذکورہ سے تصویر کی تعریف کو ثابت کیا ہے تو یہ منشاءِ اشکال درست نہیں۔ کیونکہ ناچیز نے ان تمام نصوص سے صرف صورت کو ثابت کیا ہے۔ اور چونکہ تصویر صورت بنانے کو کہا جاتا ہے جو چند قیودات کے ساتھ حرام ہے۔ اس کا ذکر ناچیز نے صفحہ (۲۴) پر تفصیلاً کیا ہے۔

نیز بہت سے نصوص میں تصویر کی حرمت لفظ صورت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں سائل نے (انی اصور هذه الصور) کہا ہے کہ میں یہ صورتیں بناتا ہوں۔ یہ نہیں کہا کہ تصویریں بناتا ہوں۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نص میں بھی صورت کا لفظ ہے لیکن محدثین اور فقہاء نے بحث تصویر کی کی ہے، کیونکہ یہ صورت جب ہی سامنے آسکتی ہے جب اس کو کوئی بنائے۔ نیز اہل لغت سے بھی صورۃ پر تصویر کا اطلاق ہونا ثابت ہے چنانچہ المعجم الوسیط میں تصویر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ نقش صورة الاشياء او الاشخاص على لوح او حائط او نحوهما بالقلم او بالفرجون او بالة التصوير. (ص ۵۲۸) اسی طرح فیروز اللغات میں تصویر کا ترجمہ صورت بنانا کیا ہے (صفحہ ۳۶۳)۔ لہٰذا جب نصوص سے نورانی شعاعوں وغیرہ سے بنائی ہوئی تصویر پر صورت کا اطلاق ثابت ہے تو ڈیجیٹل کیمرے سے بنائی گئی صورتوں کو بھی تصویر محرمہ میں داخل کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صورت ایسے نقش کو کہا جاتا ہے جو کسی شے کو دوسروں سے ممتاز کردے اور جس کو خاص و عام ہی نہیں بلکہ اکثر حیوان بھی پہچان جائیں جیسے حیوان دشمن کی شکل دیکھ کر بھاگتا ہے اور مالک کی شکل دیکھ کر قریب آتا ہے، صورت کی یہ تعریف عام ہے چاہے ہاتھ سے بنائی گئی صورت ہو یا فلم کیمرے سے ظاہر ہونے والی ہو، اور چاہے شعاعوں کی صورت میں اسکرین پر مناظر کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہو۔ لغوی تعریف اور نصوص کے عموم کی بنا پر یہ سب تصویر ہی کے حکم میں ہیں اور جہاں تک برقی روشنیوں کی صورت میں اسکرین وغیرہ پر تصویر کے اطلاق کا تعلق ہے اس کا صورۃ ہونا بعض نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے جیسا کہ احادیث میں موجود ہے:ے ۳

ے ۳ بندہ کی اس تحریر پر بعض حضرات نے یہ اشکال کیا کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اب بھی نور ہوں، اشکال و جواب بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

اشکال:...... آپ لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا جیسا کہ احادیث میں موجود ہے اور نور سے مراد ہے الضوء المنتشر (بکھری ہوئی روشنی)'' (مع تغیر)

پھر آپ لکھتے ہیں: ''احادیث صحیحہ میں فرشتوں پر جو نور (روشنی) ہیں صورت کا اطلاق ہوا ہے، مثلاً انی احب ان اراک فی صورتک التی تکون فیھا فی السماء اور لکنہ رای جبرئیل لم یرہ فی صورتہ الا مرتین۔ (مع تغیر)

فرشتوں کا مادہ تخلیق نور ہے جیسے آدمی کا مادہ تخلیق مٹی ہے لیکن اب آدمی مٹی نہیں ہے اسی طرح فرشتہ اپنی اصلی صورت میں یا کسی انسانی صورت میں نور محض نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مزید بریں فرشتہ جس صورت میں بھی ظاہر ہو وہ صورت تو ہے تصویر نہیں ہے۔ اس لئے آپ کے نکتہ سے اتفاق نہیں ہوا۔

جواب:...... حضرت والا کا یہ اشکال فرشتوں اور جنات کی خلقت کے بارے میں ہے کہ اگرچہ ان دونوں کی اصل نور اور نار ہے لیکن خلقت کے بعد بھی ان کا مادہ نور اور نار ہی ہو یہ تسلیم نہیں۔ جیسا کہ انسان کی اصل مٹی ہے لیکن اب مٹی نہیں۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگر جنات و فرشتے اپنی اصل حیثیت پر باقی نہیں ہیں تو پھر خلقت کے بعد ان کی ہیئت جسمیہ کیا ہے اس بابت حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر (۸۳/۱، جزء ۱) میں فرماتے ہیں: اختلف الناس فی وجود الجن والشیاطین فمن الناس من ⇐⇐

(الف). عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من نور وخلقت الجان من مارج من نار وخلق آدم ممّا وصف لكم، (مسند احمد، ۷/ ۲۱۹)

(ترجمہ) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنات کو بھڑکنے والی آگ سے اور آدم کو پیدا کیا اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کردی گئی (یعنی مٹی)۔''

(ب). خلق الله الملٓئكة من نور وان منهم لملائكة اصغر من الذباب وخلق الله الملٓئكة ثم يقول ليكن الف ليكن الفان.

⇐انكر الجن والشياطين واعلم انه لابد اولا من البحث عن ماهية الجن والشياطين فنقول اطبق الكل على انه ليس الجن والشياطين عبارة عن اشخاص جسمانية كثيفة تجئ وتذهب مثل الناس والبهائم، بل القول المحصل فيه قولان الاول انها اجسام هوائية قادرة على التشكل باشكال مختلفة ولها عقول وافهام وقدرة على اعمال صعبة شاقة والقول الثاني ان كثيرا من الناس اثبتوا انها موجودات غير متحيزة ولا حالة في المتحيز، وزعموا انها موجودات مجردة عن الجسمية ثم هذه الموجودات قد تكون عالية مقدسة عن تدبير الاجسام بالكلية، وهي الملائكة المقربون.

نیز (۱/۱۷۵، جزء۲) پر فرماتے ہیں: الملائكة لابد وان تكون ذوات قائمة بانفسها ثم ان تلك الذوات إما ان تكون متحيزة او لا تكون، اما الاول وهو ان تكون الملائكة ذوات محيزة فهنا اقوال احدها انها اجسام لطيفة هوائية تقدر على التشكل باشكال مختلفة مسكنها السموات وهذا قول اكثر المسلمين.

نیز علامہ آلوسی رحمہ اللہ تفسیر روح المعانی (۱/۲۱۸، جزء۱) میں ارشاد فرماتے ہیں: واختلف الناس في حقيقتها بعد اتفاقهم على انها موجودة سمعا او عقلا فذهب اكثر المسلمين الى اجسام نورانية وقيل هوائية قادرة على التشكل والظهور باشكال مختلفة باذن الله تعالىٰ.

نیز (صفحہ ۲۱۹) پر ارشاد فرماتے ہیں: وهم مختلفون في الهيآت متفاوتون في العظم لا يراهم على ماهم عليه الا ارباب النفوس القدسية، وقد يظهرون بابدان يشترك في رؤيتها ⇐

(الديلمي عن ابن عمر)(كنز العمال،٦/١٤٢،موئسسة الرسالة)
(ترجمہ)''اللہ رب العزت نے ملائکہ کو نور سے پیدا کیا اور ان میں سے بعض ملائکہ تو مکھی سے بھی چھوٹے ہیں اور اللہ رب العزت نے ملائکہ کو پیدا کیا پھر فرمایا کہ ہو جاؤ ہزار، دو ہزار۔''

نیز علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القران میں نور کی تعریف (صفحہ:٥٣٠) پر ان الفاظ میں کرتے ہیں: النور الضوء المنتشر الذی یعین علی الابصار. (یعنی نور بکھری ہوئی روشنی کو کہا جاتا ہے)۔

نیز علامہ ابن منظور (صاحب لسان العرب،١٤/٣٢١، داراحیاء التراث العربی) نے نور کی تعریف اس طرح کی ہے:

والنور: الضیاء، والنور: ضد الظلمة وفی المحکم: النور الضوء ایا کان، وقیل: هو شعاعه وسطوعه والجمع انوار ونیران عن ثعلب.

(ترجمہ)''نور تو روشنی کا نام ہے اور نور ظلمت و تاریکی کی ضد ہے اور محکم میں ہے کہ نور روشنی کو کہا جاتا ہے چاہے جس قسم کی بھی ہو، اور کہا گیا ہے کہ نور تو

= الخاص والعام وهم علی ماهم علیه، حتی قیل ان جبریل علیه السلام فی وقت ظهوره فی صورة دحیة الکلبی بین یدی المصطفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یفارق سدرة المنتهی.

مذکورہ بالا عبارات سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جنات کا جسم حیوانات کی طرح کثیف نہیں، نیز فرشتوں کے جسم کو چاہے اجسامِ نورانیہ مانا جائے، جیسا کہ علامہ آلوسی نے اکثر المسلمین کا مذہب نقل کیا ہے۔ یا اجسامِ ہوائیہ مانا جائے جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے۔

ہر دو صورت میں جب بھی وہ ظاہر ہوں گے تو ان کی اصل نور، نار یا ہوا ہی ہوگی۔ جس سے بنی ہوئی صورت قائلین جواز کے نزدیک ناپائیدار ہونے کی وجہ سے صورت نہ ہونی چاہیے جبکہ نصوص میں اس پر صورت کا اطلاق ہوا ہے۔

بندہ ناچیز نے ان تصریحات و احتمالات کی بنا پر ان نصوص سے تعریفِ صورت کو صرف اس لئے ثابت کیا ہے کہ یہ نصوص کم از کم مارشل برین یاد کی انسائیکلو پیڈیا کی تحقیق کے مقابلے میں راجح ہوں گے۔

شعاعوں کا نام ہے اوراس کی جمع انوار اور نیران آتی ہے۔‘‘اس سے معلوم ہوا کہ نور منتشر روشنی کو یا شعاعوں کو کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد علامہ راغب رحمہ اللہ نے دنیاوی واخروی نور کی مثالیں پیش کی ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے اور فرشتوں پر جو نور (روشنی) ہیں احادیث صحیحہ میں صورت کا اطلاق ہوا ہے۔ چنانچہ درج ذیل تفاسیر میں حوالے ملاحظہ ہوں:

۱). جامع الاحکام للقرطبی(۲۴۱/۱۰،جز ۱۹،داراحیاء التراث العربی): عن ابن عباس قال النبی ﷺ لجبریل انی احبّ ان اراک فی صورتک التی تکون فیها فی السماء...... فلما راه النبی ﷺ خرّ مغشیا علیه، فتحول جبریل فی صورته وضمه الی صدره...... الخ.(انتھی)

(ترجمہ)’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو دیکھوں آپ کی اصل صورت میں جس (صورت) میں آپ آسمان پر ہوتے ہیں...... پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصل حالت میں دیکھا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوگئے اور آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔‘‘

۲). تفسیر القرآن العظیم لاسماعیل الدمشقی (۲۲۴/۴، المکتبة العصریه): ولکنه رای جبریل لم یره فی صورته الامرتین: مرة عند سدرة المنتھی.

(ترجمہ)’’لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو

مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا ان میں سے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر دیکھا۔"

۳). وفیہ ایضاً (۲۲۵/۴): "عِنْدَھَا جَنَّةُ الْمَاوٰی" (النجم: ۱۵)
هذه هي المرة الثانية التي راى رسول الله ﷺ فيها جبريل على صورته التي خلقه الله عليها وكانت ليلة الاسراء.

(ترجمہ) "اور اسی تفسیر میں آیت "عِنْدَھَا جَنَّةُ الْمَاوٰی" کے تحت یہ بات بھی مذکور ہے کہ یہی دوسری مرتبہ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصلی (صورت) میں دیکھا جس پر اللہ رب العزت نے ان کو پیدا کیا تھا اور یہ معراج کی رات تھی"۔

۴). المحرر الوجیز (۲۰۰/۵، مکتبہ دار الکتب العلمیہ):
وقال ابن زيد راى جبريل في صورته التي هو بهافي السموات.

(ترجمہ) "ابن زید فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اس (صورت) میں دیکھا جس میں وہ آسمانوں پر ہوتے ہیں۔"

۵). جامع الاحکام للقرطبی (۲۴۰/۱۰، جز ۱۹): "وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ" (التکویر: ۲۲) انما راى جبرئيل على صورته فهابه ...... الخ.

(ترجمہ) "امام قرطبی علیہ الرحمۃ اس آیت "وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ" (یعنی تمہارا ساتھی مجنون و دیوانہ نہیں ہے) کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو اپنی (صورت) پر دیکھا پس ان سے ڈر گئے۔"

۶). جامع البیان للطبری (۱۵۱/۱۴، جز ۲۹، دار الفکر): عن ابی ھریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال یاخذ الله

للمظلوم من الظالم حتى اذا لم يبق تبعة لاحد عند احد جعل الله ملكا من الملائكة على صورة عزير فتتبعه اليهود وجعل الله ملكا من الملٓئكة على صورة عيسى عليه السلام فتتبعه النصارىٰ.

(ترجمہ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کو حق دلائیں گے یہاں تک کہ جب کوئی ایک دوسرے کا پیروکار نہ بچے گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حضرت عزیر علیہ السلام کی (صورت) کا بنائیں گے تو یہود ان کے پیچھے ہو جائیں گے اور ایک فرشتے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (صورت) کا بنائیں گے تو نصاریٰ ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔''

۷). تفسیر کبیر (۴/۲۳۰، جز۸): وروى ان رسول الله ﷺ اعطى اللواء مصعب، بن عمير فقتل مصعب فاخذه ملك في صورة مصعب فقال رسول الله ﷺ تقدم يا مصعب فقال الملك لست بمصعب فعرف رسول الله ﷺ انه ملك.

(ترجمہ) ''روایت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک غزوے میں جھنڈا دیا پھر جب حضرت مصعب بن عمیر شہید ہو گئے تو وہ جھنڈا حضرت مصعب کی (صورت) میں ایک فرشتے نے تھام لیا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے مصعب پیش قدمی کرو تو فرشتے نے کہا کہ میں مصعب نہیں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے۔''

۸). تفسیر کبیر (۸/۱۳۹، جز۱۵): والثالث ان الملٓئكة كانوا يتشبهون بصور رجال من معارفهم وكانوا يمدونهم بالنصر

والفتح والظفر.

(ترجمہ) ''تیسری بات یہ کہ ملائکہ مردوں کی (صورت) میں مشابہہ ہوجاتے تھے ان کے پہچاننے کی وجہ سے اور وہ مدد ونصرت اور کامیابی میں ان کی اعانت کرتے تھے۔''

اسی طرح درج ذیل شروحات حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے جیسا کہ

۱). وفی فتح الباری(۸/۴۹۵): عن مسروق انه اتاه فی هذه المرة فی صورته التی هی صورته فسد افق السماء (انتهی).

(ترجمہ) ''حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مرتبہ اپنی اصل (صورت) میں آئے جوان کی اصل صورت ہے تو انہوں نے آسمان کے افق کو گھیر لیا۔''

۲). وفیه ایضاً(۱/۱۷): (قوله یتمثل لی الملک رجلا) التمثل مشتق من المثل ای یتصور واللام فی الملک للعهد وهو جبریل وقد وقع التصریح به فی روایة ابن سعد المقدم ذکرها وفیه دلیل علی ان الملک یتشکل بشکل البشر (انتهی).

(ترجمہ) ''فرشتے کو میرے لئے آدمی کی شکل میں متشکل کردیا، تمثل یہ مشتق ہے مثل سے اور اس کا معنی یتصور ہے، لفظِ الملک میں لام عہد کا ہے اور مراد اس ملک سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ ابن سعد کی روایت میں اس بات کی صراحت واقع ہوئی ہے جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے اور اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ فرشتہ انسانی صورت میں متشکل ہوسکتا ہے۔''

۳). وفیه ایضاً(۱/۹۵): وفی حدیث جبریل (فاتاه رجل) ای ملک فی صورة رجل......الخ.(انتهی)

(ترجمہ) ''حدیث جبرئیل میں ''فاتاه رجل'' کے الفاظ آئے ہیں جس کا

معنی یہ ہے کہ آدمی کی (صورت) میں فرشتہ آیا۔"

۴). وفی عمدة القاری(۱۹/۱۹۹): تحت (حدیث عائشة رضی الله عنها) لکن رای جبریل علیه السلام فی صورته مرتین) (قال المصنف) واشارت بذالک الی قوله تعالیٰ (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْریٰ)(النجم:۱۳) قال الثعلبی ای مرة اخری سماها نزلة علی الاستعارة وذالک ان النبی ﷺ رای جبریل علیه السلام علی صورته التی خلق علیها مرتین مرة بالارض فی الافق الاعلی ومرة فی السماء عند سدرة المنتهی......(انتهی).

(ترجمہ)"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت یہ بات مذکور ہے کہ"لیکن آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا" (مصنف فرماتے ہیں کہ) حضرت عائشہ نے اس بات سے اللہ رب العزت کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے"وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْریٰ" حضرت ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نزلة اخری کا معنی مرة اخری ہے یعنی ایک بار پھر آپ نے دیکھا یعنی دوسری مرتبہ مرة کو نزلة سے استعارہ کی بناء پر تعبیر کیا اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ اصلی (صورت) میں دیکھا جس حالت میں ان کو پیدا کیا گیا ہے ایک مرتبہ زمین پر دیکھا افق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ آسمان میں سدرة المنتہیٰ کے پاس۔"

۵). وفیه ایضاً(۱/۴۰): الرابعة ان یتمثل له الملک رجلا کما فی هذا الحدیث وقد کان یاتیه فی صورة دحیة ......الخامسة ان یتراء ی له جبریل علیه السلام فی صورته التی خلقها الله تعالیٰ له بستمائة جناح ینتشر منها اللؤلؤ الیاقوت ...... الخ.

(انتهی)

(ترجمہ) ''چوتھا نکتہ یہ ہے کہ فرشتہ آپ کے سامنے آپ کیلئے آدمی کی شکل میں ہوجاتا تھا جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور عام طور سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔ پانچواں نکتہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام دکھائے گئے اپنی اس (صورت) میں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور ان سے یاقوت اور موتی بکھر رہے تھے۔''

۲). وفيه ايضاً (۱/۲۹۰): العاشر فيه دليل على تمثل الملئكة باى صورة شاؤا من صور بنى آدم كقوله تعالى (فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيًّا) (مريم:۱۷) وقد كان جبريل عليه السلام يتمثل بصورة دحية ولم يره النبى عليه السلام فى صورته التى خلق عليها غير مرتين...... (انتهى).

(ترجمہ) ''دسویں بات یہ ہے کہ اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ فرشتے اولاد آدم کی جس صورت میں بھی متشکل ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت کا قول ہے ''فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا '' یعنی اللہ رب العزت نے حضرت مریم کیلئے فرشتے کو انسانی شکل وصورت میں متشکل کر دیا ایسی صورت جو کہ ہموار اور متوازن تھی۔ اور حضرت جبرئیل امین حضرت دحیہ کی صورت میں متشکل ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ کے علاوہ اصلی حالت میں نہیں دیکھا۔''

ان تمام نصوص سے معلوم ہوا کہ فرشتے جو نور (روشنی) ہیں ان پر صورت کا اطلاق ہوا ہے۔ لہٰذا علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے صورت کی جو تعریف کی ہے یہ تمام نصوص اس کی تائید کرتے ہیں کہ جب بھی فرشتہ جو نور (روشنی) ہے کسی شکل میں آتا ہے تو اس کو صورۃً پہچانا جاتا ہے کبھی اصل شکل میں جیسا کہ حضرت جبرئیل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ

دیکھا اور کبھی کسی صحابی کی شکل میں جیسا کہ عام طور پر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لاتے تھے۔ اسی طرح روز قیامت فرشتے کا حضرت عزیر علیہ السلام کی صورت میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں آنا، اور حدیث احسان میں کسی اجنبی کی صورت میں آنا، اسی طرح فرشتہ کا حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو حضرت مصعب ہی سمجھنا۔

معلوم ہوا کہ نصوص میں نور پر صورت کا اطلاق کیا گیا ہے۔

(۲)۔ اسی طرح جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(الف). وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ. (الرحمٰن: ۱۵)

(ترجمہ) ''اللہ رب العزت نے جنات کو بھڑکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا''۔

(ب). خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ. (ص: ۷۶)

(ترجمہ) ''آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا''۔

اسی طرح احادیث میں بھی مذکور ہے:

(الف). عن عائشة قالت قال رسول الله خلقت الملئكة من نور وخلقت الجان من مارج من نار وخلق آدم ممّا وصف لكم.

(مسند احمد، ۲۱۹/۷)

(ترجمہ) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ کو نور سے پیدا کیا اور جنات کو بھڑکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا اور آدم کو پیدا کیا اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کردی گئی ہے۔''

علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القران میں (صفحہ: ۵۳۰) پر فرماتے ہیں:

وقال بعضهم النار والنور من اصل واحد وكثيراً مايتلازمان. کہ نار اور نور اپنے اصل میں ایک ہی ہیں۔ معلوم ہوا جیسے نور (ضوء منتشر) ہے ایسا ہی نار بھی (ضوء

منتشر) ہے۔

کتب حدیث میں ابلیس پر انسانی صورت میں آنے کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر (۸/۱۵۹، جز ۱۵) میں اس آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔

(۱). (وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ) (الانفال: ۳۰)

(ترجمہ) "اور جب کافر آپ کو دھوکہ دیتے ہیں تا کہ آپ کو قید کر لیں یا آپ کو مار ڈالیں یا آپ کو نکال دیں۔"

قال ابن عباس ومجاهد وقتاده وغيرهم من المفسرين: ان مشركی قريش تآمروا فی دار الندوة ودخل عليهم ابليس فی صورة شيخ، وذكر انه من اهل نجد.

(ترجمہ) "حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور دیگر مفسرینِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکینِ قریش دار الندوۃ میں بیٹھے مشورہ کر رہے تھے کہ ابلیس ملعون ایک بوڑھے کی (صورت) میں ان کے پاس آیا اور بتایا کہ اس کا تعلق اہل نجد سے ہے"۔

(۲). وفيه ايضاً (۸/۱۸۰، جز ۱۵): فتصوّر لهم ابليس بصورة سراقة بن مالک بن جعشم وهو من بنی بكر بن كنانة.

(ترجمہ) "اور اسی میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ ابلیس ملعون سراقہ بن مالک بن جعشم کی (صورت) میں متشکل ہو کر آیا تھا اور سراقہ کا تعلق بنو بکر بن کنانہ سے تھا۔"

(۳). وفی سنن ابن ماجه (ص ۲۹۸): وان من فتنته ان يقول لاعرابی ارأيت ان بعثت لک اباک وامّک اتشهد انی ربک فيقول نعم فيتمثل له شيطانان فی صورة ابيه وامه فيقولان يا

بنی اتبعه فانه ربک.

(ترجمہ) ''اور دجال کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی دیہاتی کو کہے گا تو کیا سمجھتا ہے، اگر میں تیرے باپ اور ماں کو زندہ کردوں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ تو وہ دیہاتی کہے گا جی ہاں!۔تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی (صورت) اختیار کریں گے۔ پس وہ دونوں شیطان کہیں گے اے میرے بیٹے دجال کی اتباع کر کیونکہ یہی تیرا رب ہے۔''

(۴). وفی فتح الباری(۴/۳۸۴): فشکوت ذالک الی رسول الله ﷺ فقال لی هو عمل الشیطان فارصده فرصدته فاقبل فی صورة فیل فلما انتهی الی الباب دخل من خلل الباب فی غیر صورته فدنا من التمر...... (الی قوله) قال اناشیخ کبیر فقیر ذوعیال ......الخ.

(ترجمہ) ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے پس تم اس کا انتظار کرو تو پھر میں نے اس کا انتظار کیا بس وہ ایک ہاتھی کی (صورت) میں آیا جب وہ دروازے تک پہنچا تو دروازے کے سوراخ اور دراڑ میں سے داخل ہوگیا، اپنی (صورت) کے علاوہ کسی دوسری (صورت) میں پس وہ کھجور سے قریب ہوگیا۔ کہنے لگا کہ میں ایک بوڑھا فقیر ہوں بچوں والا۔''

(۵). وفیه ایضاً(۴/۳۸۵): وانه قد یتصور ببعض الصور فتمکن رؤیته وان قوله تعالیٰ (اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ)(الاعراف:۲۷) مخصوص بما اذا کان علی صورته التی خلق علیها...... الخ الحدیث انتهی.

(ترجمہ) ''اور کبھی شیطان ایسی (صورت) میں متشکل ہوجاتا ہے کہ اس کا دیکھنا

ممکن ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا اِنَّہٗ یَرَاکُمْ الخ یعنی وہ اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتا ہے اس طور سے کہ تم ان کو نہیں دیکھ پاتے۔ اور یہ بات مخصوص ہے اس حالت اور صورت کے ساتھ جس پر اس کو پیدا کیا گیا ہے الخ۔"

(٦). وفی عمدة القاری(١٢/١٤٦): فلما ذهب هوی من اللیل اقبل علی صورة الفیل فلما انتهی الی الباب دخل من خلل الباب علی غیر صورته فدنا من التمر (الی ان قال) فقال انی شیطان ذو عیال...... انتهی.

(ترجمہ) "پھر جب رات ہوگئی تو ہاتھی کی صورت میں آیا پس جب وہ دروازے تک پہنچا تو دروازے کے سوراخ میں سے داخل ہوگیا اپنی صورت کے علاوہ پر اور وہ کھجور کے قریب ہوگیا کہنے لگا میں شیطان ہوں عیال والا۔"

(٧). وفیه ایضاً(١٢/١٤٨): وفیه تفسیر لقوله تعالیٰ (اِنَّهٗ یَرَاکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَاتَرَوْنَهُمْ) (الاعراف:٢٧) یعنی الشیاطین ان المراد بذالک ماهم علیه من خلقهم الروحانیة فاذا استحضروا فی صورة الاجسام المدرکة بالعین جازت رؤیتهم کما شخص الشیطان لابی هریرة فی صورة سارق...... الخ. (انتهی).

(ترجمہ) "اللہ رب العزت کا قول "اِنَّہٗ یَرَاکُمْ" الخ یعنی وہ اور اس کا قبیلہ تم کو ایسی جگہ سے دیکھتا ہے کہ تم اس کو دیکھ بھی نہیں پاتے، اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شیاطین کی وہ حالت روحانیہ ہے جس پر ان کو پیدا کیا گیا ہے پس اگر وہ ایسے اجسام میں حاضر ہو جائیں کہ آنکھ اس کا ادراک کرنے والی ہوتی ہے تو ان کو دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ شیطان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس چور کی (صورت) میں آیا تھا۔"

اسی طرح کتب فقہ میں جن کے عورت کے ساتھ مجامعت کرنے سے متعلق ایک جزیہ ملتا ہے کہ اگر کوئی جن عورت سے مجامعت کرلے اگر وہ دکھائی نہیں دے رہا تو عورت کے انزال پر غسل کا مدار ہوگا اور اگر وہ انسانی صورت میں آ کر جماع کرے تو دخول حشفہ سے غسل واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی جن یا فرشتہ انسانوں کی امامت کرائے تو اس کی امامت درست ہے ان دونوں مسئلوں کی علت علامہ شامی رحمہ اللہ نے انسانی صورت میں تبدل کو قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ نار (ضوء منتشر) پر بھی صورت کا اطلاق نصوص میں موجود ہے بلکہ فقہی احکامات بھی صرف صورت کی تبدیلی کی بناء پر ثابت کئے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ فتاوی شامیہ(۱/۵۵۴) پر اس کی صراحت مذکور ہے:

وان كان المراد ذالك فلعل انعقاد الجماعة باقتداء الملئكة والجن انما يستلزم احكامها اذا كانوا على صورة ظاهرة و لهذا لو جامع جني امرأة ووجدت لذة لا يلزمها الاغتسال كمافي الخانية الا اذا انزلت كمافي الفتح او جاء ها على صورة آدمي كمافي الحلية وكذا يقال في امامة الجني. (انتهى)

(ترجمہ) ''اگر اس سے یہی مراد ہے تو شاید جنات اور ملائکہ کی اقتداء کے ساتھ جماعت کا منعقد ہونا بیشک اس کے احکامات لازم آئیں گے جبکہ وہ صورت ظاہرہ پر ہو، اسی وجہ سے اگر کوئی جن کسی عورت سے مجامعت کرے اور وہ عورت اس کی لذت کو محسوس بھی کرے تو اس عورت پر غسل لازم نہیں ہوگا جیسا کہ خانیۃ میں ہے مگر یہ کہ اس عورت کو انزال ہو جائے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے یا وہ جن کسی آدمی کی صورت اختیار کر کے آئے تب بھی غسل کرے گی جیسا کہ حلیہ میں ہے اور اسی طرح امامۃ الجن (جن کی امامت) کے بارے میں کہا گیا ہے۔''

برقی شعاعوں کے مناظر کو صورت ثابت کرنے کیلئے مذکورہ حوالہ جات پر اگر کوئی یہ اشکال کرتا ہے کہ انسانی صورت کو فرشتوں اور جنات کی صور پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اختلاف جنس کی بنا پر ہر مخلوق کے احکام الگ ہوتے ہیں۔ اس لئے فرشتوں یا جنات کے جو اپنی اصل خلقت میں نور یا نار ہیں صورت محرمہ کے ثبوت پر پیش کرنا درست نہیں ہے اس اشکال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہمارا مقصد صرف اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ نور (الضوء المنتشر) بکھری ہوئی روشنی کو کہا جاتا ہے اس پر صورت کا اطلاق موجود ہے جس سے ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسکرین پر جو برقی روشنیاں مناظر کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہیں یا ڈسک میں محفوظ ہو رہی ہیں ان کو صورت کہا جائے گا۔ کیونکہ فرشتہ (نور) اور جن (نار) ان کی ظاہری صورت پر فقہاء کرام نے بعض مسائل کا حکم بیان کیا ہے جیسا کہ شامی کے حوالہ میں گزر چکا (انتھی)۔ اور اگر کسی کو اس جواب سے بھی تشفی نہیں ہو رہی تو ہم انسانی صورت سے متعلق بھی ایک نص ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ صحیح البخاری میں حضرت عائشہ کی یہ حدیث کئی مقامات پر لائے ہیں، جس میں نکاح سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام کا خواب میں حضرت عائشہ کی تصویر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانا ثابت ہے۔ جیسا کہ بخاری (۲/۷۶۰) میں مذکور ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ اریتک فی المنام مرتین اذ رجل یحملک فی سرقة حریر فیقول هذه امرأتک فاکشفها فاذا هی انت...... الخ. (انتهی)

(ترجمہ) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو دو مرتبہ آپ کی صورت نیند اور خواب میں دکھلائی گئی جب ایک آدمی ریشمی رومال میں آپ کی (صورت) لے کر آیا اور کہا یہ آپ کی زوجۂ محترمہ ہیں پس جب میں نے اس کو کھول کر دیکھا تو وہ آپ تھیں یعنی آپ کی تصویر تھی۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں یہ روایت ملتی ہے کہ نکاح سے پہلے دو مرتبہ آپ کی تصویر خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئی تھی۔ اسی روایت کے بعض الفاظ فتح الباری (۹/۱۴۸) میں حضرت حافظ ابن حجر نے یہ نقل کئے ہیں:

وعند الآجری من وجه آخر عن عائشة لقد نزل جبريل بصورتي في راحته حين امر رسول الله ﷺ ان يتزوجني.

(ترجمہ) ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے طریق سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میری (صورت) کو اپنی ہتھیلی میں لے کر آئے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا مجھ سے شادی کرنے کا۔“

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی ہتھیلی پر دیکھی ہے نہ کہ کاغذ وغیرہ پر، یہ صورت نہ تو ہاتھ سے بنائی گئی ہے نہ کیمرے سے، نہ برقی شعاعوں سے بلکہ اللہ رب العزت اس کے مصور ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر صورت کا اطلاق ہوا ہے حتی کہ شارحین نے اس پر فقہی ابحاث بھی کی ہیں۔ چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا باب باندھ کر اس حدیث کو لائے ہیں اور بعض حضرات نے اس اشکال کے جوابات بھی دیئے ہیں کہ نکاح سے پہلے نامحرم کی تصویر کیسے دیکھی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی (نور اللہ مرقدہ) نے لامع الدراری (۳/۲۷۱، ایچ ایم سعید کمپنی) میں کوکب کے حوالے سے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا یہ جواب نقل کیا ہے: **قوله بصورتها وليس النهي عن التصوير الالنا فلا يحتاج الى الجواب بان ذالک قبل النهي.** یعنی اس روایت میں فقہی بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ تصویر کی حرمت ہمارے لئے ہے نہ کہ حق تعالیٰ جل شانہ کیلئے۔ اس تصویر کے مصور خود حق تعالیٰ ہیں۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے نہ کہ بیداری کا، لہٰذا اس کو تصویر محرم میں

داخل نہیں کرسکتے بلکہ یہاں صورت کا اطلاق مجازاً ہے، اس کا جواب علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری (۲۰/۱۲۰) میں یہ دیا ہے: وذالک لان منام الانبیاء وحی علی ان ظاھر قولہ یجیی بک الملک یدل علی انہ ﷺ شاھد حقیقۃ صورۃ عائشۃ وکانت ھی فی سرقۃ من حریر. یعنی کیونکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی حقیقی صورت ہی کا مشاہدہ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر جو انسان کی تصویر ہے جو نہ برش سے بنائی گئی نہ نیگیٹو سے نہ برقی ذرات سے اس پر حقیقتاً تصویر کا اطلاق حدیث میں کیا گیا ہے۔

بہرحال ان تمام نصوص سے ہمارا مقصود صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ تصویر کی تعریف عام ہے چاہے ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا نیگیٹو میں محفوظ کی گئی ہو، نیز برقی ذرات سے محفوظ کی گئی ہو یا کسی اور طریق سے نصوص مذکورہ کا عموم ان تمام تصاویر کے تصویر ہونے پر دال ہے۔ البتہ وہ تصویر جو شریعت میں حرام ہے نصوص میں اس کو چند قیودات کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

۱)۔ پہلی قید جاندار کی تصویر ہونا جیسا کہ مسند احمد (۳/۷۹) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں: یقال لھم احیوا ماخلقتم. (ترجمہ) ''مصورین سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تخلیق کیا تھا اس کو زندہ کرو۔'' معلوم ہوا کہ حیات جاندار میں ہوتی ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مسلم (۲/۲۰۲) میں مذکور ہے:

جاء رجل إلی ابن عباس فقال إنی رجل أصور ھذہ الصور فأفتنی فیھا فقال لہ ادن منی فدنا منہ ثم قال ادن منی فدنا حتی وضع یدہ علی رأسہ وقال انبئک بما سمعت من رسول اللہ ﷺ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کل مصور فی النار یجعل لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فتعذبہ فی جھنم وقال إن کنت لا بدفاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس لہ......

(ترجمہ) ''ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں مصور ہوں اور یہ تصویریں بناتا ہوں اب آپ مجھ کو اس بارے میں فتوی دیں کہ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم میرے قریب ہو جاؤ وہ شخص قریب ہو گیا آپ نے پھر کہا کہ تم اور قریب ہو جاؤ یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا کہ میں تم کو وہ چیز بتاتا ہوں اس بارے میں جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر مصور جہنم میں ہوگا اور ہر اس تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی ہوگی ایک نفس بنا دیا جائے گا جو کہ جہنم میں اس کو عذاب دے گا اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تو تم پھر درختوں اور بے جان چیزوں کی تصویر بناؤ۔''

اسی طرح تصویر محرم کی تعریف میں (۲)۔ دوسری قید صنعت ہے (یعنی تصویر بنانا) جیسا کہ بخاری شریف (۱/ ۴۵۸) پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک جملہ یہ ہے: **وان من صنع الصور يعذب يوم القيامة** (ترجمہ) ''کہ جس نے صورتیں بنائیں قیامت میں اس کو عذاب دیا جائے گا'' یہ دو (۲) قیودات تو نصوص سے ثابت ہیں البتہ ایک (۳) تیسری قید کہ جاندار کی بنائی گئی تصویر محفوظ بھی ہو، یہ صنع الصور کے اشارے سے معلوم ہوتی ہے کہ جب تصویر بنائی جائے گی تو وہ محفوظ ہی ہوگی اگر نہیں بنائی جائے گی تو محفوظ ہونا تو دور کی بات وہ تصویر ہی نہیں ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تصویر کا محفوظ ہونا یہ قید بھی من صنع الصور کے اشارے سے معلوم ہوئی، اور اسی قید سے تصویر محرم اور آئینہ کے عکس کے درمیان فرق بھی واضح ہوا کہ آئینے کے عکس میں تصویر بنانا نہیں پایا جاتا بلکہ تصویر دیکھنا پایا جاتا ہے اور آئینے کا عکس ذو العکس کو محفوظ نہیں کرتا جبکہ تصویر میں ذو العکس کی شبیہ کو محفوظ کیا جاتا ہے چاہے قلم پنسل سے ہو، یا نیگیٹو سے ہو یا پھر برقی شعاعوں کے ذریعے ہو بلکہ

کیمرے کے ذریعے جو تصویر سازی کی جاتی ہے اس میں عموماً تصویر بنانے کی جگہ محفوظ (Save) کرنا پایا جاتا ہے یعنی تصویر بنتی ہی اس وقت ہے کہ جب اس کو بٹن دبا کے Save کرلیا جائے۔ اور یہی فرق فلم کیمرے یا ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر اور آئینہ کے عکس میں موجود ہے۔ چنانچہ

۱)۔ آئینہ میں انعکاس ہوتا ہے جبکہ کیمرے کے لینس میں انعطاف ہوتا ہے۔

۲)۔ آئینہ اپنے عکس کو اسکرین یا پردے پر منتقل نہیں کرسکتا جبکہ کیمرے کا لینس عکس کو اسکرین یا پردے پر منتقل کرسکتا ہے۔

۳)۔ تیسرا بڑا فرق یہ ہے کہ آئینہ میں صنعت نہیں ہے (یعنی تصویر بنانا) جبکہ کیمرے میں بٹن دبا کر تصویر بنانا پایا جاتا ہے۔

۴)۔ آئینہ میں عکس محفوظ نہیں ہو سکتا جبکہ کیمرہ چاہے سادہ ہو یا ڈیجیٹل ہر دو (۲) صورت میں عکس کو محفوظ کرلیتا ہے، اس لئے کیمرے کے لینس کو اور اس سے کھنچی ہوئی تصویر کو آئینہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے معلوم ہوا کہ نصوص سے تصویر کے محرم ہونے میں تین (۳) قیودات پائی جاتی ہیں۔

(۱)۔ جاندار کی تصویر۔

(۲)۔ تصویر کا بنانا (صنعت)۔

(۳)۔ صنعت کے اشارے سے تصویر کا محفوظ ہونا۔ (انتھی)

چنانچہ بعض اہل فتاویٰ نے کیمرے کی تصویر اور آئینے کے عکس میں جو فرق کیا ہے وہ احتفاظ کا ہے چنانچہ مفتی اعظم سعودیہ شیخ بن باز فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/۶۶۲، دارالمؤید) میں کیمرے کی تصویر حرام ہونے پر فتویٰ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

التصویر الشمسی للاحیاء من انسان او حیوان والاحتفاظ بهذه الصور حرام بل هو من الکبائر. (انتهی)

(ترجمہ) ''کیمرے سے کسی انسان یا کسی اور جاندار یعنی جانور وغیرہ کی تصویر

بنانا اوران تصویروں کو محفوظ کرنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔"

معلوم ہوا کہ اہل فتویٰ نے بھی تصویر محرم میں محفوظ ہونے کی قید لگائی ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ (۳۰۲/۸) میں فرماتے ہیں کہ تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ جو زیر نظر فتوے کے (صفحہ:۱۵) پر موجود ہے جس میں براہ راست اسکرین کے مناظر کو دیکھنے پر جواز کا قول موجود ہے اس میں حضرت فرماتے ہیں کہ ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں وہ دکھائی جارہی ہوں تو تصویر ہوگی۔ (انتھیٰ)

حضرت کا یہ قول کہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں، یہ بھی تصویر محرم کی تعریف میں قید احتفاظ پر دال ہے اور یہی تصویر کی پائیداری سے مراد ہے جو صنعت کی قید سے مستفاد ہے جہاں تک بعض اکابرین کا پائیداری کی تعریف میں رنگ وروغن اور مسالہ لگانے کی قید کا تعلق ہے بظاہر یہ قید اتفاقی معلوم ہوتی ہے جو بیاناً للواقع ہے کیونکہ جس وقت فلم کیمرہ ایجاد ہوا ہے اس وقت کیمرے سے کسی چیز کی تصویر بنانا بغیر نیگیٹو کے متصور ہی نہیں تھا۔ یہی ایک صورت تھی اور کیونکہ نیگیٹو میں صورت کا احتفاظ بغیر کیمیکل لگائے ممکن نہیں تھا اس لئے بعض اکابرین نے مسالہ اور کیمیکل کا بھی ذکر کردیا اس قید کے اتفاقی ہونے پر دلیل ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔

مذکورہ کلام سے اتنی بات واضح ہوگئی کہ احتفاظ جس طرح ہاتھ سے بنائی گئی تصویر میں موجود ہے اسی طرح سادہ کیمرے کے نیگیٹو اور ڈیجیٹل کیمرے کی ڈسک میں بھی موجود ہے، لہٰذا تصویر سازی کے مقاصد اور علل اور تعریفات کی بنا پر جو حکم فلم کیمرے کا ہے وہی حکم ڈیجیٹل کیمرے کا ہوگا البتہ یہ اشکال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ کیمرے کی سی ڈی یا چپ میں (0-1) زیرو ون تصویر نہیں ہے اسی طرح اسکرین اور پردے پر جو مناظر ظاہر ہورہے ہیں وہ اسکرین یا پردے پر محفوظ نہیں ہیں لہٰذا ان دونوں کی حرمت اگر تصویر ہونے کی وجہ سے

ہے تو یہ تصویر کی تعریف کے خلاف ہے اور اگر کسی اور وجہ سے ہے تو وہ محتاج دلیل ہے۔
اس اشکال کے دو جواب ہیں، ایک الزامی، دوسرا تحقیقی۔

(۱)......الزامی جواب

جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ مناظر تصویر نہیں ہیں ان کے نزدیک بھی سادہ کیمرے کی تصویر نیگیٹو میں بھی تصویر محرم کے حکم میں ہے، ان حضرات کے نزدیک اگر وجہ حرمت نیگیٹو میں تصویر کا محفوظ ہونا ہے تو یہی علت ڈیجیٹل کیمرے کی ڈسک میں تصویر کے محفوظ ہونے میں پائی جاتی ہے لہٰذا دونوں کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے اور اگر حرمت کی وجہ مسالہ لگا کر پائیدار کرنا ہے تو یہ محتاج دلیل ہے کیونکہ جن دو (۲) حضرات اکابرین کے قول کو اس بارے میں پیش کیا گیا ہے ان کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رنگ وروغن اور مسالے کی قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ امداد الاحکام (۳۸۴/۴) پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا فرق تو دونوں میں یہی ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائیدار نہیں ہوتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے پس وہ اسی وقت تک عکس ہے جب تک مسالہ سے اسے قائم نہ کیا جائے اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم اور پائیدار کرلیا جائے وہی تصویر بن جاتا ہے۔ (انتھی)

حضرت کے اس آخری جملے سے (اور جب اس کو کسی طریقے سے قائم اور پائیدار کرلیا جائے وہی تصویر بن جاتا ہے) معلوم ہوتا ہے کہ مسالے کی قید کے بعد حضرت نے عموم رکھا ہے کہ کسی طریقے سے قائم اور پائیدار بنایا جائے اس عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مسالے کے علاوہ کوئی اور صورت بھی تصویر کے قائم اور پائیدار ہونے کی وجود میں آسکتی ہے تو وہ بھی تصویر محرم کے حکم میں ہوگی، جیسا کہ زیر بحث مسئلے میں کیمرے کی ڈسک میں برقی شعاعوں کے ذریعے سے تصویر کو محفوظ کیا جاتا ہے اس احتمال کی بنا پر حضرت کی مسالہ

لگانے کی قید کو احترازی نہیں کہا جائیگا۔ اسی طرح مسالہ لگا کر پائیدار بنانے کی قید حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تصویر کے شرعی احکام" میں لگائی، یہ قید بھی اتفاقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آگے چل کے حضرت رحمہ اللہ نے سینما کے پردے پر ظاہر ہونے والے مناظر کو جو ناپائیدار شعاعوں کی صورت میں ہوتے ہیں ان کی حرمت کی وجہ تصویر ہونا قرار دیا ہے جس کا تفصیلی ذکر ہم اپنی بحث کے آخر میں کریں گے ہر دو (۲) اکابرین کے کلام سے یہ معلوم ہوا کہ یہ قید اس وقت کی موجودہ صورت کی وضاحت کیلئے لگائی گئی، کیونکہ کیمرے سے تصویر بنانے میں اس وقت اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت موجود ہی نہیں تھی۔

اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر آپ ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ (0-1) کو تصویر نہیں کہتے تو نیگیٹو پر محفوظ کیا گیا عکس جو کیمیکل کی سیاہ تہوں (layers) میں بالکل غیر مستبین ہوتا ہے اس کو تصویر محرم کہنا بھی فقہی اور شرعی لحاظ سے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نیگیٹو جب اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو اس پر تصویر کے استعمال کا کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ دھلائی سے پہلے پہلے نیگیٹو کی تصویر کو تصویر محرمہ نہیں کہا جائیگا تو یہ بجا ہوگا۔ کیونکہ حضرات فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی تصویر سر کٹی ہے تو وہ تصویر نہیں ہے چنانچہ علامہ کاشانی رحمہ اللہ بدائع الصنائع (۶/ ۵۰۵، دار الکتب العلمیہ) میں فرماتے ہیں:

ولو لم يكن لها رأس فلا بأس لانها لاتكون صورة بل تكون نقشا۔

(ترجمہ) "اور اگر تصویر کا سر نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ صورت نہیں بلکہ وہ تو نقش ہے۔"

اسی طرح محیط البرہانی (۷/ ۵۰۶، مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ) میں فرماتے ہیں: **واذا كان التمثال مقطوع الرأس فليس بتمثال ولا**

صورة. (ترجمہ) ''اور جب تصویر کا سر کٹا ہوا ہو تو وہ تصویر کے حکم میں نہیں۔''

اس سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ سرکٹی تصویر استعمال تصویر میں تصویر محرمہ کے حکم میں نہیں ہے البتہ سرکٹی تصویر کا بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس بارے میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ عبارات مرقومہ میں اگرچہ اس کی تصریح نہیں کہ سرکٹی تصویروں کا بنانا بھی جائز ہے۔ لیکن جس علت کی بنا پر ان کے استعمال کی اجازت دی ہے اور وہ علت خود حدیث میں موجود ہے اس کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی تصویر کا بنانا بھی جائز ہو۔ (انتھی) تصویر کے شرعی احکام (صفحہ:٧٦)

حضرت نے جس علت منصوصہ کا ذکر کیا ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جو ابوداؤد کے (٥٧٣/٢) پر مذکور ہے: **فمر براس التمثال الذی فی البیت یقطع فیصیر کھیاۃ الشجرۃ** یعنی آپ ان تصاویر کے سر کاٹنے کا حکم دیں جو گھر میں موجود ہیں۔ پس وہ درخت جیسی ہو جائیں گی حضرت نے اس سے استدلال کیا ہے کہ سر کاٹنے کے بعد جب وہ درخت جیسی ہو جائیں گی تو جس طرح درخت کی تصویر بنانا جائز ہے ویسے ہی سرکٹی تصویر بنانا جائز ہوگا۔

اسی طرح کتب فقہ وفتاویٰ میں جہاں سرکٹی (مقطوع الرأس) تصویر کا ذکر کیا ہے وہیں **ممحوۃ الراس** (سرمٹی) کو بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ (٥٨/١، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) پر فرماتے ہیں:

وان کانت مقطوع الرأس لا باس بہ وکذا لومحی وجہ الصورۃ فھو کقطع الرأس،

(ترجمہ) ''اور اگر سرکٹی تصویر ہو تو اسکے استعمال میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر تصویر کے چہرے کو مٹا دیا گیا ہو تو وہ بھی سرکٹی تصویر کی طرح ہے''

اسی طرح صاحبِ بحر، البحر الرائق میں (٥٠/٢) پر فرماتے ہیں:

(قولہ او مقطوع الرأس) ای سواء کان من الاصل او کان لهارأس ومحی.

(ترجمہ) ''صاحب بحر مصنف کے اس قول **او مقطوع الرأس** کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ برابر ہے کہ اس تصویر کا سرے سے سر ہی نہ ہو یا سر تو ہو لیکن بعد میں مٹا دیا گیا ہو دونوں صورتیں اس کے تحت داخل ہیں''

اسی طرح علامہ حصکفی رحمہ اللہ الدر المختار (۱/۶۴۸،۴۹) میں فرماتے ہیں:

(او مقطوعة الرأس او الوجه) او ممحوة عضو لاتعيش بدونه.

(ترجمہ) ''سر اور چہرے کٹی تصویر یا ایسی تصویر کہ اس کا کوئی ایسا عضو مٹا دیا گیا ہو کہ اسکے بغیر زندہ رہنا ممکن نہ ہو تو اس کا استعمال کرنا بھی جائز ہے''۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ جو حکم سر کٹی تصویر کا ہے وہی حکم سر مٹی ہوئی تصویر کا ہے کیونکہ علت منصوصہ (کهیاة الشجرة) (یعنی درختوں کی صورت کے مانند ہونا) دونوں میں مشترک ہے لہٰذا جس طرح سر کٹی تصویر کا بنانا جائز ہے اسی طرح ایسی تصویر جس کا سر یا کل وجود ہی مٹا ہوا ہو، اس کا بنانا بھی جائز ہوگا۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیگیٹو میں پہلی حالت میں تصویر کا جو عکس ہے وہ مٹی ہوئی تصویر کے حکم میں ہے کیونکہ نیگیٹو کی دھلائی سے پہلے کوئی صورت ایسی نہیں ہے کہ اس نیگیٹو کے اندر محفوظ عکس کو دیکھا جا سکتا ہو نہ لینس کے ذریعے نہ خوردبین کے ذریعے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے۔ دھلائی سے پہلے نیگیٹو کی حیثیت بالکل ایسی ہے جیسے تختہ سیاہ جس طرح سیاہ تختے کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنے اور دیگر استعمالات میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے بالکل اسی طرح دھلائی سے پہلے سیاہ نیگیٹو کی حالت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب تک تصویر نیگیٹو میں پہلی حالت میں موجود ہے اس کو شرعاً تصویر کہنا مشکل ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ پہلی حالت میں نیگیٹو کے سامنے نماز پڑھنا وغیرہ اس کا تعلق تصویر کے استعمال سے ہے اور کیونکہ تصویر نیگیٹو میں چھپی ہونے کی بنا پر ظاہر نہیں ہو رہی تو اس کا

استعمال جائز ہے جبکہ بنانا تصویر ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔اس لئے یہ کہنا کہ نیگیٹو پہلی حالت میں تصویر ہی نہیں ہے درست نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ تصویر کے استعمال کے احکامات تصویر بننے کے بعد متعلق ہوتے ہیں۔اور جمہور فقہاء کرام کے نزدیک اگر تصویر مقامِ تعظیم میں ہے تو اس کا استعمال حرام ہوتا ہے اور اگر مقامِ اہانت میں ہے تو اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔جبکہ تصویر نیگیٹو میں پہلی حالت میں ہوتی ہے جب بھی مقامِ تعظیم میں اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔اگر نیگیٹو میں تصویر حرام ہوتی تو مقامِ تعظیم میں اس کا استعمال حرام ہوتا۔اس سے معلوم ہوا کہ ابتداءً تصویر محرمہ کے احکامات اس نیگیٹو پر نہیں آ رہے۔نیز جب نیگیٹو اپنی دوسری حالت میں آتا ہے یعنی جب اس کی مخصوص طریقے سے دھلائی کر لی جاتی ہے تو اس وقت بھی وہ غیر مستبین ہوتا ہے بلکہ غیر مستبین سے بھی کچھ کم درجہ کا کیونکہ فقہاء کرام نے غیر مستبین تصویر کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ وہ اتنی چھوٹی ہو کہ اگر اس کو زمین پر رکھ دیا جائے تو کھڑے ہونے والے کو اس کے اعضاء صحیح طور پر نظر نہ آئیں، جیسا کہ فتاویٰ شامیہ (۱/ ۶۴۸) میں مرقوم ہے:

(او كانت صغيرةً) لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائما وهي على الارض ذكره الحلبي، (انتهى).

(ترجمہ) ''یا تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ صاف طور پر اس کے اعضاء دکھائی نہ دیتے ہوں کھڑے ہونے والے شخص کو اس حال میں کہ تصویر زمین پر ہو۔''

فقہاء کرام کی کی گئی غیر مستبین کی تعریف سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اتنی چھوٹی ہو کہ دور سے دکھائی نہ دے جبکہ نیگیٹو جب اپنی دوسری حالت میں آتا ہے تو وہ بھی اتنا دھندلا ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی یا لائٹ کے سامنے کر کے بھی ایک عام شخص یہ نہیں پہچان سکتا کہ یہ کس کی تصویر ہے چاہے وہ نیگیٹو اس کا اپنا کیوں نہ ہو، باقی اگر کوئی یہ کہے کہ اہل فن یا نظر کے تیز لوگ اس کو پہچان سکتے ہیں، تو بصد معذرت یہ عرض ہے کہ شریعت کے احکام اہل فن، علماء، عوام اور جہلاء سب کیلئے برابر ہیں۔چنانچہ اگر کوئی عامی شخص آ کر مفتی سے سوال کرتا ہے کہ

اگر چھوٹی تصویر نمازی کے سامنے موجود ہے تو اس کا کیا حکم ہے تو ہر صاحب علم یہی جواب دے گا کہ اگر زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر اس کے اعضاء دکھائی نہ دیں تو وہ غیر مستبین ہے یہ نہیں کہے گا کہ اہل فن کے نزدیک جو مستبین ہے اس کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں اور جو ان کے نزدیک غیر مستبین ہے اس کے سامنے نماز درست ہے۔ اگر اہل فن کی بات کو اس مسئلے میں مدار بنایا جائے گا تو پھر مستفتی کو اہل فن سے فتویٰ لینا ہوگا نہ کہ مفتی سے، شریعت نے تمام احکامات کو اتنا سہل رکھا ہے کہ ہر خاص وعام کیلئے ان پر عمل کرنا آسان ہو، یہی وجہ ہے کہ خاص طور پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ بعض تعریفات میں مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار کرتے ہیں تا کہ مسئلہ اس کیلئے آسان ہو جائے اس لئے انہی تعریفات کا اعتبار ہوگا جن کو شریعت نے ہر مکلّف پر آسان بنایا ہے۔ چنانچہ نیگیٹو دھلائی کے بعد کسی بھی شخص کو دکھایا جائے، دور رکھ کر تو دور کی بات ہے سورج کی روشنی میں بھی دیکھنے والا واضح طور پر اس کو نہیں پہچان سکتا۔ اور یہ بات مشاہدہ اور تجربہ سے کہی جارہی ہے لہٰذا نیگیٹو کے دونوں حالتوں میں غیر مستبین ہونے کا جو شخص بھی مشاہدہ کرنا چاہتا ہے اپنی قریبی فوٹو گرافر کی دکان پر جا کر کر سکتا ہے۔ نیز اگر اس نیگیٹو کو دھلائی کے بعد دیوار وغیرہ پر چسپاں کر دیا جائے یا کمرے وغیرہ میں روشنی کے بغیر دیکھا جائے تو یہ بالکل سیاہ ہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نیگیٹو چاہے اپنی پہلی حالت میں ہو یا دھلائی کے بعد دوسری حالت میں یہ **مقطوعة الرأس** (یعنی سرکٹی) اور **ممحوة الرأس** (یعنی سر مٹی) کے حکم میں ہے۔ نیز اس کی حالت اور سی ڈی میں (0-1) کی حالت بالکل یکساں ہے لیکن اس کے باوجود جمہور مفتیان کرام پاک وہند نیز ڈسک میں محفوظ تصویر کے جواز کے قائلین کے نزدیک بھی بالاتفاق نیگیٹو کی تصویر چاہے پہلی حالت میں ہو یا دوسری حالت میں ہر دو (۲) صورت میں تصویر محرم ہے جس کی وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتی کہ نیگیٹو میں جو عکس محفوظ ہو چکا ہے آگے چل کر وہ تصویر محرمہ ومستبینہ میں استعمال ہوگا بالکل یہی وجہ حرمت کیمرے کے ڈسک میں محفوظ (0-1) زیرو ون کی ہے چاہے ابھی آپ اس کو تصویر نہ بھی کہیں لیکن آگے

چل کر اس کا استعمال زید ہی کی صورت میں ہوگا، اگر آپ اس کو تصویر نہیں مانتے تو پھر نیگیٹو کی تصویر بھی تصویر محرم نہ ہوگی، جبکہ آپ کے نزدیک نیگیٹو کی تصویر ہر صورت میں حرام ہے۔

تسلیم کرنا پڑے گا کہ ڈسک کے اندر محفوظ تصویر بھی حرام ہونی چاہئے۔ ورنہ دونوں کے درمیان فرق قرآن وحدیث، آثار صحابہ، ائمہ مجتہدین، فقہاء متقدمین ومتاخرین کے بیان کردہ اصول وقواعد اور فقہی عبارات سے ثابت کرنا ہوگا۔ شریعت مطہرہ اہل فن کی تحقیقات کو تائید کا درجہ تو دیتی ہے لیکن دلیل شرعی (صرف اور صرف ادلۃ اربعۃ اور ان سے مستنبط کئے گئے وہ اصول وجزئیات ہیں جو ائمہ مجتہدین اور فقہاء امت نے واضح طور پر بیان کردیے ہیں) صرف یہی بن سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی دلیل دونوں کیمروں کی تصویر کے فرق میں موجود نہیں ہے (جیسا کہ زیر نظر فتوے میں سامنے نہ آسکی) تو پھر نیگیٹو کی تصویر کو تصویر کہنا اور ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کو تصویر نہ کہنا یہ تحکم (دعوی بلا دلیل) ہے۔[۴]

---

[۴] ناچیز کے اس دعویٰ پر بھی بعض حضرات نے اشکال کیا کہ نیگیٹو جب اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو فریق مخالف اس کو تصویر محرم مانتا بھی ہے یا نہیں؟ اشکال وجواب بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

اشکال:...... آپ نے لکھا ہے: ''جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ مناظر تصویر نہیں ہیں ان کے نزدیک بھی سادہ کیمرے کی تصویر نیگیٹو میں بھی تصویر محرم کے حکم میں ہے''

عرض ہے کہ نیگیٹو سے عرف میں وہ سیاہ نقش ہوتا ہے جو فوٹو کی ریل کو دھونے سے حاصل ہوتا ہے۔ دھونے سے پہلے عرف ورواج میں اس کو نیگیٹو نہیں کہتے۔ اور اگر بالفرض دونوں ہی کو نیگیٹو کہتے ہیں تو یہ طے کرنا ضروری ہے کہ فریق مخالف اس سے کونسا مراد لیتا ہے۔

دھونے سے قبل کے مرحلہ میں ریل یا نیگیٹو غیر مستبین ہوتا ہے اور نقش ممتاز نہیں ہوتا تو اس کو تصویر نہ کہنا معقول ہے جبکہ دھلنے کے بعد کے نیگیٹو میں نقش کے مستبین ہونے میں ہمیں تو کچھ اشکال نہیں، بہت مرتبہ کا مشاہدہ ہے۔

جواب:...... حضرت والا کا اشکال ناچیز کے جوابِ الزامی پر ہے کہ جب نیگیٹو اپنی پہلی حالت میں ہوتا ہے تو عرف میں اس کو تصویر نہیں کہتے۔ اور اگر تصویر ہونا ثابت بھی ہو جائے تو یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ فریق مخالف اس سے کون سا مراد لیتا ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ ناچیز نے الزامی جواب کا مدار قائلینِ جواز کی نیگیٹو کی تصویر کے حرام ہونے کی تعریف پر رکھا ہے۔ چنانچہ دارالعلوم کراچی کے تفصیلی فتوے صفحہ نمبر ۱۴، پر حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا یہ قول نقل کیا ہے ''فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت تک کہا جا سکتا ہے جب تک اس کو رنگ وروغن اور مسالے کے ذریعے قائم اور پائیدار نہ بنایا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنایا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی'' (تصویر کے شرعی احکام، صفحہ ۵۱)۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

(۲)...... تحقیقی جواب

اس اشکال کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ کسی بھی شے پر حلت وحرمت کے احکامات اس کے موردِ وجود میں آنے کے بعد متعلق ہوتے ہیں۔ آیا وہی احکامات اس شے کی اصل پر ابتداءً اور درمیانی مراحل میں بھی متعلق ہوتے ہیں یا نہیں۔ جیسے زیرِ نظر مسئلے میں کہ ایک ہے تصویر کی موردِ وجود میں آنے کے بعد کی صورت جب کاغذ پر پرنٹ کی گئی اور ایک صورت اس کی ابتدائی ہے جس وقت اس تصویر کو کیمرے کی ڈسک میں (0-1) کی شکل میں محفوظ کیا گیا تھا۔ یا اسی طرح سادے کیمرے کی تصویر کو سیاہ نیگیٹو کی صورت میں محفوظ کیا گیا تھا۔ کیا جو حکم تصویر کے پرنٹ میں آنے کے بعد کا ہے یعنی حرمت، وہی حکم (0-1) کی صورت میں ڈسک میں محفوظ ہونے کا بھی ہوگا۔ کتبِ فقہ میں بعض جزئیات ایسی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حالتوں میں حلت وحرمت کا حکم ایک ہی ہوگا جیسا کہ کتبِ فقہ میں ''کتاب الحج'' میں جنایاتِ احرام کی بحث میں یہ مسئلہ بیان کیا جاتا ہے کہ شکار کے پرندے کا انڈا اگر محرم توڑ دیتا ہے تو اس پر ضمان آئیگا، اور یہ مسئلہ اجماعی ہے چنانچہ علامہ زحیلی الفقہ الاسلامی وادلتہ (۳/۲۳۳۹) میں فرماتے ہیں کہ:

ولا خلاف فی ان ضمان غیر الحمام ونحوہ من الطیر ھو القیمۃ

ـــ نے نیگیٹو پر عکس کے پائیدار ہونے کی جو تعریف کی ہے وہ نیگیٹو کی پہلی حالت ہی میں ممکن ہے جبکہ اس کو رنگ وروغن اور مسالے کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہو۔ اس کے برخلاف نیگیٹو دھلائی کے بعد جب دوسری حالت میں آتا ہے تو اس کو اگر کیمرے میں لگا کر تصویر لی جائے تو وہ عکس (image) کو محفوظ کر ہی نہیں سکتا جبکہ عکس کو محفوظ کرنا تعریفِ تصویر میں شرط ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ فریقِ مخالف کے نزدیک نیگیٹو کی پہلی حالت ہی متعین ہے۔ جس میں تصویر غیر مستبین ہوتی ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قائلینِ جواز کے نزدیک پہلی حالت کے بعد جب نیگیٹو کی دھلائی ہو جائے تو وہ تصویر محرمہ ہوگی تو ان سے سوال کیا جائے گا کہ پہلی حالت میں اس کا کھینچنا حرام ہوگا یا جائز؟ بظاہر جواز تو کسی کے نزدیک بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر حرمت غیر مستبین عکس کے محفوظ ہونے کی وجہ سے ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہوگیا اور اگر سبب کی بنا پر ہے تو پھر سببیت کی بنا پر حرمت ثابت ہوگی۔

فی المکان الذی اتلفه فیه، وکذلک یضمن بیض الطیر بقیمة الطیر، لقول ابن عباس: "فی بیض النعام قیمته" وقال المالکیة: یجب فی الجنین وفی البیض عشر دیة الام (انتھی).

(ترجمہ) ''کوئی اختلاف نہیں ہے اس بارے میں کہ کبوتر کے علاوہ اور اس جیسے دیگر پرندوں میں ضمان وہ قیمت ہے اس جگہ کی جہاں اس کو تلف اور ہلاک کیا گیا ہو، اسی طرح پرندے کا انڈا توڑنے کی بناء پر پرندے کی قیمت کے ساتھ ضمان ادا کیا جائے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی بناء پر کہ انہوں نے فرمایا کہ شتر مرغ کے انڈے میں اس کی قیمت ہے اور مالکیہ فرماتے ہیں کہ جنین اور انڈے میں ماں کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حالت احرام میں شکار کے پرندے کا انڈا توڑ دیتا ہے تو اس پر ضمان آئیگا۔ جس کی علت قاضی خان رحمہ اللہ نے فتاویٰ قاضی خان (۳۶۹/۴) میں یہ بیان کی ہے: **لانه اصل الصید** (اس لئے کہ یہ انڈا پرندے کی اصل ہے) چونکہ یہ انڈا (شکار) جو زندہ پرندہ ہے اس کی اصل ہے اس لئے جو حکم چوزے کے پیدا ہونے کے بعد کا ہے (یعنی اس کا قتل حالت احرام میں حرام ہے) وہی حکم اس کی اصل یعنی انڈے کا ہوگا کہ اس کا توڑنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ حالانکہ پیدا ہونے کے بعد کی صورت اور انڈے کی صورت میں کوئی مناسبت نہیں ہے بلکہ انڈے کو کوئی چوزہ نہیں کہتا (جیسے 1-0 کو کوئی تصویر نہیں کہتا) کیونکہ انڈے میں سفیدی اور زردی ہوتی ہے، جو بے جان ہے اور پیدا ہونے کے بعد چوزے کی خوب صورت شکل ہوتی ہے جو جاندار ہے لیکن اس کے باوجود حدیث پاک میں انڈے کے توڑنے پر جنایت کا حکم لگایا گیا ہے، کیونکہ انڈا اگرچہ بے جان ہے اور نہ ہی چوزے کی صورت اس میں پائی جاتی ہے لیکن یہ چوزے کے وجود کا اصل ہے اگر انڈا نہ ہوتا تو چوزہ مورد وجود میں آ ہی نہیں سکتا، اس سے معلوم ہوا کہ مورد وجود میں آنے کے بعد کسی شے کے ساتھ جو احکامات متعلق ہوتے ہیں وہی حکم اس کی اصل کے ساتھ ابتداءً بھی متعلق

ہوتا ہے۔لہٰذا زیرِنظر مسئلے میں بھی پرنٹر پر مثلاً زید کی تصویر آنے کی اصل جب وہی (1-0) زیرو ون ہے جو زید کی تصویر کھینچتے وقت کیمرے کی ڈسک کے اندر محفوظ ہوا تھا تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو پرنٹ پر نکلنے کے بعد زید کی تصویر کا ہے یعنی حرمت۔

اسی طرح بعض دیگر فقہاء کرام نے جن میں قاضی خان رحمہ اللہ شامل ہیں اس جزیہ متفق علیہا کو مقیس علیہ بناتے ہوئے مسئلہ اسقاط حمل کو اس پر قیاس کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر بچے کو ولادت کے بعد قتل کیا جائے تو یہ نفس زکیہ کا قتل ہوگا جس پر قصاص و دیت کے احکامات نافذ ہوں گے اسی طرح اگر بچے کا ولادت سے پہلے اسقاط کر دیا جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ یا تو اسقاط حمل روح پڑنے کے بعد ہوگا جس کی مدت عموماً چار (۴) ماہ ہوتی ہے اور یا روح پڑنے سے پہلے جس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اعضاء کے مکمل ہونے کے بعد یا (۲) اعضاء کے مکمل ہونے سے پہلے۔

اگر اسقاطِ حمل روح پڑنے کے بعد کیا گیا ہے تو اس صورت میں یہ بھی قتل کے حکم میں ہوگا۔ اور قاتل پر غرہ کا ضمان آئے گا، اور اگر یہ اسقاط روح پڑنے سے پہلے کیا گیا ہے۔ تو اس صورت میں اگرچہ اس پر دیت وغیرہ کے احکامات نہیں آئیں گے لیکن ہوگا یہ بھی حرام، چاہے بعض صورتوں کا گناہ بعض سے کم ہو، جیسا کہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ احیاء علوم الدین (۲/۷۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں فرماتے ہیں: **واوّل مراتب الوجود ان تقع النطفة فی الرحم وتختلط بماء المرأة وتستعد لقبول الحیاة وافساد ذلک جنایة، فان صارت مضغة وعلقة کانت الجنایة افحش وان نفخ فیه الروح واستوت الخلقة ازدادت الجنایة تفاحشا ومنتهی التفاحش فی الجنایة بعد الانفصال حیًا (انتهی).** یعنی بالکل ابتدائی مراحل میں اسقاط گناہ ہے پھر اگر خون کا لوتھڑا ہونے کے بعد اسقاط کر لیتا ہے تو اس کا گناہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر روح پڑنے کے بعد کوئی یہ حرکت کرتا ہے تو اس کا گناہ پہلے دونوں کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوگا اور گناہ کی انتہا یہ ہے کہ کوئی پیدا ہونے کے بعد زندہ کو قتل

کرے۔

امام غزالی رحمہ اللہ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنایات میں تفاوت ہے لیکن حرمت میں سب برابر ہیں روح پڑنے سے پہلے چاہے اعضاء مکمل ہوئے ہوں یا نہیں، ہر دوصورت میں اس کی حرمت کو قاضی خان رحمہ اللہ نے مسئلہ کسر بیض صید کی حرمت پر قیاس کیا ہے، چنانچہ فتاویٰ قاضی خان (۴/۳۶۹، بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ) پر فرماتے ہیں:

قال ولا اقول به فان المحرم اذا كسر بيض الصيد يكون ضامنا لانه اصل الصيد فلما كان مؤاخذا بالجزاء ثمه، فلا اقل من ان يلحقها اثم ههنا اذا اسقطت بغير عذر الاانهالا تأثم اثم القتل (انتهى).

روح پڑنے سے پہلے مسئلہ اسقاط کی حرمت کو محرم کے انڈا توڑنے کی حرمت پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محرم پر ضمان اصل صید کے توڑنے کی بنا پر آرہا ہے پھر جب مقیس علیہ میں (جو بے جان ہے پھر حیوان ہے، از راقم) انڈا توڑنے پر ضمان آرہا ہے تو کم از کم مقیس (اسقاط حمل قبل نفخ الروح) میں گناہ تو ہونا چاہئے جبکہ یہ اسقاط بغیر عذر شدید کے ہو، ہاں اتنا ہے کہ جان پڑنے کے بعد قتل کرنے کا جو گناہ ہے یہ گناہ اس سے کم ہوگا لیکن ہوگا گناہ۔

اسی طرح اس قیاس کو صاحبِ بحر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (البحر الرائق، ۳/۳۴۹) میں راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وينبغي الاعتماد عليه لان له اصلا صحيحا يقاس عليه (ترجمہ)
''اور مناسب ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے کیونکہ اس کی اصل صحیح ہے جس پر قیاس کیا جاسکتا ہے''

قاضی خانؒ نے قیاس کی جو علت پیش کی ہے علامہ شامیؒ نے فقیہ علی ابن موسیٰ سے بھی اسی علت کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی (۳/۱۷۶) میں فرماتے ہیں: **وكان الفقيه علي ابن موسىٰ يقول انه يكره فان الماء بعد ماوقع في الرحم مآله**

الحیاۃ فیکون له حکم الحیاۃ کمافی بیضة صید الحرم. یعنی نطفے کے رحم میں آنے کے بعد انجام کار اس کا حیاۃ ہے لہٰذا اس وقت بھی زندہ ہی کے حکم میں ہوگا۔ اس کے بعد علامہ شامیؒ اگلی سطر پر ابن وہبان کا قول فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:
قال ابن وهبان فاباحة الاسقاط محمولة علی حالة العذر او انها لا تأثم اثم القتل. یعنی اسقاط کی اباحت جو بعض حضرات نے بیان کی ہے حالت عذر پر محمول ہوگی یا گناہ میں کمی پر کہ قتل والے گناہ کے برابر نہیں ہوگی، نیز علامہ شامی قاضی خان کے قیاس کی ترجیح کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں: وان قاضی خان مسبوق بمامر من التفقه. (۱۷٦/۳) (ترجمہ) ''بیشک قاضی خان گزرے ہوئے مسئلہ میں تفقہ کی بناء پر سبقت لے گئے۔''

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ (۲۰۳/۴) پر اسی سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: روایات مرقومہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر تحقیق فن سے حمل میں جان پڑنا محتمل ہو، تب تو مطلقاً حمل گرانا حرام اور موجب قتل نفس زکیہ ہے اور اگر جان نہیں پڑی سو اگر کوئی عذر صحیح ہوتا تو اسقاط جائز تھا لیکن چونکہ کوئی عذر نہیں ہے اور یہ امر کہ نفس نہیں گوارا کرتا کہ پہلی کے اولاد نہ ہو، اور دوسری کے ہو جائے یہ شرعاً عذر مقبول نہیں لہٰذا یہ فعل ناجائز ہوگا گو قتل کا سا گناہ نہیں مگر خود یہ فعل بھی معصیت ہے اور آئندہ کیلئے حمل قرار نہ پانے کی تدبیر کرنا بھی بلا عذر مذموم ہے مگر وہ ملامت میں کم ہے۔

خلاصہ یہ کہ سب میں اشد حمل حی کا اسقاط اور اس سے کم حمل غیر حی کا اسقاط اور اس سے کم مانع حمل کا استعمال، البتہ عذر مقبول سے دو امر آخر کے جائز ہیں۔ اور امر اوّل ہر حال میں حرام اور مسئلہ ثانیہ میں چونکہ عذر صحیح ہے اس لئے مانع حمل دوا کھانا جائز ہے۔ (انتھی)

مذکورہ بالا تمام عبارات فقہیہ سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح جاندار بچے کا قتل حرام ہے اسی طرح استقرار حمل (حمل کے محفوظ ہونے) کے بعد بھی اس کی تمام صورتیں حرام ہوں

گی اور جان پڑنے سے پہلے بھی بغیر ضرورت شدیدہ کے اسقاط جائز نہیں ہوگا۔ مسئلہ اسقاط میں بھی بچے کی ولادت کے بعد کی صورت اور استقرار حمل سے پیدائش تک کی صورتیں دونوں میں کوئی مناسبت موجود نہیں ہے پیدا ہونے کے بعد بچہ جاندار انسان کہلاتا ہے جبکہ رحم میں ابتداءً ناپاک نطفہ پھر گوشت کا لوتھڑا، پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ اس کے بعد بھی جان پڑنے کے باوجود ماں کے رحم کی تاریکیوں میں اس کے وجود کو نہ کوئی دیکھ سکتا ہے نہ اس کی اصل شبیہ کو کوئی واضح طور پر دکھا سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جو حکم حرمت کا پیدائش کے بعد قتل کا ہے وہی حکم استقرار حمل کے بعد کی صورتوں کا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مسئلے میں بھی جو حکم تصویر کے پرنٹ پر آنے کے بعد کا ہے وہی حکم ڈسک میں محفوظ (0-1) زیرو ون کا ہے یعنی جس طرح کاغذ پر اترنے کے بعد یہ تصویر حرام ہے اسی طرح جس وقت اس کے اصل کو کیمرے کی ڈسک میں محفوظ کیا جا رہا ہو تو عملاً اس کا حکم بھی تصویر محرم کا ہوگا، چاہے محفوظ ہونے والی زید کی شکل ابتداءً (0-1) کی شکل میں کیوں نہ ہو، جیسے انڈے اور چوزے اور خون کے لوتھڑے اور جاندار انسان کے درمیان صورۃً کوئی مشابہت نہیں ہے لیکن حرمت میں دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

لہٰذا مذکورہ نصوصِ فقہیہ سے ثابت ہوا کہ ڈسک میں کیمرے کے اندر جو تصاویر محفوظ کی جاتی ہیں ان کا کسی بھی شکل میں محفوظ کرنا تصویر محرم کے حکم میں ہوگا۔

عین حرام کے ذرائع اور اسباب بھی حرام ہیں

اسی طرح شریعت اسلامیہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جس طرح کسی بھی معاصی کا عین حرام ہے بالکل اسی طرح اس تک پہنچنے کے تمام ذرائع حرام کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ احکام القرآن (۳/۴۷۸) پر فرماتے ہیں:

ولهذه العناية الالهية جاءت فى شريعتنا السمحة البيضاء احكام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده من المعاصى،

كـمـاتـرى انـه لما حرمت الخمر حرم بيعها وشرائها الذى هو ذريعة الى هـذه الـمـعصية وكذالك لما كان الشرك ظلماً عـظيـمـاً واثـمـاً غيـر مغفور حرمت الشريعة ما كان ذريعة الى الشرك،منها التصوير صنعته واستعماله.

(ترجمہ) ''ہماری شریعت مطہرہ میں اللہ رب العزت نے بڑے بڑے فساد اور گناہوں کے ذرائع واسباب کے سدباب کیلئے بھی احکام نازل کیۓ جیسا کہ تم جانتے ہو جب خمر (شراب) کو حرام کیا تو اس کی خرید وفروخت بھی حرام کردی کیونکہ اس تک پہنچنے کا یہ ہی ذریعہ ہے اسی طرح جب شرک اتنا بڑا ظلم اور گناہ ہے کہ وہ معاف بھی نہیں کیا جاۓ گا تو شریعت نے شرک تک پہنچنے والے ذریعہ کو بھی حرام قرار دیا اور انہی ذرائع میں سے تصویر کا بنانا اور اس کا استعمال بھی ہے۔''

اسی طرح سدِ ذرائع کی طرف اشارہ کرتے ہوۓ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَـقْـرَبُـوْا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً (الاسراء: ۳۲)، (ترجمہ) ''اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ یہ تو بے حیائی اور بہت ہی برا کام ہے'' اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب نہ جاؤ۔ حضرات اہل علم اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں زنا کے فعل کے ساتھ ساتھ ان تمام ذرائع اور اسباب کی حرمت کا بھی ذکر ہے جو زنا کے فعل کو کرنے کا سبب اور ذریعہ بنتے ہیں چنانچہ تفسیر مظہری (۴۳۶/۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں صراحتاً مذکور ہے:

وَلَا تَـقْـرَبُـوْا الزِّنٰى اى لاتـأتـوا بـدواعيها من العزم عليه او على بـعـض مـقـدماتها فضلا ان تباشروه اِنَّهٗ اى الزنى كَانَ فَاحِشَةً فعلة ظاهرة القبح زائدته......الخ.

(ترجمہ) ''اور تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی تم اسبابِ زنا کو بھی مت

اختیار کرنا اس پر عزم اور ارادہ کرتے ہوئے یا بعض مقدمات یعنی بوس و کنار وغیرہ چہ جائے کہ تم مباشرت یعنی زنا کرو اور یہ تو بہت ہی قبیح فعل ہے؟"

اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے:

وفی سنن ابی داؤد (۱/۲۹۲): ....قال ابو هريرة عن النبی ﷺ ان الله كتب علی ابن آدم حظه من الزنا ادرک ذالک لا محالة فزنا العينين النظر وزنا اللسان المنطق والنفس تمنی وتشتهی والفرج يصدق ذالک ويكذبه.

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے کہ وہ اس کو یقینی طور پر پاتا ہے پس آنکھوں کا زنا وہ دیکھنا ہے، زبان کا زنا وہ بولنا ہے اور نفس (دل) اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔"

وفيه ايضاً (۱/۲۹۲): عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال لكل ابن آدم حظه من الزنا بهذه القصة قال واليدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشی والفم يزنی فزناه القبل (انتهی).

(ترجمہ) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بنی آدم کیلئے زنا میں سے ایک حصہ ہے فرمایا ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان دونوں کا زنا پکڑنا ہے، دونوں پیر بھی زنا کرتے ہیں اور ان دونوں کا زنا چل کر جانا ہے اور منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ ہے۔"

معلوم ہوا کہ نامحرم کو صرف دیکھنا یا اس کو پکڑ لینا یا اس تک چل کر جانا یہ فعل زنا تو نہیں

ہے لیکن پھر بھی حرام ہے کیونکہ یہ زنا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

اسی طرح شراب حرام ہے جس کی علت نشہ ہے اگر کوئی شخص ایک قطرہ بھی شراب کا پیتا ہے تو اس کا یہ فعل حرام ہوگا حالانکہ ایک قطرہ شراب پینے سے نشہ نہیں آتا لیکن اس کے باوجود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (سنن ابی داؤد، ۲/۵۱۸، المیزان)** ۔ ''جس چیز کا کثیر نشہ لانے والا ہو تو اس کا قلیل بھی حرام ہے'' کیوں؟ اس لئے کہ قطرہ پینا یہ کثرتِ شراب نوشی کا سبب بنے گا کیونکہ ابتداء میں ایک قطرہ ہی پیا جاتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے انسان پکا شرابی بن جاتا ہے۔ چنانچہ صاحب معالم السنن امام ابوسلیمان بن محمد الخطابی، معالم السنن (۴/۲۴۶، مکتبہ دار الکتب العلمیہ) میں حدیث مذکورہ کے تحت فرماتے ہیں:

قال الشیخ ھذا اوضح البیان ان الحرمة شاملة لاجزاء المسکر وان قلیله ککثیره فی الحرمة والاسکار فی ھذا الحدیث وان کان مضافا الی کثیره فان قلیله مسکر علی سبیل التعاون...... الخ. انتھی

(ترجمہ) ''شیخ نے فرمایا ہے کہ یہ تو بالکل واضح بات ہے کہ حرمت وہ تو صرف نشہ لانے والے اجزاء کو شامل ہے اور حرمت میں اس کا تھوڑا سا حصہ بھی اس کے کثیر کے مانند ہے اور حدیث میں جو نشہ کا بیان ہے اگرچہ اس کی نسبت تو کثیر ہی کی طرف ہے لیکن اس کا قلیل نشہ لانے میں معاون ہے اس لئے وہ بھی حرام ہے۔''

وفیه ایضاً (۴/۲۴۷): قال الشیخ المفتر کل شراب یورث الفتور والخدر فی الأطراف وھو مقدمة السکر نھی عن شربه لئلایکون ذریعة الی السکر، واللہ اعلم (انتھی).

(ترجمہ) ''شیخ نے فرمایا ہے کہ مفتر ہر وہ شراب ہے جو کہ انسان کے بدن میں

کمزوری اور سستی وکاہلی کو پیدا کرے اور یہی نشہ کا مقدمہ یعنی ابتداء ہے اسی وجہ سے اس کے پینے سے منع فرمایا ہے تا کہ وہ نشہ کا ذریعہ نہ بنے۔''

معلوم ہوا کہ شراب کا ایک قطرہ جس میں نشہ نہیں ہے وہ سبب نشے کی بنا پر حرام ہو رہا ہے۔ اسی طرح شراب، شراب بننے سے پہلے جن مراحل سے اس کو گزارا جاتا ہے، جن برتنوں اور مٹکوں میں شراب بنائی جاتی ہے اور پھر اس میں شراب کا مٹیریل یا اجزاء ڈالے جاتے ہیں۔ پھر خاص طریقے سے بند کر کے مخصوص ایام کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک عرصہ بعد وہ بدبودار نشے کی حالت اختیار کرتی ہے۔ شریعت میں یہ آخری صورت خمر کی ہے جو حرام ہے لیکن جس شخص نے شراب کے مٹکے کو دھویا، جس نے شراب کے مٹیریل (جو پاک انگور یا دیگر اشیاء) کو اس میں ڈالا، اور جس شخص نے ان مٹکوں کو خاص مقام پر رکھا، کیا یہ فعل جائز ہوگا۔ اگرچہ ان تمام مراحل میں کوئی وجہ حرمت نہیں ہے، لیکن شریعت میں ان سب کا فعل حرام ہے، کیوں؟

صرف اس لئے کہ ان کے اس عمل سے شراب بن رہی ہے جو حرام اور نجس ہے۔ یہ ذریعہ بن رہے ہیں اس شراب کے (جو حرام ہے) وجود میں آنے کا۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

وفی کنز العمال (۵/۳۶۶): ۱۳۲۵۷۔ (عن ابن عمر) لعن اللہ الخمر وعاصرها وشاربها وساقيها و بائعها ومبتاعها وحاملها والمحمولة اليه و آكل ثمنها. (الحديث، انتهى)

(ترجمہ) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے خمر (شراب) پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کی طرف اٹھا کر لے کر گیا ہے اس پر اور اس کی آمدنی سے کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

وفي كنز العمال(٥/٣٦٦): (وعن ابن مسعود) لعنت الخمر علی عشرة اوجه لعنت الخمر بعينها وشاربها وساقيها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة اليه وبائعها ومبتاعها وآكل ثمنها. (الحديث) (انتهی)

(ترجمہ) ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب پر دس وجھوں سے لعنت فرمائی گئی ہے، شراب پر لعنت فرمائی اس کے عین کی وجہ سے اس کے پینے اور پلانے والے کی وجہ سے اس کے بنانے اور بنوانے والے کی وجہ سے اور اس کے اٹھانے اور جس کی طرف اٹھا کر لے کر گیا ہے کی وجہ سے اور اس کے بیچنے اور خریدنے والے کی وجہ سے اور اس کی آمدنی سے کھانے والے کی وجہ سے۔''

معلوم ہوا کہ شراب بننے سے پہلے ابتدائی مراحل میں جو حرمتیں آ رہی ہیں وہ سبب کی بنا پر ہیں۔ (انتھی)

اسی طرح زیر نظر تصویر کے مسئلے کو دیکھا جائے تو اصل میں جاندار کی تصویر کی حرمت سبب شرک کی بنا پر ہے جس طرح شرک حرام ہے ایسے ہی اس کا سبب تصویر بھی حرام ہے پھر تصویر محرم تک پہنچنے والے اسباب مذکورہ اصول کی بنا پر حرام ہونے چاہئیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تصویر تو سبب شرک کی بنا پر حرام ہے لیکن تصویر بننے تک جو اسباب ہیں، ذرائع ہیں، آلات ہیں، ان میں فرق کیا جائے، فلاں ذریعہ حرام ہے اور فلاں ذریعہ تصویر ہی نہیں۔ یہ فرق تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص فطری طور پر زنا اور ٹیسٹ ٹیوب کے درمیان کرے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اجنبیہ کنواری عورت سے زنا کرتا ہے اور بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ فعل بھی زنا (حرام) ہوگا اور پیدا ہونے والا بچہ بھی ولد الزنا ہوگا۔ اب اگر کوئی شخص کنواری اجنبی عورت کے رحم میں اپنا نطفہ ٹیوب وغیرہ سے داخل کر دے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو شریعت میں یہ فعل بھی حکماً زنا ہوگا اور پیدا ہونے والا بچہ بھی ولد الزنا ہوگا جیسے پہلی

صورت میں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی مذکورہ صورت کی حرمت کا جواب دیتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین اعظمی نور اللہ مرقدہ، نظام الفتاویٰ (۱/۳۳۹، مکتبہ رحمانیہ لاہور) پر فرماتے ہیں:

اس عمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ کس کا کہلائے گا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اگر بے شوہر والی ہے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسی عورت کا کہلائے گا جس کے شکم سے وہ بچہ پیدا ہوا۔ بالکل اسی طرح جس طرح طوائف جس کے پاس متعدد مرد آ کر زنا کر جاتے ہیں اور اس سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بچہ ان زنا کرنے والے مردوں میں سے کسی کا شمار نہیں ہوتا بلکہ اسی رنڈی کا شمار ہوتا ہے جس کے پیٹ سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے، جس کو شریعت کی اصطلاح میں منسوب الی امہ کہا جاتا ہے اور صحیح النسب نہیں کہا جاتا۔ (انتھی)

اسی طرح مفتی عبدالسلام چاٹگامی مدظلہ، جواہر الفتاویٰ (۱/۲۳۲، اسلامی کتب خانہ کراچی) میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں (جس کی تصحیح حضرت مفتی اعظم پاکستان ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے):

لیکن وہ دوسری عورت اگر بے شوہر عورت ہے پھر بھی اجنبی مرد جس کے جرثومے سے بچہ پیدا ہوا ہے اس سے نسب ثابت نہ ہوگا بلکہ عورت ہی سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا یعنی بچہ کی نسبت عورت کی طرف کی جائے گی اور اجنبی مرد کی منی کا داخل کرنا چونکہ زنا کے حکم میں ہے اس لئے زنا سے نسب کا ثبوت نہیں ہوگا، اس کی قانونی حیثیت ولدالزنا ہوگی۔ (انتھی)

اگر کوئی شخص دونوں صورتوں میں فرق کرے کہ بچہ کا ولدالزنا ہونا تو تسلیم ہے لیکن ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ مادہ کا رحم میں محفوظ کرنا اس کو حکماً زنا (حرام) کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ زنا ایک خاص فعل ہے جس میں کوئی شخص نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنی خواہش کو ناجائز طور پر پورا کرتا ہے، جبکہ ٹیسٹ ٹیوب میں زنا کی صورت ہی نہیں پائی جا رہی اسلئے اس کو زنا نہیں کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اس صورت میں ایسے شخص پر حد بھی جاری نہیں ہوتی بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں عملاً زنا موجود ہے اور اس پر حد بھی جاری ہوتی

ہے، بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص جاندار کی تصویر چاہے سادہ کیمرے میں بنائے یا ڈیجیٹل کیمرے میں، جس وقت اس تصویر کو کاغذ پر نکالا جائے گا اس وقت تو تصویر محرم ہوگی اسی طرح جب اس کو ابتداءً نیگیٹو پر محفوظ کیا جائے گا اس وقت یہ فعل بھی تصویر سازی ہوگا کیونکہ عملاً زید کا عکس نیگیٹو میں محفوظ ہو رہا ہے۔ جیسے عملاً زنا کی صورت میں جبکہ ڈیجیٹل کیمرے میں زید کا عکس (0-1) کی شکل میں محفوظ کرنے کے عمل کو تصویر سازی نہ کہا جائے گا کیونکہ یہاں عمل تصویر (زید کا بعینہٖ عکس) نہیں پایا گیا اس لئے ڈیجیٹل کیمرے کا ابتدائی مرحلہ تصویر سازی نہ ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہوگا بلکہ جائز ہوگا۔

ایسے شخص کی اس منطق کا یہی جواب دیا جائے گا کہ جب دونوں صورتوں میں بچہ غیر ثابت النسب پیدا ہو رہا ہے تو ہر صورت میں اس فعل کو زنا ہی کہا جائے گا کیونکہ دونوں صورتیں ولد الزنا کے وجود کا ذریعہ وسبب بن رہی ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ولد الزنا کا ایک ذریعہ تو حرام ہو اور دوسرا جائز۔ بالکل اسی طرح اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کرلیں کہ نیگیٹو میں عکس زید کی صورت کا عین ہے اور چپ میں (0-1) کی شکل میں ہے اور عینِ عکس یہ عملاً تصویر سازی ہے جبکہ (0-1) (بعینہٖ عکس نہ ہونے کی وجہ سے) تصویر سازی نہیں ہے۔ جبکہ کاغذ پر آنے کے بعد دونوں تصویر محرم ہیں۔ تو یہ بھی وہی منطق ہوگی جو زنا اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے فرق میں گزر چکی اور اس کا بھی یہی جواب ہوگا کہ جب کاغذ پر آنے کے بعد زید کی تصویر دونوں صورتوں میں چاہے نیگیٹو سے لی جائے یا (0-1) سے، ہر دو صورت حرام ہے، تو جب دونوں ہی ذرائع اس کے کاغذ پر آنے کا سبب بن رہے ہیں جو حرام ہے، تو یہ ذرائع بھی حرام ہوں گے۔ جیسے ولد الزنا کے وجود کا کوئی ذریعہ جائز نہیں ہے ایسے ہی تصویر محرم کا بھی کوئی ذریعہ جائز نہیں ہوسکتا۔ اور دونوں مسئلوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ زنا اگر عملاً ہے تو زانی حرام نطفہ کا استقرار واحتفاظ رحم میں کر رہا ہے جو ولد الزنا کا اصل ہے۔ بالکل اسی طرح ٹیوب کے ذریعہ اپنا مادہ منویہ داخل کرنے والا بھی نطفہ کو رحم میں ٹھہرا رہا ہے جو ولد الزنا کی اصل ہے، اگرچہ دونوں صورتوں میں نطفہ جو ولد الزنا کی اصل ہے صورتاً ولد الزنا نہیں

ہے کما تقدم بالکل یہی معاملہ سادہ اور ڈیجیٹل کیمرے میں زید کے عکس کو محفوظ کرنے کا ہے کہ نیگیٹو پر زید کا عکس جو اس کی اصل ہے، اصل صورت ہی میں محفوظ ہو جاتا ہے، یہ حرمت میں زنا کے نطفہ (جو اصل ہونے کے باوجود ولد الزنا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا) کے مقابلہ میں زیادہ ہے کیونکہ اس میں زید کی اصل صورت محفوظ ہے جبکہ ڈیجیٹل کیمرے میں زید کی اصل (1-0) کی صورت میں محفوظ ہو رہی ہے تو اس کی مشابہت نطفہ کے ساتھ علی وجہ الکمال ہے کہ نطفہ ولد الزنا کے وجود کا سبب ہے اور (1-0) کا نقطہ زید کی تصویر محرم کا سبب ہے اور دونوں یعنی نطفہ اور نقطہ ولد الزنا اور زید سے کوئی صورتاً مشابہت نہیں رکھتے۔ تو جس طرح نطفہ کا استقرار و احتفاظ دونوں صورتوں (عملِ زنا، ٹیسٹ ٹیوب) میں حرام ہے بالکل اسی طرح زید کی صورت کا احتفاظ چاہے نیگیٹو میں بعینہٖ عکس کو محفوظ کرکے ہو یا ڈیجیٹل کیمرے میں (1-0) کی شکل میں، ہر دو صورتیں حرام ہوں گی۔ کیونکہ دونوں تصویر محرم کے وجود کا ذریعہ ہیں۔ ؂۵

؂۵ بندہ کی اس تحریر پر بھی بعض حضرات نے اشکال کیا ہے جس کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

اشکال:...... اس بارے میں عرض ہے کہ خود سبب کو مسبب نہیں کہا جاتا۔ جس طرح انڈے کو پرندہ نہیں کہہ سکتے اسی طرح ڈسک میں محفوظ شعاعوں کو تصویر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں حکم دونوں کا ایک ہو سکتا ہے یعنی جاندار کی تصویر بنانا اور اس کی سی ڈی بنانا دونوں حرام ہیں۔ لیکن یہ دلیل اس وقت مفید ہو گی جب سی ڈی سے سکرین پر نظر آنے والے نقش کو فریق مخالف تصویر مانتا ہو جبکہ وہ اس کو تصویر ہی نہیں مانتا۔

جواب:...... حضرت والا نے اشکال کیا ہے کہ خصم مسبب کو تصویر نہیں مانتا اس لئے زیرو ون (1-0) کے اسکرین پر زید کی تصویر کے آنے کا سبب ہونے کی وجہ سے حرمت پر استدلال درست نہیں ہو گا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ قائلین جواز اسکرین کے مناظر کو تصویر نہیں مانتے لیکن پرنٹ پر آنے کے بعد اس کو تصویر مانتے ہیں۔ اور پرنٹ تک تصویر کے آنے کے دو سبب ہیں ایک قریب دوسرا بعید۔ سبب بعید زیرو ون (1-0) ہے اور سبب قریب اسکرین کا منظر ہے۔ نیز اسکرین پر آنے کا سبب زیرو ون (1-0) ہے۔ اب چاہے خصم زیرو ون (1-0) کے مسبب کو نہ بھی مانے لیکن وہ اسکرین کے مسبب (پرنٹ پر آنے کے بعد) کو تو تصویر تسلیم کرتا ہے۔ نیز اسکرین پرنٹ پر آنے کا سبب اس طور پر ہے کہ بغیر اسکرین پر آئے زیرو ون (1-0) بصورت زید پرنٹ پر آ نہیں سکتا۔ لہٰذا جب خصم نے اسکرین کے مسبب تصویر کو تسلیم کر لیا تو جس طرح مسبب حرام ہے اسی طرح سبب (اسکرین کے مناظر) بھی حرام ہوں گے۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تصویر میں تو محفوظ کرنے کے بعد حرمت آرہی ہے جبکہ زنا کی صورت میں نفس فعل پر حرمت آرہی ہے، کیونکہ فعل زنا سے نطفہ کا استقرار یقینی نہیں ہے اس لئے یا تو فعل زنا حرام نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ (ولد الزنا کا سبب ہونا) مشکوک ہے اور یا پھر تصویر میں بھی بغیر محفوظ کئے مناظر (براہِ راست) حرام ہونے چاہئیں۔ جیسے نفس فعل زنا حرام ہے، چاہے استقرار و احتفاظ ہو یا نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ زنا چاہے کسی صورت میں ہو وہ ولد الزنا کے وجود کا سبب ہے اور فعل زنا میں اصل علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کہ اس نطفہ سے بچہ پیدا ہوگا یا نہیں۔ لہٰذا شریعت نے نفس زنا کو قائمقام استقرار حمل کے بنا دیا چنانچہ اور بھی کئی فقہی مسائل ہیں جہاں ائمہ کرام نے سبب کے مخفی ہونے کی بنا پر نفس سبب کو قائمقام مسبب کے بنایا ہے جیسے سفر کو قائمقام مشقت کے بنایا گیا ہے اسی طرح نوم کو قائمقام استرخاء مفاصل کے نیز لمس بشہوت اور نکاح کو حرمت مصاہرت وثبوت نسب میں قائم مقام وطی کے قرار دیا گیا ہے علی ھذا القیاس۔ چنانچہ صاحب توضیح عبیداللہ بن مسعود بن تاج شریعہ، توضیح (۶۲۲/۲، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی) میں فرماتے ہیں:

(وهي اما باقامة السبب الداعي مقام المدعو إليه كالسفر والمرض) فانهما اقيما (مقام المشقة والنوم) اقيم مقام استرخاء المفاصل (والمس والنكاح مقام الوطي) أي المس والنكاح يقومان مقام الوطي في ثبوت النسب وحرمة المصاهرة. (انتهى)

(ترجمہ) ”بہر حال سبب کو مسبب کے قائم مقام کرنا جیسا کہ سفر اور مرض ہے کہ ان دونوں کو مشقت کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور نیند ہے کہ اس کو استرخاء مفاصل (اعضاء کے ڈھیلے ہونے) کے قائم مقام بنایا گیا ہے اور لمس (چھونا) اور نکاح وطی کے قائم مقام ہیں یعنی شہوت کے ساتھ چھونے کو اور نکاح کو

ثبوتِ نسب اور حرمت مصاہرت میں وطی کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔"

بالکل اسی طرح زنا سے رحم میں داخل ہونے والا نطفہ آیا اس سے ولد الزنا پیدا ہوگا یا نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب پر مخفی ہے۔ اس لئے یہاں پر بھی نفسِ زنا کو جو سبب ہے استقرارِ حمل کا اور وہ سبب ہے ولد الزنا کا، قائم مقام مسبب کے بنایا ہے۔ بخلاف کیمرے کے کہ جب اس کا بٹن دبا دیا جاتا ہے تو یقیناً تصویر محفوظ ہو جاتی ہے اس لئے کوئی شک احتفاظ صورت میں نہیں رہتا کہ بٹن دبائے بغیر صرف مناظر دیکھنے کو قائم مقام تصویر محرم کے قرار دیا جائے۔

نفس زنا کے ولد الزنا کا باعث ہونے کے بارے میں امام ابو بکر الجصاص ؒ، احکام القرآن (۳/۲۰۰، دار الکتاب العربی) میں فرماتے ہیں:

وکان ذالک یؤدی إلی ابطال الأنساب واسقاط ما یتعلق بها من الحقوق والحرمات.

(ترجمہ) "اور یہ زنا نسبوں کے باطل کرنے کی طرف اور اس کے ساتھ جو حقوق اور حرمات وابستہ ہیں ان کے ساقط کرنے کی طرف مؤدی ہے۔"

نیز امام رازی رحمہ اللہ، تفسیر کبیر (۱۰/۱۹۹، جز:۲۰) میں فرماتے ہیں:

أولها: اختلاط الأنساب وإشتباهها فلا یعرف الإنسان ان الولد الذی اتت به الزانیة أهو منه أو من غیره ...... الخ.

(ترجمہ) "اور زنا کی وجہ سے نسب کا مختلط و مشتبہ ہونا پس کوئی شخص نہ پہچانتا کہ جو بچہ زانیہ سے پیدا ہو رہا ہے آیا وہ اس کا ہے یا کسی اور کا"۔

وفیه ایضاً (صـ ۲۰۰): أما کونه فاحشة فهو إشارة إلی اشتماله علی فساد الانساب الموجبة لخراب العالم.

(ترجمہ) "بہرحال زنا کا فاحشہ ہونا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ زنا نسبوں کو خراب کر دیتا ہے جو کہ تمام عالم کے فساد کا باعث ہے۔"

اسی طرح امام قرطبیؒ جامع لاحکام القرآن (۲۵۳/۵، ۲۵۴، جز:۱۰) میں فرماتے ہیں:

وینشأ عنه استخدام ولد الغیر واتخاذه ابناً وغیر ذالک من المیراث وفساد الأنساب باختلاط المیاه.

(ترجمہ) ''زنا سے یہ بات بھی جنم لیتی ہے کہ غیر کے بچے سے خدمت لینا اور اس کو بیٹا بنانا اس کے علاوہ میراث اور نسب کا فاسد ہونا اختلاط مادہ منویہ کے اختلاط کی بنا پر۔''

اسی طرح قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ، **تفسیر مظہری** (۴۳۶/۵، ۴۳۷) میں فرماتے ہیں:

وَسَآءَ سَبِیْلاً بئس طریقاً طریقه وهو الغصب علی الابضاع المؤدی إلی قطع الأنساب وهیجان الفتن.

(ترجمہ) ''بہت ہی برا راستہ ہے.........جو کہ لے جانے والا ہے نسب کے قطع کی طرف اور فتنوں کے بپا کرنے کی طرف۔''

وکذا فی روح المعانی (۶۷/۵، جز: ۱۵).

اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ، **بیـــــان القرآن** (۸۳/۶، ایچ ایم سعید) میں فرماتے ہیں: **حکم ہشتم نہی از زنا** ''**وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِیْلاً**O(الاسراء: ۳۲)'' اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو (یعنی اس کے مبادی ومقدمات سے بھی بچو) بلاشبہ وہ (فی نفسہٖ بھی) بڑی بے حیائی کی بات ہے اور (باعتبار مفاسد کے بھی) بری راہ ہے (کیونکہ اس پر عداوتیں اور فتنے اور تضییع نسب مرتب ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب مثلاً زید کی تصویر کیمرے سے پرنٹ پر آنے کے بعد بالاتفاق تصویر محرمہ ہے تو اب ذرائع میں یہ فرق کرنا کہ نیگیٹو کا ذریعہ تو حرام ہے لیکن ڈیجیٹل کیمرے کا

ذریعہ جائز ہے بلکہ تصویر ہی نہیں، اس سے تو یہ ثابت ہوگا کہ شے محرم کے بعض اسباب حرام ہوں گے اور بعض اسباب حلال ہوں گے اگر کوئی شخص حرام تک جائز اسباب کے ذریعے پہنچنا چاہے تو عین حرام میں مبتلا ہونے سے پہلے وہ گناہ گار نہیں ہوگا جیسے اگر کوئی شخص ڈیجیٹل کیمرے میں تصویر کھینچتا ہے پھر اس کو اسکرین پر دیکھتا ہے دکھاتا بھی ہے تو یہ تو سب جائز ہوگا لیکن پرنٹ پر آنے کے بعد اس کا یہ فعل حرام ہوگا جس کو بغیر ضرورت کے کیا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ جب تصویر کے تمام تلذذات ومقاصد اسکرین پر حاصل ہور ہے ہیں اور گناہ بھی نہیں ہے تو کون احمق اس کو پرنٹ پر لا کر جو غیر ضروری ہے ایک ایسی حرام چیز کا ارتکاب کرے گا جس کی حرمت تواتر سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس کی حرمت پر اجماع ہے بلکہ اگر ذرا سمجھدار ہوگا تو تصویر سازی کے آخری مرحلے کا گناہ بھی کسی فوٹوگرافر کے کندھے پر ڈال دے گا یعنی جس چپ میں تصویر محفوظ ہوگی فوٹوگرافر کو جا کر دے گا کہ اس کی تصویر نکال دو۔ لہٰذا اس چپ سے تصویر بنانے کا گناہ فوٹوگرافر پر آئے گا نہ کہ ابتداء میں ڈیجیٹل کیمرے سے تصویر کھینچنے والے پر۔ ہماری دانست میں شریعت اسلامیہ کا یہ وہ واحد مسئلہ ہوگا جس کی حرمت دلیل قطعی متواتر المعنی نصوص سے ثابت ہو، اور جس کی حرمت پر تمام صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء کرام، محدثین عظام متقدمین ومتاخرین سب کا اجماع اور اتفاق ہو۔ وہ مسئلہ بعض صورتوں میں حرام ہوگا (پرنٹ پر آنے کے بعد) اور بعض صورتوں (تصویر محفوظ کرتے وقت اور اسکرین پر دیکھتے وقت) میں اس پر حرمت کا اطلاق ہی نہیں ہوگا۔

اسی طرح فقہاء کرام نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ جب حلت وحرمت کسی شے میں جمع ہو جائیں تو جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ، الاشباہ والنظائر (صفحہ:۱۰۹، میر محمد کتب خانہ کراچی) میں اصول بیان کرتے ہیں: **اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام.** (ترجمہ) ''جب حلال وحرام کسی چیز میں جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہوگا۔''

اور اس کے بعد اس اصل کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ثابت کرتے ہیں: ما اجتمع الحلال والحرام الاغلب الحرام الحلال، (ترجمہ) ''حلال وحرام جمع نہیں ہوتے ہیں مگر یہ کہ حرام کو حلال پر ترجیح دی جاتی ہے'' اس روایت کو اگرچہ امام بیہقی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن مصنف عبدالرزاق میں اس کو موقوفاً جبکہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے تبیین الحقائق (۶/۵۴، مکتبہ امدادیہ ملتان) میں اس کو مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

اس اصل کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی شے میں حلت وحرمت کی دلیل میں تعارض آئے تو جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی اور یہ ترجیح صاحب التحریر کی صراحت کے مطابق احتیاطاً دی جائے گی چنانچہ صاحب اشباہ (صفحہ:۱۰۹) پر ہی تحریر فرماتے ہیں: وفی التحریر یقدم المحرم تقلیلا للنسخ واحتیاطا (ترجمہ) ''اور تحریر میں یہ بات مذکور ہے کہ محرم کو احتیاط اور قلتِ نسخ کی بناء پر مقدم کیا جاتا ہے''۔ اس اصول کی وضاحت کے لئے صاحب اشباہ دو حدیثیں لائے ہیں، ایک (۱) (لک من الحائض مافوق الازار) (ترجمہ) ''ازار سے اوپر اوپر تمہارے لئے حائضہ عورت سے نفع اٹھانا جائز ہے'' اور دوسری (۲) (اصنعوا کل شیء الا النکاح) (ترجمہ) ''تم حائضہ عورت سے جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو'' ان دونوں احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> فان الاوّل یقتضی تحریم مابین السرة والرکبة والثانی یقتضی اباحة ما عدا الوطء فرجح التحریم احتیاطا. وھو قول ابی حنیفة وابی یوسف ومالک والشافعی رحمھم الله.
>
> (ترجمہ) ''پہلی حدیث ناف اور گھٹنوں کے درمیان درمیان جو کچھ بھی ہے اس کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہے جبکہ دوسری حدیث وطی کے علاوہ جو کچھ بھی ہے اس کی اباحت کا تقاضہ کرتی ہے بس احتیاطاً حرمت کو ترجیح دی گئی۔ اور یہی قول امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام مالک اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کا ہے۔''

نیز اگر حلت وحرمت دونوں مساوی ہوں تو وہاں پر بھی جانب حرمت کو احتیاطاً ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ صاحب اشباہ (صفحہ:۱۱۲) پر فرماتے ہیں:

السابعة: لو اختلط لبن المرأة بماء او بدواء او بلبن شاة فالمعتبر الغالب وتثبت الحرمة اذا استويا احتياطاً كمافي العناية.

(ترجمہ) ''ساتواں: اگر عورت کے دودھ کے ساتھ پانی یا دوا یا بکری کا دودھ مل جائے تو غالب کا اعتبار کیا جائے گا اور حرمت ثابت ہوگی اگر دونوں برابر ہوں احتیاطاً جیسا کہ عنایہ میں ہے''

نیز علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر (۴۵۳/۳، دارالفکر) میں جانب حرمت کی ترجیح کو وجوب پر محمول کیا ہے، فرماتے ہیں:

ولو تساويا وجب ثبوت الحرمة لانه غير مغلوب فلم يكن مستهلكاً.

(ترجمہ) ''اور اگر دونوں برابر ہوں تو حرمت کا ثبوت وجوبی طور پر ہوگا اس لئے کہ وہ مغلوب نہیں ہے یعنی عورت کا دودھ، تو اس کو معدوم نہیں سمجھا جائے گا''

اور بعینہ یہی عبارت البحر الرائق (۳۹۸/۳) میں موجود ہے۔

عبارات مذکورہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چاہے جانب حرمت غالب ہو، یا مساوی۔ احتیاطاً جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی اور احتیاط پر عمل کرنا واجب ہوگا جیسا کہ حرمت رضاعت میں کما تقدم، اسی طرح تھوک اگر خون کے مساوی ہے تو وضو اور روزے کے ٹوٹنے میں احتیاط کا قول بھی وجوب پر محمول ہے۔

كمافي الشامية (۱۳۸،۳۹/۱): وينقضه دم مائع من جوفٍ أو فمٍ غلب على بزاق حكماً للغالب أو ساواه احتياطاً. (قوله: احتياطاً) اى لا حتمال السيلان وعدمه فرجح الوجود احتياطاً.

(ترجمہ) ''پیٹ یا منہ سے بہنے والا خون وضو کو اس وقت توڑ دے گا جبکہ وہ تھوک پر غالب یا وہ دونوں برابر ہوں احتیاطاً مصنف کا قول احتیاطاً یعنی بہنے

اور نہ بہنے کے احتمال کی وجہ سے پس ترجیح دی جائے گی وجود کو احتیاطاً۔"

وفی الدر المختار (۲/۳۹۶): اما اذا وصل فان غلب الدم او تساویا فسد والا لا. (انتھی)

(ترجمہ) "اور اگر خون والا تھوک حلق میں چلا گیا پس اگر خون غالب ہے یا خون اور تھوک برابر ہیں تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔"

لہٰذا زیر بحث مسئلہ میں جہاں ڈسک کے اندر محفوظ نیز اسکرین پر آنے والے مناظر کے تصویر محرمہ ہونے نہ ہونے میں جو اختلاف ہو رہا ہے اس میں بھی احتیاطاً جانب حرمت کو ترجیح دینا واجب ہوگا کیونکہ حلت و حرمت کے دلائل کم از کم مساوی تو ہیں جس کا اعتراف خود اصحاب فتویٰ کر رہے ہیں۔ چنانچہ (صفحہ:۳۳) پر فرماتے ہیں (تاہم ہمیں ایک اعتبار سے احتیاط اسکرین کے منظر کو تصویر قرار دینے والے حضرات کی رائے میں ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب ان حضرات کے نزدیک احتیاط قائلین عدم جواز کے قول میں ہے تو اس احتیاط پر عمل کرنا مذکورہ بالا عبارات فقہاء کی وجہ سے واجب ہوگا۔ اگرچہ ان حضرات نے باقی دونوں آراء کو بھی احتیاطاً اختیار کیا ہے (یہ بھی محل نظر ہے) کیونکہ احتیاط کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک دلیل پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ علامہ کاشانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع (۱/۲۳۶) میں صراحت کی ہے:

والثانی ان الاخذ بالاحتیاط عند الاشتباہ واجب (انتھی).

(ترجمہ) "دوسری بات یہ ہے کہ اشتباہ کے وقت احتیاط کو لینا اور اس کو اختیار کرنا واجب ہے"

تو اگر دو (۲) تین (۳) اقوال میں احتیاط کو اختیار کیا جائے گا تو سب پر عمل واجب ہوگا۔ اور کسی ایک پر بھی عمل کو ترک کرنے والا ترک واجب کے گناہ میں مبتلا ہوگا اور یہ ممکن نہیں کہ آن واحد میں یا ایک ہی عمل میں جانب حلت و حرمت دونوں پر عمل کیا جا سکتا ہو۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ قائلین عدم جواز کے قول پر احتیاط کی صراحت بھی موجود

ہے تو مذکورہ بالا فقہی عبارات کی بنا پر اس مسئلے میں بھی جانب حرمت کو ترجیح دی جائے گی نیز جبکہ اکابرین مفتیان کرام کی صراحتیں جس میں ان تمام مناظر کو تصویر ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے آئندہ صفحات پر دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ بھی عمل علی الاحتیاط کے لئے مرجح ہیں۔

(۸)......سکرین یا پردے پر ظاہر ہونے والے مناظر تصویر ہیں

مذکورہ بحث ڈسک یا سی ڈی میں محفوظ مناظر کے تصویر ہونے نہ ہونے سے متعلق تھی۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ جب یہ مناظر کمپیوٹر یا ٹی وی اسکرین پر یا سینما کے پردے پر ظاہر ہوں تو آیا ان پر تصویر محرم کا اطلاق ہوگا یا نہیں۔ زیر نظر فتوے میں ان مناظر کو تصویر محرم سے خارج کیا گیا ہے چنانچہ (صفحہ:۳۴) پر فرماتے ہیں: البتہ اکابر جامعہ دار العلوم کی نظر میں ٹی وی کے ناجائز ہونے کی وجہ تصویر نہیں (کیونکہ ٹی وی اسکرین پر جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ شرعاً تصویر کے حکم میں نہیں ہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اسکرین یا پردے پر آنے والے مناظر تصویر کے حکم میں نہیں۔

ڈیجیٹل کیمرے کے ڈیٹا میں (0-1) کے تصویر ہونے نہ ہونے کی جو طویل بحث ہم نے کی ہے اس کی وجہ اکابرین اہل فتاویٰ کے اس مسئلے کے بارے میں صریح اقوال کا نہ ہونا تھا، کیونکہ ڈیجیٹل کیمرہ چند سال پہلے مورد وجود میں آیا ہے اس لئے ہمارے اکابرین کی صراحتیں اس باب کے اندر موجود نہیں ہیں۔ لیکن جہاں تک ٹی وی اسکرین یا سینما گھر کے پردے پر متحرک مناظر کا تعلق ہے اس کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب (نور اللہ مرقدہ) سے لے کر حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تک حرمت کی صراحتیں موجود ہیں اور یہ فتوے کا اصول ہے کہ جس مسئلے میں متقدمین اور متاخرین میں سے کسی کا قول موجود ہو تو اسی کو اختیار کیا جائے گا لہٰذا اس مسئلے میں ہم صرف ان اکابرین کے فتاویٰ کو نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔

چنانچہ حضرت اقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، امداد الفتاویٰ (۴/۲۵۷) میں ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

سوال نمبر ۳۲۶: عدم جواز سینما و بائسکوپ:...... سینما (جس میں قصہ کے پیرایہ میں تصویریں مشین کے ذریعہ دکھائی جاتی ہیں) دیکھنے کا مجھ کو کچھ شوق ہے اور مقصود اس کے دیکھنے سے یہ ہوتا ہے کہ چونکہ تصاویر یورپ اور امریکہ کے مکانات اور اشخاص وغیرہ کی دکھائی جاتی ہیں، اس لئے ان تصاویر سے یورپ اور امریکہ کے مذاق کا پتہ چلے اور معلوم ہو کہ وہ لوگ اپنے مقاصد کو کس طرح حاصل کرتے ہیں، فلہٰذا ارشاد ہو کہ کیا سینما میں دیکھ سکتا ہوں؟

از ناچیز...... سلام مسنون یہ سینما کا کھیل تصاویر متحرکہ کا تماشا (ے ۲) ہے اس سے پہلے ایک قسم کا باجا بجایا جاتا ہے اس کے بعد بجلی کے ذریعہ سے تصاویر متحرکہ کی جاتی ہیں۔

ے ۲ بعض حضرات نے اکابرین کی تصریحات کا جواب دیا ہے، جس کو اشکال وجواب کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

اشکال:...... اکابرین کے حوالوں سے آپ نے ثابت کیا ہے کہ سکرین پر نقش کو انہوں نے تصویر کہا ہے۔ فریق مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اس کو تصویر کہنے کی کوئی علت ذکر نہیں کی اور ہماری تحقیق کے مطابق وہ تصویر نہیں بلکہ نیگیٹو سے گزرنے والی روشنی کا عکس ہے جو پائیدار نہیں لہٰذا وہ تصویر نہیں اور اکابر کے قول کو یا تو مجاز پر محمول کیا جائے یا یہ کہا جائے کہ ان کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔

جواب:...... حضرت والا نے اپنے اشکال میں قائلینِ جواز کی طرف سے دو باتیں ذکر کی ہیں۔ پہلی یہ کہ اکابرین نے تصویر کہنے کی علت بیان نہیں کی ہے۔ دوسری یہ کہ ان کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہ ہوئی ہو۔ ان دونوں اشکالات کا جواب یہ ہے کہ جب اکابرین اہل فتاویٰ کسی چیز کی حرمت وحلت کی صراحت کر دیں تو اس میں علت کا مطالبہ ہی درست نہیں کیونکہ اگر اس مطالبے کی اجازت دے دی جائے گی تو ائمہ مجتہدین وفقہاء امت سے جتنے بھی محللات ومحرمات منصوص ہیں ان میں علل کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے پوچھے گئے مذکورہ استفتاء میں علت بھی موجود ہے۔ چنانچہ سائل پوچھتا ہے (یہ سینما کا کھیل تصاویر متحرکہ کا تماشا ہے) ظاہر ہے تصاویر متحرکہ سے مطلب یہی ہے کہ روشنی کے ذریعے جو تصاویر بن رہی ہیں ان میں پائیداری نہیں ہے آیا یہ تصویر محرمہ کے حکم میں ہوگی یا نہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے ان کو تصویر محرمہ ہی کہا ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ۴/۲۵۷) اس لئے یہ کہنا کہ اکابرین سے علت منصوص نہیں یہ بھی حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے سوال وجواب کے خلاف ہے۔ باقی یہ کہنا کہ حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ تک ان حضرات کی حقیقت حال کی طرف توجہ نہیں ہوئی بندہ ناچیز کی اتنی ہمت نہیں ہے کہ عدم توجہ کا قول ان حضرات کی طرف منسوب کرے۔

(جواب)...... سینما میں جبکہ تصاویر محرمہ موجود ہیں، اور شئ محرم سے انتفاع وتلذذ ناجائز ہونا معلوم ہے پھر سوال کی کیا گنجائش ہے اور اس سے جو مقصود لکھا ہے اولاً تو مقصود کی مشروعیت طریق کی اباحت کو مستلزم نہیں پھر مقصود بھی کونسا ضروری ہے اور باجے کا منضم ہونا اور بھی قبح کو بڑھا دیتا ہے۔ (انتھی)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے اس جواب سے واضح ہو گیا کہ سینما کے پردے پر فلم دیکھنے کے حرام ہونے کی اصل علت تصویر محرمہ ہے اسی لئے آگے حضرت نے (باجے کا منضم ہونا اور بھی قبح کو بڑھا دیتا ہے) فرمایا ہے جو ثانوی درجہ کے مفاسد ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شاید دیگر مفاسد ہی کی بنا پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے اگر پردے پر دیگر مفاسد موجود نہ ہوتے تصاویر کا استعمال نیک مقاصد کیلئے ہوتا تو حضرت اس کے جواز کا فتویٰ دیتے اس کا جواب بھی امداد الفتاویٰ (۴/۳۸۵) میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۴۸۷:...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج بہت مجبور ہو کر اپنی پریشانی کی اطلاع عرض کرتا ہوں کہ دو چار دن سے امرتسر میں ایک فلم (تماشا کمپنی) آئی ہے جس میں حج کے ارکان وافعال کی تصویریں اور ان کا معائنہ کرایا جاتا ہے۔ امرتسر کے کل اہل علم نے فتویٰ دیا کہ یہ تماشا دیکھنا منع ہے اور ڈپٹی کمشنر سے درخواست کر کے اس تماشا کو منع کرایا گیا۔ شہر کے بعض مسلمان اشخاص نے دوبارہ درخواست کر کے اس کو پھر جاری کرایا، اور اشتہار دیا کہ علماء نے غلطی کی کہ اس کے دیکھنے سے منع کیا ہے اس میں حج کا شوق پیدا ہوتا ہے، کوئی امر سوائے حجاج کی تصاویر اور حرکات وعبادات کے نہیں اور ان امور کا دیکھنا مباح اور ثواب ہے، اس اطلاع سے یہ غرض ہے کہ حضرت والا کوئی عنوان مؤثر اور کوئی آیت یا حدیث جس کی دلالت اس فلم اور تماشا کی حرمت پر ہو، اس کی تعلیم فرمادیں؟

الجواب:...... السلام علیکم، اب تو ایسے رنج وغم کا وقت ہی ہے کس کس چیز کو رویا جائے پھر جبکہ اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں غم کا سامان جمع ہو، میری حالت تو معلوم ہے کہ اب محنت کا کام نہیں ہو سکتا، مگر کچھ متفرق امور اجمالاً ذہن میں آئے انہی کو کوئی صاحب علم مع

ان اضافوں کے جو اِن کے ذہن میں آویں مبسوط اور مربوط کرلیں۔

اس فلم بینی کی حرمت کی وجوہات ذکر کرتے ہوئے نمبر (۴) پر فرماتے ہیں: اس میں تصویروں کا استعمال اور ان سے تلذذ ہوتا ہے، اور اس کے قبح میں کسی کو کلام نہیں گو عابدین ہی کی تصاویر ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تمثال جو بیت اللہ کے اندر بنائی گئی تھیں ان کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے معلوم ہے۔(انتھی)

حضرت حکیم الامت کے مذکورہ بالا دونوں فتووں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ پردے پر جو جاندار تصاویر کے مناظر نظر آرہے ہیں، ان کی حرمت تصویر ہونا ہے اس لئے کہ حج کے مناظر جن میں اگرچہ ظاہری مفاسد موجود نہیں بلکہ ان کو نیک مقاصد کیلئے پیش کیا جارہا ہے اس کے باوجود حضرت اس کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اس میں تصاویر موجود ہیں۔

اسی طرح حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ، فتاویٰ رحیمیہ (۱۰/۱۴۷، مکتبہ دارالاشاعت) میں ٹیلی ویژن رکھنے سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال:...... گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا شمار لہو ولعب میں ہے یا نہیں؟ یہاں اس کا بہت رواج ہوگیا ہے اور اب اس کے ساتھ ویڈیو بھی عام ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر کوئی صرف خبریں سنے تو کیا حکم ہے؟ لیکن اکثر خبر نشر کرنے والی عورت ہی ہوتی ہے۔ مدلل ومفصل جواب تحریر فرمایئے۔

جواب:...... ٹیلی ویژن لہو ولعب اور گانے بجانے کا آلہ ہے اس میں جاندار تصاویر کی بھرمار ہوتی ہے مردوں کی نظر نامحرم عورتوں کی تصویر پر اور عورتوں کی نظر نامحرم مردوں کی تصویر پر پڑتی ہے بلکہ ارادتاً وشوقاً ورغبتاً دیکھا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ خبریں سننے کیلئے خبر دینے والے کی تصویر دیکھنا ضروری نہیں ہے لہٰذا یہ بالکل غیر ضروری ہے...... الی آخرہ۔(انتھی)

حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ نے بھی ٹی وی کے عدم جواز پر جاندار تصویروں کی بھرمار کو علت بنایا ہے۔ نیز خبریں سننے کو صرف اس لئے ناجائز قرار دیا ہے کہ خبریں کیونکہ بغیر تصویر کے سنی جاسکتی ہیں۔ جیسے ریڈیو وغیرہ پر اس لئے ان کا دیکھنا بھی تصویر کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

اسی طرح مفتی اعظم ہند وامیر جمعیت علماء اسلام ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، کفایت المفتی (۲۰۰/۹، ۲۰۱، دارالاشاعت) پر حج فلم سے متعلق ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال:...... ایک فلم (حج فلم) کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کو طواف کرتے دکھایا گیا ہے یہ فلم دیکھنا، دکھانا کیسا ہے؟

جواب:...... چلتی پھرتی تصویریں فلم پر دیکھنا محض لہو ولعب کے طور پر ہوتا ہے تصویر سازی حرام ہے اور تصویر بینی اور تصویر نمائی اعانت علی الحرام، اس لئے فلم خواہ حج کے منظر کی ہو، بنانی، دیکھنی، دکھانی سب ناجائز ہے۔ (انتھی)

حضرت مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ پردے کے مناظر کو تصویر بینی اور تصویر نمائی فرمارہے ہیں۔ یعنی ان مناظر کا دیکھنا اور دکھانا تصویر ہی کا دیکھنا اور دکھانا ہے اور اسی لئے یہ حرام ہے خواہ حج کے منظر ہی کی ہو۔

اسی طرح فقیہ ملت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نوراللہ مرقدہ، فتاویٰ مفتی محمود (۲۲۰/۱۰، جمعیت پبلیکشنز) میں ایک استفتاء کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل فلم خانۂ خدا مل رہی ہے کہا جاتا ہے کہ اس فلم کے دیکھنے سے حج اور زیارت کی ترغیب ہوتی ہے اس لئے اس کا دیکھنا جائز ہے کیا واقعی اس فائدہ کو ملحوظ رکھ کر اس کا دیکھنا جائز ہے؟ صحیح شرعی پوزیشن سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیں۔

جواب:...... فلم خانۂ خدا، کا دیکھنا اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ دوسری فلمیں

دراصل سینمایورپ کی بے حیااور عریاں تہذیب کی اشاعت کا سب سے بڑااور مؤثر ذریعہ ہے۔اس کے برعکس اسلامی تعلیمات یہ ہیں (المصورون اشد الناس عذابا یوم القیامة. الحدیث) (ترجمہ) ''تصویر کھینچنے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا ہوں گے''۔

(لا تدخل الملٰئکة بیتا فیه کلب ولاصورة،الحدیث)

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتااور تصویر ہو۔''

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے گھر میں ایک کپڑا دریچہ پر لٹکایا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کپڑے کو ہٹانے کیلئے حکم فرمایا۔(امیطی عنا قرامک)(ترجمہ)''اپنے پردے کو مجھ سے ہٹادودور کردو''۔

الغرض تصویر بنانااوراس کومکان میں رکھنا پردے پر تصویر کا ہونا، یہ سب ممنوع ہیں۔ فلم خانۂ خدا، میں یہ تمام شرعی محرمات موجود ہیں،اس لئے اس کا دیکھنا حرام ہے۔خانہ کعبہ (زادھا اللہ شرفا) میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بھی تھیں جنہیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر ہٹانے اور مٹانے کا حکم صادر فرمایا۔اس لئے طوافِ زیارت کرنے والوں کی تصویروں کی پردوں پر نمائش کا کسی طرح بھی جواز نہیں نکل سکتا۔بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا کئے گئے ہیں کہ اس فلم سے حج اور زیارت کی ترغیب ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محرمات شرعیہ کا ارتکاب کر کے حج کی ترغیب دینی جائز نہیں ہوسکتی۔اسلامی تعلیم میں حرام کو خیر کا فریضہ نہیں بنایا جاسکتا۔پھر پاکستان میں حج کے خواہش مند لوگ جن پر حج فرض ہے ان کو بھی زرمبادلہ کی کمی کی وجہ سے حج کی عام اجازت نہیں مل رہی اس لئے یہاں زائد ترغیب کیلئے فلموں سے کام لینا عقل کے بھی خلاف ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک فلم خانۂ خدا میں پہلے نصف وقت میں حسب معمول فواحش کی تربیت وتعلیم ہوتی ہے،آخر میں پھر یہ فلم دکھائی جاتی ہے اس طرح فواحش کا ارتکاب بھی اس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرنگی

تہذیب کے اثرات اور ناجائز امور کے ارتکاب اوران کو بنظر استحسان دیکھنے کی لعنت سے محفوظ رکھے۔

حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ نے پردے کے مناظر کی حرمت پر یہی وجہ حرمت ذکر کی (الغرض تصویر بنانا اس کو مکان میں رکھنا اور پردے پر تصویر کا ہونا یہ سب ممنوع ہے، فلم خانۂ خدا، میں یہ سب شرعی محرمات موجود ہیں اس لئے ان سب کا دیکھنا حرام ہے) نیز (اس لئے طوافِ زیارت کرنے والوں کی تصویروں کی پردوں پر نمائش کا کسی طرح بھی جواز نہیں نکل سکتا)۔اس میں خاص طور سے پردے پر تصویر کا ہونا جیسا کہ سینما گھر کی اسکرین پر ہوتا ہے صراحتاً ذکر کر دیا کہ اس کے مناظر بھی تصویر محرمہ کے حکم میں ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ مفتی محمود (۴۵۲/۱۰) میں ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ آجکل ایک فلم موسومہ اللہ اکبر کا بہت چرچا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس میں تمام ممنوعات شرعیہ سے احتراز کیا گیا ہے۔اندریں حالات اس کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز عدم جوازِ حقیقی ہے یا کہ اضافی یعنی محلی؟

جواب:...... ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کی تصویریں وغیرہ دکھائی جاتی ہیں۔اگر صرف مقامات مقدسہ کی زیارت کرائی جاتی ہوتو اس میں قباحت نہیں ہے۔

الجواب:......کوئی فلم اور سینما تصویروں سے خالی ہوتا ہی نہیں، بلکہ فحش اور مخرب اخلاق تصاویر جتنی زیادہ ہوں لوگ اس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔یہ فلم اللہ اکبر بھی تصاویر سے بھرپور ہے اوراس کے تیار کرنے میں فساق (مرد وعورتیں) حجاج کے روپ میں پیش کئے جاتے ہیں اور فرضی روضۂ اقدس اور فرضی شبیہ کعبہ تیار کر کے اس کا طواف دکھایا جاتا ہے۔

مقدس مقامات کو لہو ولعب کے مواقع میں پیش کرنا ان کی توہین ہے اوران مقامات کی عظمت وہیبت دلوں سے ساقط ہو جاتی ہے، وغیر ذالک من المفاسد، اس لئے یہ

فلم بھی اور فلموں کی طرح ناجائز ہے بلکہ اس میں زیادہ قباحت ہے کیونکہ بہت سے لوگ اس کو حلال سمجھتے ہیں جس طرح استحلال الحرام کفر ہے اسی طرح اس کو اگر ہم کفر نہ بھی کہیں تو اس کی قباحت اور فلموں سے اس لئے زیادہ ہے کہ اور فلموں کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

حضرت کے فتوے کی آخری چند سطور قابل غور ہیں کہ تمام فحش فلموں اور پروگراموں کو لوگ گناہ سمجھ کر دیکھتے ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے (جب کہ کہا یہ جارہا ہے کہ یہ تصویر ہی نہیں ہے)

اسی طرح مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز، **فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/۶۷۴)** پر ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے، ٹیلی ویژن، ویڈیو اور سینما کے پردے پر تصویر دیکھنے سے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

فتویٰ نمبر (۵۸۰۷): سوال:...... **قرات كتابكم فى تحريم الصور واريدان اسأل بهذا الصدد فطالما انكم افتيتم بتحريم التصوير فانه يوجد نوع آخر حديث من التصوير وهو ما نشاهده فى التليفزيون و الفيديو وغيرهما من الاشرطة السينمائية حيث تكون صورة الشخص كما يقولون حسية ويحتفظ بها لزمن طويل فماهو حكم هذا النوع من التصوير؟** (ترجمہ) ''سوال: تصویر کی حرمت کے بارے میں میں نے آپ کی کتاب پڑھی پس آپ نے فتویٰ دیا ہے تصویر کی حرمت پر (لیکن میں چاہتا ہوں کہ تصویر کے بارے میں کچھ سوال کروں کیونکہ) موجودہ زمانے میں تصویر کی ایک اور قسم پائی جاتی ہے جس کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں ٹیلی ویژن، ویڈیو اور (سینما وغیرہ پر)...... تصویر کی اس قسم کا کیا حکم ہے؟''

جواب:...... **حكم التصوير يعم ما ذكرت.** یعنی حرمت تصویر کا حکم عام ہے جو میں ذکر کر چکا ہوں۔ چنانچہ (۱/۶۶۲) فتاویٰ اللجنة میں تصویر کی حرمت کا ذکر ان الفاظ

میں کیا ہے:

التصویر الشمسی للاحیاء من انسان او حیوان والاحتفاظ بھذہ الصور حرام بل ھو من الکبائر. (انتھی)

(ترجمہ) ''جاندار کی تصویر بنانا چاہے وہ انسانوں میں سے ہو یا کوئی اور جاندار، اوران تصویروں کا محفوظ کرنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

معلوم ہوا کہ شیخ بن باز رحمہ اللہ کے نزدیک جس طرح تصویر بنانا حرام ہے(**حکم التصویر یعم ماذکرت**)(ترجمہ)''تصویر کا حکم عام ہے جو میں ذکر کر چکا ہوں'' کی بنا پر اس تصویر کے مناظر کا ٹیلی ویژن کی اسکرین اور سینما کے پردوں پر دیکھنا بھی حرام ہے۔

اسی طرح حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقاریر سننے سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں آپ کے مسائل اور ان کا حل (۳۸۹/۷، مکتبہ لدھیانوی) پر ارشاد فرماتے ہیں:

سوال:......ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں، اور یہاں تک ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو ٹی وی پر جو پروگرام آتا ہے اس کو بھی سنتے ہیں۔ لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں، لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:......ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے، ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرمارہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا......الی آخرہ۔ (انتھی)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے جواب سے صراحتاً معلوم ہو گیا کہ ٹی وی اور ویڈیو کے اسکرین پر جو مناظر دکھائی دے رہے ہیں ان کی حرمت جاندار کی تصاویر کا ہونا ہے۔

اسی طرح حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ، احسن الفتاویٰ (۳۰۲/۸) پر ویڈیو کیسٹ کے مفاسد کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں: اگر یہ منطق تسلیم کرلی جائے کہ فیتے میں تصویر محفوظ نہیں بلکہ معدوم ہے اور ویڈیو کیسٹ میں محفوظ نقوش ٹی وی اسکرین پر جاکر تصویر بنادیتے ہیں تو اس لاحاصل تقریر سے اصل حکم پر کیا اثر پڑا؟ تصویر محفوظ ماننے کی تقدیر پر ٹی وی صرف تصویر نمائی کا ایک آلہ تھا۔ اب تصویر سازی کا آلہ بھی قرار پایا کہ صرف تصویر دکھاتا ہی نہیں، بناتا بھی ہے۔ اب تو اس کی قباحت دوچند ہوگئی، یک نہ شد دو شد۔ مختصر یہ کہ ٹی وی ویڈیو کیسٹ کی تصویر کے متعلق زائد از زائد یہ کہا جاسکتا ہے کہ سائنس کی ترقی نے فن تصویر سازی کو ترقی دے کر اس میں مزید جدت پیدا کردی اور تصویر سازی کا ایک دقیق انوکھا طریقہ ایجاد کرلیا۔

(کاش کہ حضرت جدید ڈیجیٹل طریقے سے تصویر سازی کو دیکھ لیتے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے، از راقم)

مگر یہ یاد رکھئے کہ تصویر خواہ کسی قسم کی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید سے خارج نہیں۔ (اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون)۔ (ترجمہ) ''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے مبتلا ہوں گے۔''

اسی طرح خیر الفتاویٰ (مکتبۃ الخیر) جو حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ کی طرف منسوب ہے، ایک سوال کے جواب میں مرقوم ہے (۲۳۰/۱) پر۔

سوال ۲۲۷:...... (بذریعہ فلم تبلیغِ قرآن، توہینِ قرآن ہے)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام حامیان شرع متین اس بارے میں کہ قصص قرآنیہ کے بارے میں فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ٹی وی وغیرہ پر نمائش جائز ہے یا نہیں؟ یہ کہ اس کو تبلیغ قرآن کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب (علی سبیل الاقتباس) (اقتباس کے طور پر):...... پھر کوئی فلم عورتوں اور مردوں کی تصویرات سے خالی نہیں ہوسکتی، ساز و آواز بھی اس کیلئے لازم ہے جنہیں

شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے، احکام خداوندی توڑ کر محرمات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہوئے تبلیغ کا دعویٰ غضب خداوندی کو دعوت دینا ہے۔

معلوم ہوا کہ صاحب خیر الفتاویٰ فلم پر دیکھے مناظر کی حرمت کی علت تصویر ہی کو قرار دے رہے ہیں۔اسی طرح حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کے فتویٰ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں وہ تصویر محرم کے حکم میں ہیں، لہٰذا حضرت کا فتویٰ زیر نظر فتویٰ (صفحہ:۱۵) میں اس طرح نقل کیا گیا ہے:

''تصویر عکس دائم کو کہتے ہیں اسی لئے پانی میں اور شیشہ میں جو عکس نظر آئے وہ تصویر نہیں اور یہاں جب تک مقرر بول رہا ہے اس کا عکس سامنے آتا ہے جب وہ ہٹ جائے یہ بھی ہٹ گیا اس لئے تصویر ہی نہیں ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں وہ دکھائی جارہی ہیں تو تصویر ہوگی۔'' (انتہی)

حضرت کے قول (ہاں ممکن ہے کہ بعض جگہ پہلے سے تصویریں لے کر رکھ لی گئی ہوں اور وہ دکھائی جارہی ہوں تو تصویر ہوگی) یعنی ان کا دیکھنا تصویر محرم کے حکم میں ہوگا البتہ براہِ راست مناظر تصویر محرم کے حکم میں نہیں ہوں گے، معلوم ہوا کہ حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی محفوظ کئے گئے مناظر کا ٹیلی ویژن پر دیکھنا تصویر بینی کے حکم میں ہے۔

آخر میں ہم اس مسئلے سے متعلق حضرت مفتی اعظم پاکستان (نور اللہ مرقدہ) کی صراحت کو ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں چونکہ قائلین جواز کے استدلال کی اصل حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی تصویر کی وہ تعریف ہے جس کو بنیاد بنا کر ان حضرات نے اسکرین پر دیکھے جانے والے مناظر کو تصویر کے حکم سے خارج کیا ہے اور وہ تعریف جیسا کہ گزشتہ ابحاث میں گزر چکی کہ تصویر کا ایسا پائیدار ہونا ہے جس کو رنگ وروغن یا مسالہ لگا کر محفوظ کیا گیا ہو، اور کیونکہ یہ تعریف اسکرین اور پردے کے مناظر پر صادق نہیں آرہی، کیونکہ ان مناظر میں ٹھہراؤ نہیں ہے متحرک ہیں، اپنی جگہ پر قائم نہیں ہے جب کیمرہ ہٹاؤ تو اسکرین

صاف ہو جاتی ہے۔

لہذا حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی اس تعریف کی بنا پر ٹی وی اور پردے کے مناظر تصویر محرم کے حکم میں نہیں ہوں گے۔

ہم نے گزشتہ بحث میں اس بات کو ذکر کیا تھا کہ حضرت کی یہ قید اتفاقی ہے بیاناً للواقع، نہ کہ احترازی اور اس کی دلیل حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کی وہ صراحت ہے جو انہوں نے سینما گھر کے پردے کی حرمت پر واضح بیان کی ہے، چنانچہ حضرت ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ: ۹۰) پر ارشاد فرماتے ہیں:

(مسئلہ): اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سینما کا دیکھنا اگر دوسری خرابیوں سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس کی ممانعت کیلئے صرف یہ کافی ہے کہ اس میں تصاویر دکھلائی جاتی ہیں۔ پھر جب حالات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اس سے بھی زیادہ بہت سے منکرات و محرمات خود عمل میں آجاتے ہیں اور بہت سے معاصی کیلئے اس کا دیکھنا سبب قریب بنتا ہے۔ اس لئے اس تماشے کا دیکھنا دکھلانا سب حرام ہے...... الی آخرہ۔ (انتھی)

اگر مفتی اعظم پاکستان کی مراد تصویر کی تعریف میں رنگ و روغن اور مسالہ لگانے سے قید احترازی ہے تو پھر حضرت سینما کے پردے کے مناظر کی حرمت پر تصویر دیکھنے کو علت کیوں قرار دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ اس کی حرمت کیلئے اتنا کافی ہے کہ اس میں تصاویر دیکھی جاتی ہیں نیز فرماتے ہیں کہ اس کا دیکھنا دکھانا سب ناجائز ہے۔ یا تو حضرت کی صراحت درست ہے یا تصویر کی تعریف میں مسالہ لگانے کی قید درست ہے۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ جب مسالہ لگانے کی قید بیاناً للواقع ہو سکتی ہے بلکہ ہے کیونکہ اس وقت کیمرے میں تصویر محفوظ کرنے کی کوئی دوسری صورت موجود ہی نہیں تھی لہذا حضرتؒ نے اور بعض دیگر حضرات نے اس قید کا اضافہ فرمایا۔

لہذا ان تمام اہل فتاویٰ کی تصریحات کے بعد جن میں حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ، حضرت مفتی

اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ، حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، صاحبِ خیر الفتاویٰ اور صاحبِ فتاویٰ اللجنۃ (رحمہم اللہ) یہ تمام حضرات شامل ہیں۔

یہ کہنا کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے محلِ نظر ہے۔ کیونکہ مجتہد فیہ مسئلے کی صورت علامہ شامی رحمہ اللہ نے شرح عقود رسم المفتی میں نیز مقدمہ شامیہ میں یہ لکھی ہے کہ جب کسی مسئلے کے حکم کے بارے میں مذہب میں متقدمین ومتاخرین سے کوئی قول بھی موجود نہ ہو تو پھر مفتی اجتہاد کرے گا جیسا کہ شامی (۱/۱۷) پر یہ تصریح موجود ہے:

وان لم يوجد منهم جواب البتة نصاً ينظر المفتي فيها نظر تأمل وتدبر واجتهاد ليجد فيها ما يقرب الى الخروج من العهدة ولا يتكلم فيها جزافا.

(ترجمہ) ''اگر نہ پایا گیا ہو متقدمین سے کوئی بھی صریح جواب تو مفتی اس مسئلے میں تأمل اور تدبر کی نظر کرے گا اور اجتہاد کرے گا۔ تا کہ وہ پائے وہ چیز جو کہ مفتی کو عہدے سے بری الذمہ کردے اور اس مسئلہ میں اٹکل سے کام نہ لے۔''

وهكذا في شرح عقود رسم المفتي (ص۲۶)، (انتهى)

جبکہ ٹی وی اسکرین یا سینما کے پردے پر ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت کی تصریحات مذکورہ اکابرین سے جو فتوے میں سند کا درجہ رکھتے ہیں موجود ہیں۔ اس لئے اس مسئلے کی حرمت میں جمہور اہل فتویٰ کا اتفاق ہی معلوم ہوتا ہے نہ کہ مجتہد فیہ ہونا۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ مذکورہ اکابرین کے فتاویٰ جو پردے یا اسکرین کے مناظر کی حرمت پر صریح ہیں ان کا تعلق ان مناظر سے ہے جو نیگیٹو کی ریل کو پروجیکٹر وغیرہ کے ذریعے چلا کر سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور ریل میں تصویر پہلے سے محفوظ ہوتی ہے جبکہ ڈیجیٹل کیمرے میں تصویر کا وجود ہی نہیں ہوتا اس لئے مذکورہ بالا فتاویٰ کو ڈیجیٹل

کیمرے کے ذریعے ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ جو حضرات پردے یا اسکرین کے مناظر کو تصویر نہیں کہتے ،ان کے نزدیک اس کی علت ان مناظر کا ناپائیدار ہونا ہے اور پائیداری کی تعریف ان حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ کسی بھی شے کی شبیہ کو کسی پائیدار سطح پر رنگ وروغن یا مسالہ لگا کر پائیدار بنایا گیا ہو، یہ تعریف جس طرح ڈیٹا میں محفوظ مناظر کے اسکرین پر آنے پر صادق نہیں آتی بالکل اسی طرح پردے یا اسکرین پر ظاہر ہونے والے ان مناظر پر بھی جو ریل کے ذریعہ دکھائی دے رہے ہوں صادق نہیں آتی ۔جیسا کہ زیرِ نظر فتوے میں اس کی کئی جگہوں پر وضاحت موجود ہے۔لہٰذا مذکورہ بالا اکابرین کے فتاویٰ جس طرح ریل کے ذریعے چلائے جانے والے مناظر کو شامل ہیں بالکل اسی طرح کیمرے کے ڈیٹا میں محفوظ مناظر کو بھی شامل ہیں۔

نیز مشائخ کے مذکورہ فتاویٰ میں پردے اور اسکرین کے مناظر کی جو حرمت ذکر کی گئی ہے ان کے قول کی دلیل مذکورہ بالا وہ نصوص بھی ہیں جن میں فرشتوں اور جنات پر (روشنی ہونے کے باوجود) صورت کا اطلاق ہوا ہے خاص کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ’’علی راحتہ‘‘ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر نہیں تھی۔ بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ہتھیلی پر تھی۔جبکہ اسکرین یا پردے پر بھی کاغذ وغیرہ نہیں ہوتا۔

البتہ ان صورتوں پر حرمت کا اطلاق اس لئے نہیں کیا جاسکتا کہ اولاً تو ان کے خالق اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں اور تصویر کی حرمت اللہ کی اسی صفت میں مشابہت کی بنا پر انسانوں کیلئے ہے کہ کوئی بھی ان کی اس صفتِ خاصہ میں ان کی ہمسری نہ کرے۔ثانیاً ان میں پائیداری یعنی اتحفاظ نہیں تھا کہ جب چاہے فرشتہ یا جن کے جانے کے بعد بھی ان کو دیکھا جاسکتا ہو، جبکہ سینما کے پردے یا ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل اسکرین پر جو مناظر آتے ہیں وہ اسی ڈسک ،سی ڈی یا چپ سے نکل کر آتے ہیں جس میں وہ محفوظ ہوتے ہیں جب چاہیں انہیں اسکرین پر دیکھا جاسکتا ہے۔اس لئے ان مناظر کو دیکھنا بھی تصویر محرم کے حکم میں

ہونے کی بنا پر حرام ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلی کلام کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات درجِ ذیل ہیں:

(۱)۔تصویر بنانے کی حرمت دورِ نبوت سے لے کر آج تک اتفاقی ہے۔اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔جیسا کہ تمہید نمبر (۱) میں گزر چکا ہے۔

(۲)۔جن نصوص سے یہ حرمت ثابت ہے وہ حدِ تواتر تک پہنچے ہوئے ہیں۔جیسا کہ تمہید نمبر (۲) میں گزر چکا ہے۔

(۳)۔ہر جاندار کی تصویر جو سر اور چہرے کے ساتھ ہو، بنانا مطلقاً حرام ہے۔البتہ اس کا دیکھنا اور استعمال کرنا مقامِ تعظیم میں حرام ہے اور مقامِ اہانت میں جائز ہے لیکن ترک اس میں بھی افضل ہے۔جیسا کہ تمہید نمبر (۳) اور (۴) میں گزر چکا ہے۔

(۴)۔تصویر کے استعمال سے مراد یہ ہے کہ تصویر بننے کے بعد آیا اس کو گھر میں آویزاں کر سکتے ہیں، پردوں پر لٹکا سکتے ہیں نیز اس کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں وغیرہ۔ اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے کہ استعمال اگر مقامِ اہانت میں ہے تو درست ہے جیسے تصویر کا پیروں میں ہونا، چادر یا قالین پر ہونا، جن تکیوں پر ٹیک لگائی جاتی ہے ان پر ہونا وغیرہ۔اور اگر مقامِ تعظیم میں ہے تو اس کا استعمال حرام ہوگا جیسے دیواروں پر لٹکانا، باتصویر پردوں کا لٹکانا، قبلہ کی طرف تصویر کا ہونا وغیرہ۔ نیز تصویر کا استعمال کیوں جائز ہے اس کی تفصیل تمہید نمبر (۳) میں گزر چکی ہے۔

(۵)۔ہاتھ اور فلم کیمرے کی تصویر ایک حکم میں اس لئے ہے کہ جس طرح ہاتھ سے تصویر بنائی جاتی ہے، ویسے ہی کیمرے کا بٹن دبا کر تصویر کا عکس محفوظ کیا جاتا ہے۔ نیز مقاصد اور علل میں بھی دونوں برابر ہیں۔جیسا کہ تمہید نمبر (۶) میں گزر چکا ہے۔

(۶)۔ڈیجیٹل کیمرے میں (0-1) زیرو ون کے زید کا بعینہٖ عکس نہ ہونے کے باوجود اس کی حرمت تین وجوہ سے ہے:

(الف)۔زید کی تصویر کے اصل ہونے کی بنا پر۔

(ب)۔زید کی تصویر کے سبب ہونے کی بنا پر۔

(ج)۔ بوقت تعارض جانب حرمت کو ترجیح دینے کی بنا پر۔جیسا کہ تمہید نمبر(۷) میں گزر چکا ہے۔

(۷)۔اسکرین پر ظاہر ہونے والے مناظر کی حرمت اولاً تو اکابرین اہلِ فتاویٰ کے فتووں کی بنا پر ہے۔ کما تقدم (جیسا کہ گزر چکا ہے)۔نیز کیونکہ ان کا ظہور کیمرے کی ڈسک یا چپ میں محفوظ ہونے کے بعد ہو رہا ہے اس لئے یہ بھی محفوظ عکس ہونے کی بنا پر حرام ہے۔جیسا کہ تمہید نمبر(۷)اور(۸) میں گزر چکا ہے۔

(۸)۔برقی شعاعوں پر صورت کے اطلاق کے بارے میں گزشتہ ابحاث میں نصوص پیش کئے جا چکے ہیں۔اس لئے یہ کہنا کہ یہ صورت پہلی بار سامنے آئی ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔جیسا کہ تمہید نمبر(۷) میں گزر چکا ہے۔

(۹)۔ برقی شعاعوں کا (0-1) زیرو ون میں ہونا ان کی حلت یا حرمت ہمارے اکابرین سے اس لئے منقول نہیں ہے کہ یہ ان کے بعد کی ایجاد ہے البتہ اسکرین پر ظاہر ہونے والے ناپائیدار مناظر کی حرمت کو ہم نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تک بحوالہ ان کے فتویٰ کے نقل کر دیا ہے۔جیسا کہ تمہید نمبر(۸) میں گزر چکا ہے۔

(۱۰)۔تصویر کے مسئلہ میں جو استثنائی صورتیں مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ کی سادہ کیمرے میں ہیں وہی ڈیجیٹل کیمرے میں بھی ہوں گی، یعنی ان کا کھنچوانا جائز ہوگا اور کھینچنا حرام ہوگا۔جیسا کہ ''تصویر کے شرعی احکام'' (صفحہ:۸۱) پر صراحت موجود ہے۔

هذا ما ظهرلی من الفتاح الوهاب

فقط